امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمہ کی جنات کے موضوع پر لاجواب اور منفرد کتاب

لقط المرجان فی احکام الجان

المعروف

جنوں کی دنیا

مترجم

نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

ناشر

اعظمی پبلشرز

دار العلوم صادق الاسلام 10/483، لیاقت آباد، کراچی۔ فون: 4136304

امام ہمام علامہ عصر، مفسر ومحدث اعظم ، مؤرخ یگانہ،
امام الحفاظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمہ
کی جنات کے موضوع پر لاجواب اور منفرد کتاب

لقط المرجان فی احکام الجان

المعروف

جنوں کی دنیا

مصنف

الحافظ امام علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ

مترجم

نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

ناشر

اعظمی پبلشرز
دار العلوم صادق الاسلام
10/483، لیاقت آباد، کراچی۔فون :4136304

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

نام کتاب : لقط المرجان فی احکام الجان
المعروف.........جنوں کی دنیا

مصنف : خاتم الحفاظ علامہ جلیل، محقق علی الاطلاق حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی الشافعی علیہ الرحمہ

مترجم : حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

صفحات : 544

تعداد : 1200 تقریباً

سن اشاعت : رمضان المبارک 1425ھ بمطابق اکتوبر 2004ء

ہدیہ :

﴿ملنے کے پتے﴾

☆ اعظمی پبلشرز، دارالعلوم صادق الاسلام، 10/483 لیاقت آباد، کراچی۔
فون: 4136304 موبائل: 0300-2299781

☆ دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی۔

☆ مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی۔

☆ مکتبہ افکار اسلامی، جامع مسجد کنز الایمان، آئی ٹن ون، اسلام آباد

☆ جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفیٰ آباد، فیصل آباد۔

☆ احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، نزد کمیٹی روڈ، راولپنڈی

☆ قادریہ پبلشرز، کارابھائی کریم جی روڈ، نیا آباد، کراچی۔

☆ حنفیہ پاک پبلی کیشنز، نزد بسم اللہ مسجد، کھارادر، کراچی۔

☆ مکتبہ رضویہ، گاڑی کھاتہ، آرام باغ، کراچی۔

☆ ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔

☆ مکتبہ غوثیہ، نزد فیضان مدینہ، سبزی منڈی، کراچی۔

☆ مکتبہ فیضان اشرف، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی۔

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، اردو بازار، کراچی۔

☆ بیت القرآن، اردو بازار، کراچی۔

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نذرانۂ عقیدت

بے حد حمد وثنا اس قادر مطلق کو شایان جس نے تمام ممکنات عالم کو وجود سے مشرف فرمایا اور چھ دن میں ساتوں زمین وآسمان بنائے اور سارے عالم کو ہر قسم کی بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اس کی سب سے بڑی نعمت حضور سید عالم ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر کروڑوں درود وسلام ہو فقیر اپنی اس بے مایہ بضاعت کو تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی عالم علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری اور اپنے جد امجد حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت اور ان تمام علمائے حقہ علیہم الرحمہ جن کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہیں کی خدمات عالیہ میں بطور نذر پیش کرتا ہوں اور قبولیت کی توقع رکھتا ہوں

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

اور ساتھ ہی والد ماجد محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی کا تہہ دل سے ممنون ومشکور ہوں جنہوں نے اس ترجمہ کے ربعِ اول کی تصحیح فرمائی اور اپنے بڑے ہی مکرم ومعظم ساتھی مولانا ابو القاسم ضیائی کا بھی بہت شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اس مکمل ترجمہ پر نظرِ ثانی ڈالی۔

احقر العباد عطاء المصطفیٰ اعظمی

خادم دار الافتاء دار العلوم امجدیہ

عالمگیر روڈ کراچی

تقریظ جلیل شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِوَلِيِّهٖ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى حَبِيۡبِهٖ

آپ کے زیر مطالعہ یہ کتاب ایک بہت اہم موضوع پر مشتمل ہے یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے کہ جنوں کا وجود ہے یا نہیں۔ اور ہے تو ان کی حقیقت کیا ہے؟ صریح نص قرآن اور احادیث کی روشنی میں ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسانوں کی طرح جن بھی ایک نوع ہے جنوں میں مرد بھی ہوتے ہیں عورتیں بھی ہوتی ہیں یہ انسانوں کی طرح مکلّف ہیں ان میں مؤمن بھی ہیں کافر بھی ان میں توالد وتناسل بھی ہے اس موضوع پر خاتم الحفاظ علامۂ جلیل حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "لقط المرجان فی احکام الجان " بہت جامع کتاب ہے جس میں حسب عادت حضرت مصنف قدس سرہ نے جنوں کے بارے میں جتنی روایتیں انہیں مل سکی ہیں سب کو جمع فرمادیا ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ وہ ہر قسم کی روایتیں جمع فرمادیتے ہیں خواہ وہ صحیح ہوں یا حسن یا ضعیف اس کتاب میں ان کا مقصود تحقیق نہیں جمع روایات ہے اسی لئے اس میں کہیں کہیں تعارض بھی نظر آتا ہے مثلاً ایک ہی صفحے میں یہ مذکور ہے کہ ان کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف تھا اسے ان جنوں نے قتل کردیا اس کے بعد ہی یہ روایت بھی ہے کہ جنوں نے اپنے ایک نبی کو قتل کردیا جس کا نام یوسف علیہ السلام تھا۔ اگرچہ نبی اور بادشاہ ہونے میں تعارض نہیں دونوں میں تطبیق ہوسکتی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی ہونا بشر کے ساتھ خاص ہے غیر بشر نبی نہیں

ہوسکتا۔ اس قسم کی باتیں تحقیق طلب ہیں اور یہ چیز حضرت خاتم الحفاظ جیسے عظیم محقق سے مخفی نہیں لیکن ان کا مقصود تحقیق نہیں جمع روایات ہے اس لئے اس قسم کی باتوں سے تعرض نہیں فرمایا یہ کتاب بہت معلومات افزاء ہے لیکن عربی زبان میں تھی عوام تو عوام آج کل کے مدارس کے اکثر فارغ التحصیل بھی اس سے استفادہ نہیں کرسکتے تھے اس لئے اس کی حاجت تھی کہ اس کا اردو میں ترجمہ کردیا جائے اس کا احساس نبیرۂ حضرت صدرالشریعہ جناب مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب اعظمی قادری امجدی استاذ ومفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی کو ہوا۔ انہوں نے بہت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اس کا ترجمہ کیا ہے یہ کتاب مجھے ایسے وقت ملی کہ میں باہر جانے کے لئے پابہ رکاب تھا اور مولانا موصوف بھی کراچی جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اس کی وجہ سے میں پوری کتاب نہیں پڑھ سکا ابتدائی دو ایک صفحہ دیکھا کسی کتاب کا ترجمہ کرنا آسان نہیں وہ بھی ترجمہ تمام لوگوں کے لئے کیا جائے لیکن عزیز موصوف نے بڑی حد تک ایک اچھا ترجمہ کیا ہے مجموعی طور پر یہ ترجمہ بہت اچھا ہے میری دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اس کتاب کو مقبول خاص وعام بنائے اور مصنف ومترجم کو اس کا بہترین صلہ دارین میں عطاء فرمائے اور جناب مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ صاحب زید مجدہم کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ مزید اور اہم تصانیف کے ذریعہ اپنے جد کریم قدس سرہ کا نام بھی روشن کریں اور بہترین اجر کے بھی حامل ہوں۔

محمد شریف الحق امجدی

۱۵ ذوقعدہ ۱۴۱۹ھ ۴ مارچ ۱۹۹۹ء

تقریظ جمیل

نائب مفتی جامعہ اشرفیہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا

عرصہ سے ''آکام المرجان فی احکام الجان'' کے نام سے آشنا اور اس کے مطالعہ کا مشتاق تھا لیکن کبھی یہ موقعہ میسر نہ آسکا یہ کتاب ابن الہمام کمال الدین (صاحب فتح القدیر) رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب بحر واشباہ حضرت محقق ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مستند ہے جو اس کے اہمیت کی دلیل ہے زیر نظر کتاب ''لقط المرجان فی احکام الجان'' اسی آکام المرجان کا خلاصہ ہے اصل کتاب عربی زبان میں ہے جس کا ترجمہ حضرت عالم اسلام کے ممتاز فقیہ مصنف بہار شریعت حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے مولانا الحاج مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب مصباحی دام مجدہم نے اردو زبان میں کیا ہے مجھے اصل کتاب نہیں مل سکی اور ترجمہ بھی بس جستہ جستہ ہی اِدھر اُدھر سے پڑھنے کا موقعہ مل سکا پھر بھی تلخیص اصل کتاب کی روح ہوتی ہے اس لئے حسن ظن کا تقاضہ یہی ہے کہ اس کی استنادی حیثیت برقرار ہونی چاہیئے ترجمہ میں کافی حد تک سلاست و روانی پائی جاتی ہے جیسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اردو زبان کی ایک مستقل تصنیف ہے اور کسی بھی ترجمے کی خوبی کا یہی معیار ہوتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مترجم دام مجدہم کو مزید کتب اسلامیہ کے

ترجمے کی توفیق عطا فرمائے اور حسن بیان میں اضافہ فرمائے اور انہیں دارین میں ان خدمات کی بہتر جزاء عطا فرمائے آمین۔

محمد نظام الدین رضوی
مدرس دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم
مبارک پور ضلع اعظم گڑھ
۱۵ ذو قعدہ ۱۴۱۹ھ ۴ مارچ ۱۹۹۹ء

مقدمہ

محقق علی الاطلاق امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی جنوں کی حقیقت پر مشتمل یہ کتاب "**لقط المرجان فی احکام الجان**" بڑی نایاب و نادر ہے جو علامہ بدرالدین شبلی کی اس موضوع پر منفرد کتاب "**آکام المرجان فی احکام الجان**" کی تلخیص ہے اس کے باوجود جنوں کے تمام امور کو محیط ہے مثلاً جنوں کی حقیقت اور ان کا وجود' ان کے نام و طبقات' فرقے' اقسام' ان کی ہئیت و شکل' ان کی خوراک اور ان کو شریعت مطہرہ کے مکلف ہونے اور ان کے نکاح کے احکام اور ان کے رہنے کی جگہ وغیرہا سے متعلق تمام تر احکامات اور مختلف قسم کی روایات درج ہیں اگرچہ ان روایات میں ہر قسم کی صحیح' حسن' ضعیف وغیرہا سب ہیں۔

یہ کتاب بڑی جامع اور معلومات افزا کتاب ہے اس کے علاوہ امام سیوطی علیہ الرحمہ نے بے شمار علوم وفنون پر مشتمل بیش بہا وگرانقدر سرمایہ چھوڑا ہے باوجودیکہ ان کے لئے اس راہ میں وہ سہولتیں میسر نہ تھیں جو آج ہمیں حاصل ہیں دور دراز مقامات کا سفر کرنے کے لئے آسان ذرائع بھی نہ تھے بلکہ انتہائی دشوارترین مراحل سے دوچار ہونا پڑتا تھا اور نہ ہی اس قدر مطبوعات تھیں بلکہ صرف قلمی نسخوں اور حافظوں پر سارا انحصار و دارو مدار تھا اس کے باوجود یہ سب دشواریاں ان کے لئے ہیچ تھیں ذیل میں امام جلال الدین علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح درج کی جاتی ہے تاکہ کماحقہ نہ سہی کچھ تو ان کی علمی عبقریت وشخصیت پر آگاہی ہوجائے۔

نام ونسب اور سکونت:۔

محقق علی الاطلاق حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی کا نام نامی اسم گرامی عبدالرحمٰن ہے اور آپ کا لقب "جلال الدین" اور کنیت ابوالفضل ہے آپ کا پورا نسب اس طرح ہے عبدالرحمٰن جلال الدین بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین بن محمد ناظر الدین بن سیف الدین خضر بن ابی الصلاح ایوب نجم الدین بن محمد ناصر الدین بن شیخ ہمام الدین سیوطی سیوط کی طرف منسوب ہیں جس کو اسیوط بھی کہتے ہیں مصر کے گردونواح میں دریائے نیل کے مغربی جانب ایک شہر ہے اسی شہر میں بعد مغرب یکم رجب ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے انتہائی باکمال وبے مثال ائمہ فن میں سے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں بے پناہ خوبیوں اور بے شمار خصوصیتوں سے نوازا تھا۔

تحصیل علوم:۔

آپ کی عمر شریف جب پانچ سال سات ماہ کی ہوئی تو ۸۵۵ھ میں آپ کے سر سے والد کی شفقت اور سایہ اٹھ گیا لیکن آپ کے والد ماجد نے علم دین کے حصول کی وصیت فرمائی تھی چنانچہ والد ماجد کی حسب وصیت علم دین کے حصول میں قدم رکھا اور چند بزرگوں کی سرپرستی میں علم دین حاصل کرنے لگے ان میں شیخ کمال الدین ابن ہمام حنفی بھی تھے انہوں نے آپ کی طرف پوری توجہ کی چنانچہ آپ نے آٹھ سال سے کم عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کرلیا اور بہت سی درسی وغیر درسی کتابیں اپنے وقت کے جید ترین مختلف علمائے کرام سے پڑھیں شیخ شہاب الدین سے فرائض

(علم میراث) حاصل کئے اور شیخ الاسلام علم الدین' علامہ بلقینی' علامہ شرف الدین المناوی اور محقق دیارمصر سیف الدین محمد بن محمد حنفی کے حلقہائے درس سے بھی مدتوں استفادہ کیا اور علامہ محی الدین کی خدمت میں چودہ سال تک رہے۔

درس وتدریس اور افتاء:

علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل وتکمیل کے بعد ۸۶۶ھ میں باقاعدہ مسند تدریس پر فائز ہوگئے اور ۸۷۱ھ میں افتاء کا کام شروع کیا اور ۸۷۲ھ سے املاء حدیث میں مشغول ہوگئے خود علامہ موصوف "حسن المحاضرہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے سات علوم تفسیر' حدیث' فقہ' نحو' معانی' بیان اور علم بدیع میں تبحر ومہارت عطا فرمائی ہے یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے حج کے موقع پر آب زمزم پیا اور یہ نیت کی کہ فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی کے مرتبہ کو اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے مرتبہ کو پہنچ جاؤں۔

مشہور تلامذہ :۔

آپ کے حلقۂ درس سے بے شمار جید علماء نے اکتساب علم کیا اور اکناف عالم میں علوم عقلیہ ونقلیہ پھیلاتے رہے ان میں مشہور ومعروف تلامذہ یہ ہیں شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداؤدی المالکی' علامہ علی بن محمد بن احمد الخبانی الازہری۔

قوتِ حافظہ:۔

آپ اپنے زمانہ میں علم حدیث کے سب سے بڑے امام تھے آپ خود فرماتے ہیں کہ مجھے دولاکھ حدیثیں یاد ہیں اور "الاتقان" کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مذکورہ سات علوم کے علاوہ اصول فقہ' علم جدل' معرفت' انشاء' ترسیل' علم فرائض'

علم قرأت اور علم طب میں نے کسی استاد سے نہیں پڑھا البتہ علم الحساب مجھ پر دشوار ترین شئی تھی لیکن اب میرے پاس بحمدہ تعالیٰ اجتہاد کے آلات مکمل ہوگئے ہیں میں اس بات کو فخریہ نہیں کہتا بلکہ بطور ذکر نعمت الٰہی بیان کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں اگر میں چاہتا کہ ہر مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھوں اور اس کے انواع واقسام اور اس کے ادلۂ عقلیہ ونقلیہ اور اس کے نقائص اور ان نقائص کے جوابات اور ہر مسئلہ میں اختلاف مذاہب کے درمیان موازنہ کروں تو بفضلہٖ تعالیٰ اس کام پر بھی مجھے قدرت ہوتی اور جہاں کہیں ہر قسم کی روایات جمع کی ہیں جس میں ضعیف وموضوع کا بھی لحاظ نہ کیا تو وہاں ان کا مقصد تحقیق ہرگز نہیں بلکہ مطلقاً روایات کا جمع کرنا ہے اور یہ ان کی عادت ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس میں ہر قسم کی روایتیں جمع فرمادیتے ہیں خواہ وہ صحیح ہوں یا حسن یا ضعیف چنانچہ اس کتاب (لقط المرجان) میں بھی ان کا مقصد تحقیق نہیں، جمع روایات ہے اسی لئے تو انہوں نے یہ فرمایا کہ "اگر میں چاہتا تو ایسی تحقیق کرنے پر قدرت ہوتی "ایسا ہی کیا ہے" (یعنی لقط المرجان کی روایات کی تحقیق کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن ایسا نہیں کیا) کا انہوں نے دعویٰ نہیں فرمایا ہے۔

علمی کارنامے :۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے مختلف موضوعات پر پانچ سو سے زائد تصنیفات اپنی یادگار چھوڑی ہیں چنانچہ علامہ نووی بستان میں ایک مستند روایت نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "امام غزالی علیہ الرحمہ کی تصنیفات اور ان کی عمر کا حساب لگایا جائے تو روزانہ کا اوسط سولہ صفحات ہوتے ہیں لیکن محدث ابن جوزی اور علامہ سیوطی کی

تصنیفات کا روزانہ کا اوسط اس سے بھی کہیں زیادہ ہے" سب سے پہلے علامہ سیوطی نے "شرح استعاذہ و بسملہ" تصنیف کی اور اصول تفسیر میں انتہائی جامع کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کی وجہ تالیف خود علامہ موصوف نے اسی کتاب کے دیباچہ میں یوں بیان فرمائی ہے "مجھے طالب علمی کے زمانہ ہی سے اس بات پر بڑی حیرت وتعجب تھا کہ علمائے متقدمین نے علوم حدیث پر تو بہت سی کتابیں تصنیف کیں لیکن علوم قرآن پر کوئی کتاب نہیں لکھی اتفاقاً ایک دن میں اپنے استاد اور شیخ ابوعبداللہ محی الدین کو فرماتے سنا کہ انہوں نے علم تفسیر پر ایک بے مثال کتاب مرتب فرمائی ہے کہ ایسی کتاب ابھی تک نہیں لکھی گئی چنانچہ مجھے اسے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو اسے لے کر نقل کیا یہ ایک مختصر رسالہ تھا اس رسالہ میں صرف دو باب تھے پہلے باب میں تفسیر، تاویل، قرآنی سورتوں اور آیات کے معانی میں اور دوسرا باب تفسیر بالرائے کی شرطوں کے بیان میں پھر ان دو بابوں کے بعد خاتمہ تھا جس میں عالم متعلم کے آداب مذکور تھے اس مختصر رسالہ سے میری تشنگی نہ بجھی اور تشفی نہ ہوئی اس کے بعد قاضی القضاۃ نے اپنے بھائی قاضی القضاۃ جلال الدین کی تصنیف کردہ کتاب "مواقع العلوم من موقع النجوم" کی طرف رہنمائی کی جب میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو اسے اس موضوع پر بڑی عمدہ اور قابل قدر پایا اس کتاب میں مذکورہ بالا عنوان کی ہر قسم کا مختصر بیان تھا مگر اس کے باوجود وہ بیان اس قدر نا کافی تھا کہ اس میں مزید اضافے اور وضاحت کی ضرورت تھی چنانچہ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں نے اس موضوع پر ایک کتاب "التحبیر فی علوم التفسیر" کے نام سے لکھی اس کے بعد

اسی موضوع پر دوسری کتاب "البرہان فی علوم القرآن" کے نام سے تصنیف کی" گویا امام سیوطی نے علم اصول تفسیر پر تین جامع کتاب تصنیف فرمائی۔

چند مشہور تصنیفات کے نام:۔

(۱)الدر المنثور فی التفسیر الماثور بارہ جلدیں (۲)ترجمان القرآن پانچ جلدیں (۳)الناسخ و المنسوخ (۴)الاکلیل فی استنباط النزیل (۵)لباب المنقول فی اسباب النزول (۶)مفحات القرآن فی مهمات القرآن (۷)اسرار التنزیل (۸)تفسیر جلالین نصف اول (۹)التوشیح علی الجامع الصحیح شرح بخاری (۱۰)القول الحسن فی الذب علی السنن نسائی کی شرح (۱۱)زہر الربیٰ علی المجتبیٰ ابن ماجہ کی شرح (۱۲) کشف الغطاء فی شرح الموطأ موطأ کی شرح (۱۳) القوت المغتذی علیٰ جامع الترمذی ترمذی کی شرح (۱۴)طبقات (۱۵) تاریخ الخلفاء (۱۶) طبقات الحفاظ (۱۷) خصائص کبریٰ مزید تصانیف کی فہرست آپ ہی کی کتاب "حسن المحاضرہ" میں درج ہے وہاں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

کرامات:۔

آپ کے خادم خاص محمد بن علی حباک کا بیان ہے کہ ایک روز قیلولہ کے وقت فرمایا اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو فاش نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظ
میں پڑھوا دوں؟ عرض کیا ضرور فرمایا آنکھیں بند کرلو اور ہاتھ پکڑ کر تقریباً ۲۷ قدم چل
کر فرمایا آنکھیں کھول دو دیکھا تو ہم باب معلیٰ پر کھڑے ہیں حرم پہنچ کر طواف ک

زمزم پیا پھر فرمایا کہ اس بات سے تعجب مت کرو کہ ہمارے لئے زمین سمیٹ دی گئی بلکہ زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے جاننے والے یہاں موجود ہیں مگر وہ ہمیں نہ پہچان سکے پھر فرمایا چاہو تو میرے ساتھ واپس چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آجانا عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا چنانچہ ہم باب معلیٰ گئے اور فرمایا آنکھیں بند کرلو میں نے آنکھیں بند کرلیں اور مجھے سات قدم دوڑایا اور کہا آنکھیں کھولو جب آنکھ کھولی تو ہم مصر میں موجود تھے۔

زیارتِ رسالتماب اور شیخ السنۃ کا خطاب :۔

امام سیوطی نے کئی بار حضور اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کی ہے اور حضور ﷺ نے آپ کو یا شیخ السنۃ یا شیخ الحدیث کہہ کر خطاب فرمایا شیخ شاذلی فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا کہ آپ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت مبارکہ کتنی بار ہوئی ہے؟ فرمایا ستر (۷۰) سے زیادہ مرتبہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔

وفات :۔

تریسٹھ (63) سال کی عمر پا کر ایک معمولی سے مرض ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہو کر آخر شب جمعہ ۱۹ جمادی الاوّل ۹۱۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ کراچی

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ۸ دسمبر ۱۹۹۸ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

تمام خوبیاں اللہ کیلئے جو مہربان' احسان فرمانے والا ہے اور درود وسلام نازل ہو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر جو انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجے گئے۔ یہ (کتاب) شیخ امام قاضی بدرالدین شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو) کی کتاب ''آکام المرجان فی احکام الجان'' کا خلاصہ ہے میں نے اس کا نام ''لقط المرجان فی احکام الجان'' رکھا اور میں نے اپنی مرضی کے مطابق اس میں کمی بیشی بھی کی ہے۔

جنوں کے وجود کا بیان

اسی ضمن میں جنوں کی قسموں اور لفظ جن کے معنی اور شیاطین اور جنوں اور سرکشوں نیز روحوں' دیو کے درمیان فرق کا ذکر بھی ہوگا۔

جن کے معنی وتعریف :

(۱) امام الشعراء واللغات ابن درید محمد بن حسن ازدی متوفی (۳۲۱ھ) فرماتے ہیں جنات انسانوں سے الگ ایک مخلوق ہے اور کہا جاتا ہے جَنَّۃُ اللَّیْلِ وِاَجِنَّہٗ' وَ جُنَّ عَلَیْہِ (رات نے اسے چھپالیا ہے' اور رات نے اسے ڈھانپ لیا' اور اس پر چھا گئی' اور اسے چھپالیا سب ایک ہی معنی میں ہیں جبکہ وہ اسے چھپالے) اور جب کوئی چیز جو تم سے پوشیدہ ہوگی تو جُنَّ عَنْکَ کہیں گے اسی پوشیدگی کی وجہ سے

اس مخلوق کا نام جن اور جنات رکھدیا گیا۔ جن اور جنہ سب ایک ہی چیز ہے اور حِن بغیر نقطہ کی حاء کے ساتھ جن کی ایک قسم ہے۔

حن کسے کہتے ہیں:۔

(۲) ابو عمر الزاہد محمد بن عبد الواحد بغدادی متوفی (۳۴۵ھ) فرماتے ہیں "حن" جنات کے کتوں کا نام ہے اور جنات کی پست و کمتر نسل ہے۔

جان کی تعریف:۔

(۳) امام لغت جوہری ابراہیم بن سعید ابو اسحاق بغدادی متوفی (۳۴۷ھ) فرماتے ہیں جان جنات کے باپ کو کہتے ہیں جیسے آدمیوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

جن کو جن کیوں کہتے ہیں:۔

(۴) ابو الوفاء شیخ الحنابلہ ابن عقیل محمد بن عقیل حنبلی بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ چھپ کر رہتے ہیں اور نگاہوں سے پوشیدہ اور اوجھل ہوتے ہیں۔

شیاطین کسے کہتے ہیں:

حضرت ابن عقیل ہی فرماتے ہیں کہ:۔ شیاطین جنات ہی کی نافرمان قسم کا نام ہے جو ابلیس کی اولاد سے ہیں۔

مُرَدَۃٌ (انتہائی سرکش) کیا چیز ہیں؟ محمد بن عقیل ہی فرماتے ہیں "مُرَدَۃٌ" انتہائی سرکش و طاقتور جنات ہیں۔

عرب کے نزدیک جنوں کے نام

جنوں کے طبقات:۔

(۵) اور مورخ اعظم جناب حافظ ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ بن محمد قرطبی مالکی متوفی (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں اہل کلام اور اہل زبان کے نزدیک جنوں کے مختلف طبقات ہیں یہ حضرات جب صرف لفظ جن بولتے ہیں تو اس سے صرف جن ہی مراد لیتے ہیں اور جو جن انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں اسے عامر کہتے ہیں جس کی جمع عمار ہے۔

ارواح: اور وہ جن جو بچوں پر مسلط ہوتے ہیں اسے ارواح کہتے ہیں اور جو شریر و سرکش ہوتے ہیں ان کو شیطان کہتے ہیں اور اگر شرارت و سرکشی میں ان سے بھی زیادہ ہوں تو اسے عفریت کہتے ہیں۔

جنوں کے وجود کا ثبوت:۔

(۶) تقی الدین بن تیمیہ (☆۱) کہتے ہیں مسلمانوں کے کسی طبقے نے جنات

(☆۱) یہ وہابیوں کا وہی مورث اعلیٰ تقی الدین ابن تیمیہ ہے جس نے کھلے الفاظ میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ حضور ﷺ کے روضہ انور کے ارادے سے سفر کرنا گناہ ہے اس لئے اس سفر میں نمازوں میں قصر جائز نہیں (معاذ اللہ) ابن تیمیہ کے اس فتویٰ سے ملک شام و مصر میں بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا شامیوں نے علمائے کرام سے سوال کیا تو علامہ برہان بن الفرح فزاری نے چالیس سطروں کا فتویٰ لکھ کر ابن تیمیہ کو کافر قرار دیا اور کثیر علماء نے اس کی تصدیق فرمائی اور اسے اپنے فتوے سے باز نہ آنے پر قید کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابن تیمیہ اپنے اس فتوے سے باز نہ آیا تو شعبان ۷۲۶ھ کو دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا جیل ہی میں ۲۰ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ کو مر گیا ابھی اخروی سزا باقی ہے۔ ۱۲ اعظمی

کے وجود کا انکار و اختلاف نہیں کیا اور اسی طرح تمام کفار بھی جنوں کے وجود کو مانتے ہیں اس لئے کہ جنات کے وجود کے متعلق انبیائے کرام علیہم السلام کے ارشادات حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں جو یقینی و مشہور ہیں جس کو خواص و عوام سب ہی مانتے جانتے ہیں جاہل فلسفیوں اور ان کے جیسے ایک معمولی و حقیر گروہ کے سوا کسی نے بھی جنوں کے وجود کا انکار نہیں کیا۔

جنوں کے متعلق فرقہ قدریہ کی رائے:۔

(۷) مبلغ اسلام حامی اشاعرہ قاضی ابوبکر محمد بن طیب بن محمد باقلانی بغدادی متوفی (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں فرقہ قدریہ کے قدیم گروہ کی کثیر تعداد جنوں کے وجود کو مانتی اور ثابت کرتی ہے لیکن فرقہ قدریہ کا جدید گروہ جنوں کے وجود کو نہیں مانتا (☆۲) اور فرقہ قدریہ کا ایک گروہ جنوں کے وجود کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ اپنے رقیق جسم کی وجہ سے اور ان کے جسموں میں شعاع کے گزرنے کی وجہ سے نظر نہیں آتے اور فرقہ قدریہ کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ نظر اس لئے نہیں آتے کہ انکا کوئی رنگ روپ نہیں ہوتا۔

جنوں کی پیدائش کی ابتدا کا بیان اور کیا جن انسانوں سے پہلے پیدا کئے گئے؟:

(۸) ابوحذیفہ اسحاق بن بشر نے ''المبتدا'' میں کہا کہ ہم سے حضرت عثمان بن اعمش علیہ الرحمہ نے حدیث بیان کی اور وہ بکیر بن اخنس سے اور وہ عبدالرحمٰن بن سابط قرشی سے وہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا خُلِقَ الْجِنُّ قَبْلَ آدَمَ بِاَلْفَیْ سَنَةٍ یعنی جنات

(☆۲) امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے زمانے کے فرقہ قدریہ کا ایک گروہ جنوں کے وجود کا منکر ہے۔ ۱۲ اعظمی

حضرت آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیے گئے۔ (☆۳)

انسانوں سے پہلے زمین پر صرف جن آباد تھے:

(۹) ہمیں جویبر نے خبر دی وہ ضحاک سے اور ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا انسانوں سے پہلے زمین پر صرف جنات آباد تھے جنات زمین پر اور فرشتے آسمان پر رہتے تھے یہی آسمان و زمین کے رہنے والے تھے، ہر آسمان کے الگ الگ فرشتے ہیں اور تمام آسمان والوں کی نماز، تسبیح اور دعا مقرر ہے اور ہر اوپر کے آسمان والے نچلے آسمان والوں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہیں اور زیادہ دعا کرنے والے نماز پڑھنے والے اور تسبیح کرنے والے ہیں آسمان پر رہنے والے فرشتے تھے اور زمین پر رہنے والے جنات تھے۔

(۱۰) اسحاق اور ابوروق حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسانوں سے پہلے زمین پر صرف جن آباد تھے جب اللہ تعالیٰ نے ابوالجنات ''سموم'' کو پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اسے آگ کے شعلہ سے پیدا فرما کر فرمایا اے ابوالجن سموم! تو کوئی آرزو کر اس نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ ہم سب کو دیکھیں اور ہمیں کوئی نہ دیکھے اور

(☆۳) فائدہ: لیکن بعض قول کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ اور جنات حضرت آدم علیہ السلام سے ساٹھ ہزار سال پہلے پیدا کئے گئے پھر جنوں میں بغض و حسد پیدا ہو گیا اور لڑنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ان کی طرف بھیجا جن کا امیر ابلیس (عزازیل) تھا زمین پر اترتے ہی فرشتوں نے جنوں کو شکست دے کے زمین سے نکال کر دریاؤں اور غاروں کی طرف بھگا دیا اور خود وہیں آباد ہو گئے۔ (صاوی، روح البیان) ۱۲ اعظمی

ہم زمین میں چھپ جائیں اور ہمارا بوڑھا بھی نہ مرے یہاں تک اس کی جوانی واپس آ جائے (ہمارا بوڑھا بھی جوان ہو کر مرے) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ تمنا پوری فرمادی اسی لئے وہ سب کو دیکھتے ہیں لیکن دوسرے لوگ انہیں نہیں دیکھتے اور جب مرتے ہیں تو زمین میں غائب ہو جاتے ہیں اور اس کا بوڑھا بھی جوان ہو کر مرتا ہے یعنی اس بچے کی طرح جسے انتہائی کم عمری میں لوٹا دیا جاتا ہے۔

ابلیس روئے زمین پر کب آیا؟

(۱۱) اسحاق کہتے ہیں مجھ سے جویبر اور عثمان اپنی سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین کو آباد کرنے کا حکم دیا تو وہ مدت دراز تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے پھر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور خونریزی شروع کردی اور ان کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام یوسف تھا اسے ان جنوں نے قتل کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر دوسرے آسمان کے فرشتوں کا ایک لشکر بھیج دیا اس لشکر کا نام لشکر جن تھا ان میں ابلیس بھی تھا جو چار ہزار جنوں کا سردار تھا چنانچہ وہ لشکر آسمان سے اترا اور روئے زمین کے تمام جنوں کو نکال دیا اور روئے زمین سے جنوں کو جلاوطن کردیا اور ان کو دریاؤں کے جزیروں میں بھگا دیا اور ابلیس اپنے اس لشکر کے ساتھ (جو لشکر اس کے ساتھ روئے زمین پر آیا تھا) آباد ہو گیا اس طرح ان پر کام آسان ہو گیا اور روئے زمین پر ٹھہرنا پسند آ گیا۔

(۱۲) محمد بن اسحاق حضرت حبیب بن ابی ثابت تابعی متوفی (۱۱۹ھ) وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ روئے زمین پر ابلیس اور اس کا لشکر حضرت آدم علیہ السلام کی

پیدائش سے چالیس سال پہلے آ کر آباد ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر فرشتوں کے تردد کی وجہ:

(۱۳) مجھے حضرت مقاتل و حضرت جویبر نے خبر دی وہ ضحاک سے ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا لما اراد اللّٰہ تعالیٰ ان یخلق آدم قال لِلْمَلٰٓئِکَةِ "﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً﴾ قالت الْمَلَائِکَةُ ﴿أَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ (پارہ نمبر 1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 30)﴾ قال ابن عباس لم یعلموا الغیب لکنهم اعتبروا أعمال ولد آدم بأعمال الجن فقالوا أ تجعل فیها من یفسد فیها کما أفسدت الجن و یفسک الدماء کما سفکت الجن و ذالک أنهم قتلوا نبیا لهم یقال له یوسف جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانا چاہا تو فرشتوں سے فرمایا میں زمین "میں اپنا نائب بنانے والا ہوں" فرشتوں نے عرض کیا" کیا تو ایسے کو نائب بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے؟" حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا فرشتے غیب (پوشیدہ بات) نہیں جانتے مگر فرشتوں نے اولاد آدم کے اعمال کو جنوں کے اعمال پر قیاس کر کے کہہ دیا اے اللہ! کیا تو ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے جس طرح جنوں نے فساد پھیلائے اور خونریزیاں کیں اور یہ اس لئے کہ انہوں (جنوں) نے اپنے ایک نبی کو قتل کردیا جن کا نام یوسف تھا۔

(۱۴) ہمیں جویبر نے خبر دی وہ ضحاک سے ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کان اللہ تعالیٰ قد بعث إلیھم رسولا فأمرھم بطاعته و أن لایشرکوا به شیئا و أن لایقتل بعضھم بعضا فلما ترکوا طاعة اللہ و قتلوا قالت الملائکة ﴿أ تجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدماء﴾ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی طرف ایک رسول بھیجا تھا جس نے جنوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیا اور یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں جب جنوں نے اللہ کی اطاعت چھوڑ دی اور قتال کیا تو فرشتوں نے کہا اے اللہ! "کیا تو زمین میں ایسے کو اپنا نائب بنائیگا جو زمین میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔"

میں (علامہ سیوطی) کہتا ہوں یہ ساری سندیں گڑھی ہوئی ہیں اور ابو حذیفہ جھوٹا ہے اور جویبر متروک الحدیث ہے (☆۴) اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نہیں سنا یعنی ضحاک کی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سماعت ثابت نہیں۔

(۱۵) لیکن حاکم متوفی (۳۲۱ھ) مستدرک میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور اس کو صحیح قرار دیتے ہیں حضرت عبد اللہ

(☆۴) فائدہ: اصول حدیث میں متروک کی تعریف یہ کی گئی ہے۔
حدیث متروک:--- وہ حدیث جس کا راوی متہم بالکذب ہو۔
متہم بالکذب:---- وہ شخص جس کا حدیث میں جھوٹا ہونا اگرچہ ثابت نہیں مگر وہ دوسری باتوں میں جھوٹا مشہور ہو ایسے شخص کی روایت کردہ حدیث کو متروک کہتے ہیں ایسا شخص جھوٹ بولنے سے توبہ کرلے اور اس کا سچ کا عادی ہوجانا ثابت ہوجائے تو اس کی روایت مقبول ہے۔۱۲ اعظمی

بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ ﴿إنی جاعل فی الأرض خلیفة قالوا أ تجعل فیھا﴾ و قد کان فیھا قبل أن یخلق بألفی عام الجن بنو الجان فأفسدوا فی الأرض و سفکوا الدمآء فبعث اللہ علیھم جنودا من الملائکة فضربوھم حتی ألقوھم بجزائر البحور فلما قال اللہ تعالیٰ ﴿إنی جاعل فی الأرض خلیفة قالوا أ تجعل فیھا من یفسد فیھا و یسفک الدمآء﴾ کما فعل اولٰئک الجان اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں فرشتوں نے کہا کیا تو ایسی مخلوق کو نائب بنائے گا؟ جبکہ زمین میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے جنات رہتے تھے تو انہوں نے زمین میں فساد پھیلایا اور خونریزیاں کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جنہوں نے جنوں کو مارا اور دریاؤں کے جزیروں میں ڈال دیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے لوگوں کو بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائیں اور خونریزیاں کریں جس طرح ان جنوں نے کیا۔

کونسی مخلوق کس دن پیدا ہوئی؟:۔

(۱۶) ابن جریر، ابو حاتم اور ابو الشیخ "کتاب العظمۃ" میں حضرت ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن اور جنوں کو جمعرات کے دن اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا پھر جنوں کے ایک گروہ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو فرشتوں کا ایک لشکر آسمان سے نازل ہوا اور ان سے جنگ ہوئی

اور خونریزیاں ہوئیں اسی پر قیاس کرتے ہوئے فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے اللہ! کیا تو زمین میں ایسی قوم بنائے گا جو فساد کرے؟۔

مخلوق کی پیدائش کی ترتیب:۔

(۱۷) ابوالشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں کہا ہم سے احمد بن محمد مصاحفی نے حدیث بیان کی کہ عبدالمنعم بن ادریس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ وھب نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ إن اللہ تعالیٰ خلق الجنة قبل النار و خلق رحمته قبل غضبه و خلق السمآء قبل الأرض و خلق الشمس و القمر قبل الكواكب و خلق النهار قبل الليل و خلق البحر قبل البر و خلق البر و الأرض قبل الجبال و خلق الملائكة قبل الجن و خلق الجن قبل الإنس و خلق الذكر قبل الأنثى اللہ تعالیٰ نے جنت کو جہنم سے پہلے پیدا فرمایا اور اپنی رحمت کی اشیاء کو اپنے غضب کی چیزوں سے پہلے پیدا فرمایا اور آسمان کو زمین سے پہلے اور سورج و چاند کو ستاروں سے پہلے اور دن کو رات سے پہلے اور دریا کو خشکی سے پہلے اور فرشتوں کو جنوں سے پہلے اور جنوں کو انسانوں سے پہلے اور نر کو مادہ سے پہلے پیدا فرمایا (☆۵)

(☆۵) فائدہ: یہ بات تو مسلم ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرشتوں کو اور زمین

فصل

جن وانس کس چیز سے پیدا کئے گئے؟

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

(۱) ﴿وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ O﴾ (پ۱۴، سورۃ

میں جنات کو سکونت دی جنات نے فساد انگیزی کی تو فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جس نے جنوں کو پہاڑوں اور جزیروں میں نکال بھگایا۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ زمین پہلے پیدا کی گئی یا آسمان تو اس بارے میں ایک طویل بحث ہے جو ہم ذیل میں لکھیں گے اس سلسلے میں امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ آسمان کی تخلیق پہلے ہے اور زمین کی پیدائش بعد میں ہے جیسا کہ الملفوظات حصہ اول کے شروع میں درج ہے لیکن اس مسئلہ میں مفسرین و محققین کے دو طبقے ہیں ایک طبقہ زمین کی تخلیق کو آسمان کی تخلیق سے پہلے کا قائل ہے۔ کہ زمین آسمان سے پہلے پیدا فرمائی گئی تھی البتہ پھیلائی نہ گئی تھی لہٰذا اس روایت میں زمین سے پہلے آسمان پیدا کئے جانے کے معنی غالباً یہ ہیں کہ آرائش زمین سے قبل آسمان پیدا کیا تا کہ ﴿ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ (پارہ نمبر۱، سورہ بقرہ، آیت نمبر۲۹) کے خلاف نہ ہو یدل علی ذالک قوله تعالیٰ ﴿وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا﴾ (پ۳۰ سورۃ النازعات، آیت ۳۰) اور زمین آسمان کے بعد پھیلائی۔ دوسرے طبقے کا کہنا ہے کہ پہلے آسمان پھر زمین پیدا کی گئی ہے۔ اب ہم اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سورۂ حم سجدہ آیت نمبر۹ تا ۱۲ اور سورۂ بقرہ آیت نمبر۲۹ سے واضح ہوتا ہے کہ زمین اور اس کے اندر اوپر جو کچھ ہے سب آسمان سے پہلے پیدا کئے گئے لیکن سورۂ نازعات آیت نمبر۳۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آسمان بنایا گیا اس کے بعد زمین بنائی گئی اور سورۂ یونس آیت نمبر۳ سے پتہ چلتا ہے کہ آسمان وزمین مجموعی طور پر چھ دن میں بنے کتنے دن میں کیا بنا اس کی کوئی تفصیل اس آیت مبارکہ میں نہیں اس سلسلہ میں مفسرین بھی دو طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

(۱) ابن عباس، زمخشری اور اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ زمین پہلے بنی اور یہی اس مرفوع حدیث کا مضمون ہے جس کو امام طبری، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اس حدیث کی تصحیح بھی کی ہے مگر سوال یہ ہے کہ سورۂ نازعات کی آیت مبارکہ ﴿وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا﴾ (پ۳۰، سورۃ النازعات، آیت ۳۰) اور زمین آسمان کے بعد پھیلائی۔ کا کیا جواب ہوگا کہ یہ قول اس آیت قرآنی کے خلاف ہے؟ تو سورۂ حم سجدہ و سورۂ بقرہ کے مطابق قول کرنے والے ان مفسرین نے سورۂ نازعات والی آیت کا یہ جواب دیا کہ آیت مذکورہ میں دحو کا لفظ ہے جس کے معنی پھیلانا کے ہیں اور سورۂ حم سجدہ میں خلق کا لفظ آیا ہے جس کے معنی پیدا کرنا کے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ زمین آسمان سے پہلے تو پیدا کی گئی مگر پھیلائی گئی آسمان کی تخلیق کے بعد یہ جواب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے جو بخاری میں تعلیقاً مروی ہے (کبیر، ص ۳۲۸، ج ۸) مگر پھر اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیات حم سجدہ اور آیت سورۂ بقرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین کی تخلیق اور اس

حجر، آیت ۲۷) اور ہم نے جن کو آدم سے پہلے بے دھوئیں کی آگ سے بنایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۲) ﴿وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۱۵) اور اللہ نے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا فرمایا (۳) اور تیسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ابلیس سے حکایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ (پ ۸، سورۂ اعراف، آیت ۱۲) تو نے مجھے آگ سے بنایا اور

کے پھیلاؤ کے بعد آسمان کی تخلیق ہوئی بلکہ زمین میں جو کچھ ہے اس کی بھی پیدائش کے بعد آسمان بنا جیسا کہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۹ میں "بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا" اور سورۂ حم سجدہ کی آیات ۹ تا ۱۲ "زمین بنائی اور اس کے اوپر لنگر ڈالے برکت رکھی اور اس میں بسنے والوں کی روزیاں مقرر کیں پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا" سے ظاہر ہے کہ دونوں جگہ پھر کا لفظ جو تاخیر پر دلالت کرتا ہے زمین اور اس کے ان متعلقات کی تخلیق کے بعد آسمان کا قصد فرمایا گیا اس لئے آیت نازعات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تاویل چسپاں نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے اس تاویل سے ہٹ کر چار تاویلیں اور کیں کہ آیت مبارکہ ﴿وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ دَحٰهَا﴾ اپنے ظاہر پر نہیں ہے اور ان سب کے بعد یہ اعتراف کیا کہ و کلها إن كان تكلفا لكن اضطروا اليه (حاشیہ جلالین) ہر چند کہ یہ ساری تاویلیں تکلفات ہیں لیکن علماء یہ تکلفات کرنے پر مجبور ہیں قاضی بیضاوی کہتے ہیں إنه خلاف الظاهر تاویل ظاہر کے خلاف ہے۔

(۲) اس کے برخلاف امام مقاتل قتادہ اور سدی اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان زمین سے پہلے پیدا ہوا اور یہی قول امام بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اختیار کیا جیسا کہ آیات نازعات کا ظاہر یہی ہے اور ان لوگوں نے سورۂ بقرہ اور حم سجدہ کی آیتوں کی تاویل کی اور امام بیضاوی کہتے ہیں ﴿ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ﴾ میں ثم کا لفظ تراخی زمانے کے لئے نہیں ہے صرف تراخی بیان کے لئے ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن آیتوں میں ﴿ثُمَّ اسْتَوٰی اِلَی السَّمَآءِ﴾ پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آسمان کا قصد زمین کے بعد ہوا وہاں ثم کے معنی اس کے بعد نہیں بلکہ کبھی کبھی پہلے والی چیزوں کی جو نسبتاً کم اہم ہوں زمانہ میں مقدم ہونے کے باوجود اہم چیزوں کے بعد جو رتبہ میں مقدم ہو لفظ ثم کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ درحقیقت آسمان کو پہلے بنایا لیکن بیان کرتے وقت یہ کہہ دیا پھر آسمان کو بنایا ہم نے جلالین شریف ص ۳۹۷ بیضاوی شریف جلد خامس ص ۳۵ مدارک شریف جلد چہارم ص ۸۹ بخاری شریف جلد ۲ ص ۷۱۲ بیضاوی ص ۱۵۷ کا خلاصہ یہاں لکھ دیا ہے جو چاہے اصل بحثوں کو مذکورہ بالا حوالوں میں ملاحظہ کر سکتا ہے۔ ۱۲ اعظمی

اسے (آدم کو) مٹی سے بنایا۔

(۱۸) قاضی عبدالجبار کہتا ہے کہ جنات کی اصل آگ ہے جو دلیل سماع سے ثابت ہے عقل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جنوں کو ٹوٹے ہوئے ستارے کیسے جلاتے ہیں:۔

(۱۹) سوال ...ابوالوفاء بن عقیل "الفنون" میں بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک سائل نے جنات کے بارے میں سوال کیا اور کہا اللہ تعالیٰ جنوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ ٹوٹے ہوئے ستارے جنوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور انہیں جلا بھی دیتے ہیں آگ کو آگ کس طرح جلاتی ہے؟۔ (☆۲)

جواب ...بے شک اللہ تعالیٰ نے شیطانوں اور جنوں کو آگ کی طرف منسوب فرمایا ہے جس طرح انسانوں کو مٹی اور گارہ اور بجنے والی مٹی کی طرف منسوب فرمایا ہے اس کا مطلب یہ کہ انسان کی اصلیت گارہ ہے جبکہ حقیقت میں انسان گارہ نہیں ہے مگر وہ گارہ سے بنایا گیا ہے بالکل اسی طرح جنات بھی اصل میں آگ ہیں یعنی آگ سے پیدا کئے گئے ہیں لیکن آگ ہی نہیں ہیں۔

(۲۰) اور اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے عرض لی

(☆۲) اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مٹی پتھر سے آدمی کو چوٹ لگتی ہے حالانکہ آدمی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے بالکل اسی طرح جنات کو شہاب ثاقب سے چوٹ لگتی ہے اگرچہ جنات کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے لہٰذا شہاب ثاقب سے جن کو چوٹ لگنا عقل وخرد کے خلاف نہیں۔ ۱۲ اعظمی

الشیطان فی صلاتی فخنقته فوجدت برد ریقه علی یدی (مسند احمد، ص ۱۰۴، ۱۰۵، ج ۵) شیطان میری نماز میں میرے سامنے آ گیا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا تو میں نے اپنے ہاتھ پر اس کے لعاب کی ٹھنڈک محسوس کی۔ پس جو جلانے والی آگ ہو تو اس کا لعاب کیسے ٹھنڈا ہو سکتا ہے بلکہ اس کے تو لعاب ہی نہیں ہو سکتا لہٰذا ہم نے (آگ کو آگ کیسے جلاتی ہے کے جواب میں) جو کہا ہے اس سے اس کی صحت معلوم ہوگئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو کوئیں کے پانی سے تشبیہ دی ہے اور اگر وہ ایسی صورت پر نہ ہوتے جو آگ کی نہیں ہیں تو ان کی شکلوں کو کیوں ذکر فرمایا جاتا اور شکلوں اور چنگاریوں کو کیوں چھوڑ دیا جاتا۔

(۲۱) قاضی ابوبکر باقلانی فرماتے ہیں کہ جنات کو آگ سے پیدا ہونے کی وجہ سے ہم اس میں بحث وتکرار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو (انسانوں کے درمیان) ظاہر فرمادے اور ان کے جسموں کو موٹا کردے اور اللہ تعالیٰ ان کیلئے ایسے اسباب و صفات پیدا فرمادے جو آگ کی صفتوں کے سوا ہوں تو وہ اپنے آگ ہونے سے نکل جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کیلئے شکلیں یا صورتیں پیدا فرمادے۔

جنوں کی شکل وصورت:

(۲۲) قاضی ابو یعلی الفراء کہتے ہیں جنات مرکب اجسام ہیں اور وہ آدمی سے ملتا جلتا جسم رکھتے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ وہ جسم لطیف ہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ موٹے جسم ہوں معتزلہ اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنات اجسام لطیف ہی ہیں اور ان کی لطافت ہی کی وجہ سے ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔

جنوں کو دیکھنا ممکن ہے:۔

(۲۳) قاضی ابوبکر فرماتے ہیں جنہوں نے جنوں کو دیکھا انہوں نے واقعی دیکھا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دیکھنے کو پیدا فرمایا ہے (یعنی انہیں دیکھا جاسکتا ہے) اور اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کے دیدار کو پیدا نہ فرماتا تو اسے نہیں دیکھا جاسکتا۔ اور جنات مختلف صورتوں والے اور لطیف ونرم ہیں۔

اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ جنات لطیف غیر مرکب اجسام ہیں قاضی ابوبکر فرماتے ہیں اگر اس رائے کے متعلق ہمارے پاس کوئی دلیل (قرآن وحدیث) مل جاتی تو ہمارے نزدیک یہ رائے بھی درست ہوسکتی تھی حالانکہ ہمارے علم میں اس باب میں کوئی ایسی دلیل نہیں۔

(۲۴) میں (علامہ سیوطی) کہتا ہوں امام مسلمؒ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **خلقت الملائکة من نور و خلق الجان من مارج من نار و خلق آدم مما وصف لکم** (مسلم) فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنوں کو آگ کے شعلوں سے اور حضرت آدم علیہ السلام کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جس کی صفت تم سے (قرآن واحادیث میں) بیان کی گئی یعنی مٹی سے۔

(۲۵) فریابیؒ عبد بن حمیدؒ ابن جریرؒ ابن المنذرؒ اور ابوحاتمؒ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَارٍ﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۱۵) اللہ نے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا فرمایا کی تفسیر

میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا مــــن لھیبھا آگ کے شعلوں سے یعنی جنات آگ کے شعلوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔

(۲۶) فریابی' عبد بن حمید' حضرت مجاہد ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۱۵) اللہ نے جن کو آگ کے شعلہ سے پیدا فرمایا" کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں قال اللھب الأصفر و الأخضر ألذی یعلو النار إذا أوقدت حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جنات کو آگ کے ان پیلے اور سبز شعلوں سے پیدا کیا گیا جو آگ روشن کرتے وقت آگ کے اوپر بلند ہوتے ہیں۔

(۲۷) ابن جریر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں قال کان إبلیس من حی من أحیاء الملائکة یقال لھم الجن خلقوا من نار السموم من بین الملائکة قال و خلقت الجن الذین ذکروا فی القرآن من مارج من نار (آکام تفسیر ابن جریر) حضرت عبداللہ نے فرمایا ابلیس فرشتوں کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ سے تھا جس کو جن کہتے ہیں فرشتوں میں کے جنات آگ کی لو (بغیر دھویں کی آگ) سے پیدا کئے گئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ جنات جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے وہ آگ کے شعلوں سے پیدا کئے گئے ہیں۔ (☆۷)

(☆۷) امام سیوطی کا مقصد ان روایات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ جنات آگ سے پیدا کئے گئے ہیں تو کس طرح جنات کو بسیط کہا جائیگا کیونکہ آگ تو مرکب ہے۔ ۱۲ اعظمی

جنات بہترین آگ سے پیدا کئے گئے:۔

(۲۸) ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ کے فرمان ﴿وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ﴾ (پ۱۴، سورۂ حجر، آیت ۲۷) اور ہم نے جن کو (آدم سے) پہلے بے دھوئیں (شعلہ) کی آگ سے بنایا۔ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں قال من أحسن النار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جنات کو عمدہ ترین آگ سے پیدا کیا گیا ہے (ایسی آگ سے جس میں دھواں غبار نہ ہو)

جنوں کو جہنم کی آگ کے سترویں (۷۰) حصہ سے پیدا کیا گیا:۔

(۲۹) فریابی' ابن جریر' ابن ابی حاتم' طبرانی اور حاکم نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کیا قال السموم التی خلق منها الجان جزء من سبعین جزء من نار جهنم حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں وہ آگ کی لو جس سے جنات پیدا کئے گئے ہیں وہ جہنم کی آگ کا سترواں (۷۰) حصہ ہے۔

دنیا کی آگ جہنم کی آگ کے سترویں کا ستر (۷۰) واں حصہ ہے:۔

(۳۰) ابن مردویہ حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں عن النبی ﷺ رؤیا المسلم جزء من سبعین جزءاً من النبوة' و هذه النار جزء من جزء من سبعین جزءاً من السموم التی خلق منها الجان نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ مسلمان کا خواب، نبوت کا سترواں (۷۰) حصہ ہے اور دنیا کی یہ آگ

اس آگ کا سترواں حصہ ہے جس سے جنات پیدا ہوئے۔

جنات وشیاطین سورج کی آگ سے پیدا ہوئے:۔

(۳۱) ابن ابی حاتم حضرت عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں قال خلق الجن و الشیاطین من نار الشمس انتھی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں جنات اور شیاطین سورج کی آگ سے پیدا کئے گئے۔

جنات کی اقسام اور ان کا مختلف شکلیں اختیار کرنا:۔

"مکائد الشیطان" میں ابن ابی دنیا اور نوادر الاصول میں حکیم ترمذی اور ابو الشیخ کتاب العظمۃ میں اور ابن مردویہ حضرت ابو درداء ؓ سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ خلق اللہ تعالیٰ الجن ثلاثۃ أصناف صنف حیات و عقارب و خشاش الأرض و صنف کالریح فی الھواء و صنف علیھم الحساب و العقاب قال السھیلی و لعل الصنف الثانی ھو الذی لایأکل و لایشرب إن صح أن الجن لاتأکل و لاتشرب حضرت ابو درداء ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے جنات پیدا فرمائے۔

۱- ایک قسم سانپ، بچھو اور زمین کے کیڑے مکوڑے ہیں۔

۲- ایک قسم فضاء میں ہوا کے مثل ہیں۔

۳- جنات کی ایک قسم وہ ہے جس پر حساب وعقاب ہوتا ہے حافظ سہیلی کہتے ہیں جنات کی دوسری قسم غالباً وہ ہے جو نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے بشرطیکہ ثابت

ہو جائے کہ جنات کھاتے پیتے نہیں ہیں۔(۸☆)

جنات کی تین قسمیں ہیں:۔

(۳۲) حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ، حاکم اور امام بیہقی جنوں کے اسماء وصفات کے متعلق حضرت ابوثعلبہ خشنی ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا قال رسول اللہ ﷺ الجن ثلاثۃ أصناف صنف لھم أجنحۃ یطیرون بھا فی الھواء و صنف حیات و کلاب و صنف یحلون و یظعنون رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنات کی تین قسمیں ہیں (۱) جنوں کی ایک قسم وہ ہے جن کے پر ہیں جس سے وہ فضاء میں اڑتے ہیں۔ (۲) دوسری قسم وہ ہے جو سانپ اور کتے کی شکلوں میں ہوتے ہیں۔ (۳) اور جنوں کی تیسری قسم وہ ہے جو ادھر ادھر منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ حافظ سہیلی کہتے ہیں جنوں کی آخری قسم وہ ہے جو مختلف شکلیں بدلتے رہتے ہیں انہیں سُعالی کہتے ہیں۔

بعض کتے بھی جن ہوتے ہیں:۔

(۳۳) ابو عثمان سعید بن العباس رازی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں قال إن الکلاب من الجن و ھی ضعفۃ الجن فمن غشیہ کلب فی طعامہ فلیطعمہ أو لیؤخرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (بعض) کتے بھی جنات ہوتے ہیں اور یہی

(۸☆) فائدہ: لیکن احادیث مبارکہ میں مطلقاً جنوں کے کھانے اور ان کی خوراک کا ذکر آیا ہے چنانچہ ترمذی ونسائی میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا گوبر اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو کہ وہ تمہارے جنات بھائیوں کی خوراک ہے۔ ۱۲ اعظمی

کمزور قسم کے جنات ہیں لہٰذا جس کے کھانے کے وقت کتا آ جائے تو وہ اسے بھی کچھ کھلا دے یا اسے بھگا دے۔

(۳۴) اس حدیث کو بھی ابوعثمان سعید بن العباس رازی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا **قال إن الکلاب من الجن فإذا غشیتکم عند طعامکم فألقوا لهن فإن لها نفساً** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کتے جنوں کی ایک قسم ہیں لہٰذا جب تمہارے کھانے کے وقت تمہارے پاس آ جائیں تو تم ان کیلئے بھی کچھ ڈال دو اس لئے کہ ان کی بھی ایک جان ہے۔

(۳۵) ابوعثمان سعید بن العباس رازی ہی حضرت ابوقلابہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ **عن النبی ﷺ قال لو لا أن الکلاب أمة لأمرت بقتلها و لکن خفت أن أبید أمة فاقتلوا منها کل أسود بهیم فإنه جنها أو من جنها** نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر کتے ایک امت نہ ہوتے تو میں انہیں ضرور مار ڈالنے کا حکم دیتا لیکن مجھے خوف ہے کہ میں کسی امت کو نہ مٹا دوں لہٰذا تم کالے کتوں کو قتل کر دو اس لئے کہ وہ شیطان کی ایک قسم ہے۔

کالے کتے شیطان ہوتے ہیں اور جن شکلیں بدلتے رہتے ہیں:۔

(۳۶) **و قد أخبر ﷺ أن مرور الکلب الأسود یقطع الصلوٰة فقیل له ما بال الأحمر من الأبیض من الأسود قال الکلب الأسود شیطان و الجن یتصور بصور کثیرة و یتطورون و یتشکلون فی صور الإنس و**

البهائم و الحیات و العقارب و الإبل و البقر و الغنم و الخیل و البغال و الحمیر و الطیر یعنی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کالے کتے کا (نمازی کے آگے سے) گزرنا نماز کو توڑ دیتا ہے یعنی نمازی کے خشوع وخضوع کو باطل کر دیتا ہے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا سرخ اور سفید کتوں کے مقابلہ میں کالے کتوں نے کیا جرم کیا ہے؟۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کالا کتا شیطان ہے اور جنات مختلف صورتیں بدلتے رہتے ہیں اور انسانوں، چوپایوں، سانپوں، بچھوؤں، اونٹوں، بیلوں، گھوڑوں، بکریوں، خچروں، گدھوں اور پرندوں کی شکلوں میں بدلتے رہتے ہیں۔

جنات کیڑوں مکوڑوں کی شکل میں بھی ہوتے ہیں:۔

(۳۷) امام ترمذی اور امام نسائی حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت کرتے ہیں **إن بالمدینه جنا قد أسلموا فإذا رأیتم من هذه الهوام شیئا فأذنوه ثلاثا فإن بدا لکم فاقتلوه** مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو گئے ہیں لہٰذا جب تم ان کیڑوں میں سے کسی کو دیکھو تو انہیں تین مرتبہ تنبیہ کرو پھر اگر اس کے بعد بھی تمہارے سامنے ظاہر ہوں تو تم اسے قتل کر دو۔

(۳۸) قاضی ابویعلی حنبلی کہتے ہیں شیطانوں کو اپنی صورتیں بدلنے کا اختیار نہیں ہے البتہ شیاطین اپنی شکلیں اس وقت بدل سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ انہیں کچھ کلمات اور فعل سکھا دے اور وہ ان کلمات کو ادا کریں اور وہ کام کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ان کو ایک صورت سے دوسری صورت میں بدل دیتا ہے اسی وجہ سے کہا جانے لگا کہ شیاطین اپنی شکل وصورت بدل سکتے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ شیاطین اس کلمہ

کے ادا کرنے پر قادر ہے تو جب بھی وہ ان کلمات کو ادا کرتا ہے اور وہ مخصوص کام کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک صورت سے دوسری صورت میں تبدیل کر دیتا ہے اسی لئے کہا جانے لگا کہ شیطان فطری طور پر اپنی شکل وصورت بدل سکتا ہے لیکن شیاطین اور جنوں کو بذات خود اپنی شکلیں مختلف شکلوں میں بدلنا محال ہے اس لئے کہ ان کا ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونا ان کی بنیاد کے منافی اور اجزاء کے خلاف ہے اور جب ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل ہوں گے تو ان کی حیات باطل ہو جائیگی اور مجموعی طور پر ان کے فعل کا وقوع محال ہو جایگا تو یہ اپنی شکل وصورت کیسے بدل سکتے ہیں؟ قاضی ابویعلی کہتے ہیں فرشتوں کو بھی اپنی شکلیں بدلنے کے متعلق یہی قول وحکم ہے قاضی ابویعلی کہتے ہیں ابلیس کے بارے میں جو روایت ہے وہ سراقہ بن مالکؓ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور حضرت جبرئیل امینؑ حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں آتے تھے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ (پ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۱۷) ہم نے اپنا روحانی فرشتہ (جبرائیل) بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اسی پر محمول ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایسے کلمات وفعل پر قدرت دی ہے کہ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ انہیں ایک شکل سے دوسری شکل میں منتقل فرما دیتا ہے۔

غیلان جنوں کا جادوگر ہے اسے دیکھ کر اذان کہی جائے:۔

(۳۹) مکائد الشیطان میں ابن ابی دنیا حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں أنه ذكرت عنده الغيلان فقال إن أحدا لايستطيع أن يتغير عن

صورته التي خلقه الله عليها و لكن لهم سحرة كسحرتكم فإذا رأيتم من ذالك شيئا فأذنوه حضرت عمرؓ کے سامنے غیلان (بھوت) کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کسی کو یہ طاقت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی شکل وصورت کو تبدیل کر لے لیکن تمہارے جادوگروں کی طرح جنوں میں بھی جادوگر ہوتے ہیں لہٰذا جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اذان دو یا اسے تنبیہ کر دو۔

(۴۰) ابن ابی دنیا ہی حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے ''مکائد الشیطان'' میں روایت کرتے ہیں قال سئل رسول الله ﷺ عن الغيلان؟ قال هم سحرة الجن ثم ساقه (سأله) من طريق آخر عنده عن جابر موصولا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے غیلان کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ جنوں کا جادوگر ہے پھر ابن ابی دنیا نے یہ حدیث دوسری سند سے حضرت جابرؓ سے موصولاً روایت کی ہے۔

(۴۱) ابن ابی دنیا ہی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے "مکائد الشیطان" میں روایت کرتے ہیں قال أمرنا إذا رأينا الغيلان أن ننادی بالصلوة حضرت سعدؓ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم غیلان کو دیکھیں تو اذان دیا کریں۔

(۴۲) ابوبکر باغندی حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں قال كان الشيطان لايزال يترائى لي إذا قمت إلى الصلوٰة في صورة ابن عباس قال فذكرت قول ابن عباس فجعلت عندي سكينا فترائى لي فحملت عليه فطعنته فوقع و له وجبة فلم أره بعد ذالك حضرت امام

مجاہد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب بھی میں نماز شروع کرتا تو شیطان ہمیشہ میرے سامنے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صورت میں آ جاتا تو مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان یاد آ گیا اور میں نے اپنے پاس ایک چھری رکھ لی جب وہ میرے سامنے آیا تو میں اس کے اوپر چڑھ گیا اور اسے چھری گھونپ دی چنانچہ وہ فوراً گر پڑا پھر اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

(۴۳) عتبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو اس کے کجاوہ کے کمبل پر دیکھا جو دو بالشت لمبا تھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے پوچھا تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں إزب (پست قد) ہوں انہوں نے پھر پوچھا کیا تو جنات میں سے ہے؟ پھر اس کے سر پر ایک کوڑا مارا تو بھاگ گیا۔

(۴۴) سوال: قاضی ابو یعلی کہتے ہیں اگر کوئی سوال کرے کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان ''کالا کتا شیطان ہے اور یہ معلوم ہے کہ کالا کتا بھی کتے ہی سے پیدا ہوتا ہے'' اور اسی طرح حضور ﷺ کا فرمان ''اونٹ جن ہے حالانکہ اونٹ بھی اونٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے'' کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا کتے اور اونٹ کے متعلق یہ ارشاد گرامی جنات کے ساتھ تشبیہ کے طور پر ہے اس لئے کہ کالا کتا دوسرے کتوں سے زیادہ نقصان دہ ہے اور سب سے کم فائدہ مند ہے اور اونٹ صعوبت اور بوجھ برداشت کرنے میں جنات کے مشابہ ہے۔

(۴۵) میں (علامہ جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں ابن ابی حاتم ابن انعم سے روایت کرتے ہیں قال الجن ثلاثة أصناف لهم الثواب و عليهم العقاب صنف يحلون و يظعنون و صنف طيارة فيما بين السمآء و الأرض و صنف حيات و كلاب ابن انعم فرماتے ہیں جنات کی تین قسمیں ہیں جن کو ثواب بھی ملتا ہے اور ان پر عذاب بھی ہوتا ہے (۱) پہلی قسم جنوں کی وہ ہے جو ادھر ادھر منتقل ہوتے رہتے ہیں (۲) دوسری قسم جنوں کی وہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اڑتے ہیں (۳) تیسری قسم جنوں کی وہ ہے جو سانپ اور کتوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔ ایک نسخہ میں اس طرح ہے پہلی قسم وہ جن جنہیں ثواب بھی ملتا ہے اور ان پر عذاب بھی ہوتا ہے دوسری قسم جنوں کی وہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اڑتے ہیں تیسری قسم جنوں کی وہ ہے جو سانپ اور کتوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔

(۴۶) طبرانی اور ابو الشیخ ''کتاب العظمة'' میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں قال رسول ﷺ الحيات مسخ الجن كما مسخت القردة و الخنازير من بني إسرائيل رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جنات سانپ کی شکل میں بدل دیئے گئے ہیں جس طرح قوم بنی اسرائیل بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ (بدل) کر دیئے گئے ہیں۔

(۴۷) ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا الحيات مسيخ الجن أن القردة و الخنازير مسيخ الإنس و الجان حية بيضاء جنات سانپ کی شکل میں بدلے دیئے گئے

ہیں جس طرح انسان بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیئے گئے ہیں اور جنات سفید سانپ ہیں۔

(۴۸) ابن ابی شیبہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ علیکم بالدلجة فإن الأرض تطوی باللیل فإذا تغولت لکم الغیلان فنادوا بالأذان رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تم رات میں سفر کرو اس لئے کہ رات میں زمین سمیٹ دی جاتی ہے پھر جب غیلان تمہیں گمراہ کرے (بھوت پریشان کرے) تو تم اذان دو۔ (☆۹)

جنوں کے کھانے پینے اور نکاح کا بیان

(۴۹) قاضی ابویعلیٰ فرماتے ہیں جنات انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور آپس میں نکاح بھی کرتے ہیں اور ظاہری حکم یہی ہے کہ تمام جنات ایسا ہی کرتے ہیں اور یہ ایک جماعت کی رائے ہے پھر علماء نے اس میں اختلاف کیا چنانچہ بعض علماء کہتے ہیں کہ ان کا کھانا' پینا' سونگھنا اور آرام کرنا ہے لیکن چبانا اور نگلنا نہیں ہے اور اس بات کی کوئی دلیل و سند نہیں ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں جنات چباتے' نگلتے ہیں اور ایک جماعت اس بات کی طرف گئی ہے کہ تمام جنات نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں لیکن یہ بات قابل اعتبار نہیں ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جنات کی ایک قسم کھاتی اور پیتی ہے اور ایک قسم نہ کھاتی ہے اور نہ پیتی ہے۔

(☆۹) فائدہ: علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے یہ حدیثیں ابویعلیٰ کے رد میں پیش کی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ تمام کالے کتے جنات نہیں ہیں بلکہ وہ جنات جو کالے کتوں کی شکل میں مسخ کئے گئے۔ ۱۲ اعظمی

(۵۰) ابن جریر وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں أنه سئل عن الجن هل یأکلون و یشربون و یموتون و یتناکحون؟ فقال هم أجناس فأما خالص الجن فهم ریح لایأکلون و لایشربون و لایموتون و لایتوالدون و منهم أجناس یأکلون و یشربون و یتناکحون و یموتون و هی التی فیها السعالی و الغول و أشباه ذالک حضرت وہب بن منبہ سے جنات کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کھاتے پیتے اور مرتے اور آپس میں نکاح کرتے ہیں؟ تو حضرت وہب بن منبہ نے فرمایا کہ ان کی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) خالص جنات جو ہوا میں پرواز کرتے ہیں نہ کھاتے ہیں اور نہ پیتے ہیں اور نہ مرتے ہیں اور نہ بچے دیتے ہیں (نکاح نہیں کرتے ہیں)

(۲) جنات کی بعض قسمیں ایسی ہیں جو کھاتے' پیتے' آپس میں نکاح بھی کرتے اور مرتے ہیں اور یہ وہ جنات ہیں جو اپنی شکل و صورت بدلتے رہتے ہیں اور بھوت' دیو' چڑیل کے مشابہ ہوتے ہیں۔

(۵۱) ابن ابی دنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور ابوالشیخ ''کتاب العظمة'' میں حضرت یزید بن جابر سے روایت کرتے ہیں قال ما من أهل بیت من المسلمین إلا فی سقف بیتهم أهل بیت من الجن المسلمین إذا وضع غذاؤهم نزلوا فقعدوا معهم و إذا وضع عشاؤهم نزلوا فقعدوا معهم یدفع اللہ بهم عنهم حضرت یزید تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں تمام مسلمانوں کے گھروں کی چھتوں میں مسلمان جن رہتے ہیں جب دوپہر کے کھانے کا دسترخوان لگایا جاتا ہے تو وہ

جنات بھی اتر کران کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں اور جب رات کا کھانا لگایا جاتا ہے تو اس وقت بھی اتر کر آتے ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ شریر جنات کو بھگا دیتا ہے (گھر والوں کی مصیبتیں دور کرتا ہے)۔

جنات کی خوراک ہڈی ہے:۔

(۵۲) امام احمدؒ ابو الشیخ اور امام مسلم و امام ترمذی حضرت علقمہ ؓ سے روایت کرتے ہیں حضرت علقمہ ؓ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے سوال کیا ھل صحب النبی ﷺ لیلة الجن منکم أحدٌ؟ قال: ما صحبه منا أحد و لكن إفتقدناه ذات ليلة و هو بمكة فقلنا: أغتيل أستطير ما فعل به فبتنا بشر ليلة بات بها قوم حتى إذا أصبحنا إذا به يجيء من قبل حراء فذكروا له الذي كانوا فيه فقال ﷺ أتاني داعي الجن فذهبت معه فقرأت عليهم القرآن فانطلق بنا فأرانا آثارهم و آثار نيرانهم و سألوه الزاد و كانوا من جن الجزيرة فقال: لكم كل عظم ذكر اسم الله تعالىٰ عليه کیا لیلة الجن (جنوں سے ملاقات کی رات) میں آپ میں سے کوئی صاحب نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا؟ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا ہم میں سے کوئی بھی حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نہ تھا البتہ ہم نے ایک رات مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کو گم پایا تو ہم نے کہا معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ گرفتار کر لئے گئے ہیں اور چھپا دیا گیا ہے معلوم نہیں آپ کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے ہم مسلمانوں کی جماعت نے یہ رات بہت بری حالت میں گزاری جب صبح ہوئی تو آپ غار حراء کی طرف سے

تشریف لا رہے تھے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا جس مشکل میں وہ تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس ایک جن نے آ کر دعوت دی میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا پھر حضور ﷺ ہمیں لے گئے اور ان کے آثار دکھائے اور ان کی آگ کے آثار دکھائے جنات نے حضور ﷺ سے زاد سفر مانگا اس لئے کہ وہ کسی جزیرہ میں رہنے والے جنوں میں سے تھے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ ہڈی تمہاری غذا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یعنی حلال ذبیحہ کی ہڈی تم لوگوں کی غذا ہے اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں جنات کی غذا وہ ہڈیاں ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اور وہ تمہارے ہاتھ آ جائے یا جس ہڈی میں گوشت لگا ہو اور ہر قسم کی لید و مینگنی تمہارے چوپایوں کا چارہ ہے نبی کریم ﷺ نے (اسی لئے) ارشاد فرمایا تم لوگ ہڈی اور لید سے استنجاء نہ کرو اس لئے کہ یہ دونوں تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہے۔

دو حدیثوں میں مطابقت:

بعض علماء کرام نے مسلم شریف اور ترمذی شریف کی حدیثوں میں اس طرح مطابقت کی ہے کہ مسلم شریف کی حدیث مسلمان جنات کے حق میں محمول کرنا بہتر ہے اور ترمذی شریف کی حدیث کافر جنات کے بارے میں بیان کرنا بہتر ہے اور سہیلی کہتے ہیں یہی قول صحیح و درست ہے اور اس قول کی دوسری حدیثیں تائید کرتی ہیں۔ (☆۱۰)

(☆۱۰) فائدہ: بیہقی کی مرفوع روایت میں ہے کہ جنات جب گوبر کا ٹکڑا اٹھاتے ہیں تو وہ چھوہارہ ہو جاتا ہے اور جب ہڈی کو ہاتھ لگاتے ہیں تو گوشت سے بھر جاتی ہے بخاری اور ابو نعیم کی دلائل النبوۃ کی حدیث سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے اس حدیث سے سہیلی کے قول میں وزن نہیں رہتا۔ ۱۲ اعظمی

(۵۳) امام بخاری حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ میرے لئے پتھر لاؤ میں اس سے استنجاء کرونگا اور فرمایا تم میرے پاس ہڈی اور لید مت لانا میں نے عرض کی لید اور ہڈی کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ دونوں چیزیں جنوں کی غذا ہیں میرے پاس نصیبین (ایک شہر) کے جنوں کا ایک وفد آیا جو نیک جن تھے انہوں نے مجھ سے زاد (کھانا) مانگا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے دعا کی کہ جنات کسی ہڈی اور لید کے پاس سے جب بھی گزریں اس پر اپنی غذا موجود پائیں۔ (باب مناقب انصار) یعنی جنوں کا جس ہڈی یا لید پر گذر ہوگا اس پر جنوں کی غذا ہوگی۔

حضور ﷺ کی خدمت میں جنوں کی درخواست:

(۵۴) ابن عربی اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ اچانک ایک سانپ آیا اور آپ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا پھر اس نے اپنا منہ حضور اقدس ﷺ کے کان مبارک کے قریب کرلیا گویا آپ سے سرگوشی کرنے لگا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں ٹھیک ہے پھر وہ واپس چلا گیا میں نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا؟ تو حضور ﷺ نے مجھے خبر دی کہ وہ جنات میں سے ایک شخص تھا اور وہ یہ کہہ گیا ہے کہ آپ اپنی امت کو حکم فرمادیں کہ وہ لید اور بوسیدہ ہڈی سے استنجا نہ کریں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارا رزق بنادیا ہے۔

ہڈی لید اور کوئلہ جنوں کی غذا ہے:-

(۵۵) میں (علامہ جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں ابو داؤد حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جنوں کا ایک وفد آیا اور عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کی امت ہڈی لید اور کوئلہ سے استنجا نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارا رزق مقرر فرمادیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے (امت کو) اس سے منع فرمادیا۔

جنات بھی حضور ﷺ ہی سے غذا طلب کرتے ہیں:-

(۵۶) ابو نعیم نے ”دلائل النبوۃ“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کیا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے قرب وجوار میں تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک لکیر کھینچ دی اور فرمایا جب تک میں تمہارے پاس نہ آجاؤں تم کسی سے کوئی گفتگو نہ کرنا پھر فرمایا کوئی چیز دیکھ کر گھبرانا بھی مت پھر تھوڑا سا آگے بڑھکر بیٹھ گئے پھر اچانک آپ کے پاس کالے آدمی آگئے گویا وہ لوگ زنجی (حبشی) ہیں اور وہ لوگ اس شکل کے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾ (پ۲۹، سورۃ جن، آیت ۱۹) "تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر گروہ کے گروہ ہوجائیں" پھر جب وہ لوگ حضور ﷺ کے پاس سے جانے لگے تو میں نے ان سے سنا وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا گھر بہت دور ہے اب ہم جار ہے ہیں آپ ہمیں زاد سفر عنایت فرمادیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا لید تمہاری غذا ہے اور تم جس ہڈی کے پاس جاؤ گے اس پر

تمہارے لئے گوشت ہوگا اور جس لید کے پاس جاؤ گے وہ تمہارے لئے کھجور بن جائے گی جب وہ لوگ واپس چلے گئے تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یہ کون لوگ تھے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ نصیبین شہر کے جنات تھے۔

(۵۷) سوال:- زرکشی ''خادم'' میں کہتے ہیں ہڈی سے جنات کے غذا حاصل کرنے کی کیفیت کے بارے میں سوال آیا کہ ہڈی کوڑے خانہ میں پھینک دی جاتی ہے اور اس کی حالت نہیں بدلتی (تو وہ اس سے کس طرح غذا حاصل کرتے ہیں)؟۔

جواب:- اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جنات ہڈیوں کی بو سے غذا پاتے ہیں اور یہ وہ جواب ہے جس کو امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں بیان فرمایا ہے علامہ زرکشی فرماتے ہیں یہ جواب حدیث وسنت سے غفلت کی بناء پر ہے انہوں نے مسلم شریف کی گذشتہ حدیث (جو ۵۲ نمبر پر درج ہے) اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی یہ حدیث بیان کی (یعنی ہڈی وغیرہ ہی سے ان کی غذا ہے)۔

شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے:۔

(۵۸) امام مسلم وامام ابوداؤد اور امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **إذا أكل أحدكم فليأكل بيمينه و إذا شرب فليشرب بيمينه فإن الشيطان يأكل بشماله و يشرب بشماله** تم میں سے جب کوئی کھانا کھائے تو وہ دائیں (سیدھے) ہاتھ سے کھائے اور جب پانی پیئے تو سیدھے ہاتھ سے پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ

سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

(۵۹) حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں اس حدیث میں دلیل ہے کہ شیطان کھاتے پیتے ہیں علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو مجاز پر محمول کیا ہے یعنی شیطان بائیں ہاتھ سے کھانے کو پسند کرتا ہے اور اس بات کی دعوت بھی دیتا ہے جیسا کہ سرخی کے بارے میں آیا ہے کہ یہ شیطان کی زینت ہے اور سر پر پگڑی باندھنا شیطان کی پگڑی ہے یعنی سرخ کپڑا پہننا اور سرخ پگڑی باندھنا جس کا شملہ بھی نہ ہو یہ شیطان کی زینت ہے اور شیطان اس کی طرف بلاتا ہے حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے جب اس حدیث کے حقیقی معنی مراد لینا ممکن ہو تو مجازی معنی مراد لینا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

بسم اللہ سے کھانا شروع کرنا شیطان کو دفع کرتا ہے:

(۶۰) امام مسلم اور ابو داؤد حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں کھانے کیلئے حاضر ہوتے تو جب تک رسول اللہ ﷺ خود کھانا شروع نہ فرماتے ہم میں سے کوئی بھی کھانے پر ہاتھ نہ رکھتا ایک مرتبہ ہم ایک جگہ کھانے پر حاضر ہوئے تو ایک دیہاتی آیا گویا اسے کھانے سے دفع کیا جارہا تھا پس وہ کھانے میں ہاتھ رکھنے کیلئے آگے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک لڑکی آئی گویا کہ اسے بھی کھانے سے ہٹایا جارہا تھا پس وہ اپنا ہاتھ کھانے میں بڑھانے کیلئے آئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور فرمایا جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے اسے شیطان اپنے

لئے حلال کر لیتا ہے شیطان اس دیہاتی کے ساتھ اس کھانے کو اپنے لئے حلال کرنے آیا تھا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر وہ اس لڑکی کے ساتھ آیا اور اس کے ذریعہ کھانے کو حلال کرنا چاہا تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔

(۶۱) امام ابو داؤد حضرت امیہ بن مخشی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا اور اس نے بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھی یہاں تک کہ اس کے کھانے میں سے ایک لقمہ کے سواء کچھ بھی باقی نہ بچا جب اس ایک لقمہ کو اس نے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو اس نے کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ تو نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا شیطان اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا پھر جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو جو کچھ شیطان کے پیٹ میں تھا سب اس نے قے کر دیا۔

(۶۲) امام ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''شیطان تمام انسانوں کے پاس ہر کام میں آ جاتا ہے لہٰذا تم اپنے آپ کو اس سے بچاؤ جو شخص اس حال میں رات بسر کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں (چکنائی کی) بو ہو (اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے) اور اسے اس سے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے۔

(۶۳) امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ

وہ تمہارے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے لہٰذا جب تم میں سے کسی سے کوئی لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو اسے صاف کر کے کھا لے اس لقمہ کو شیطان کیلئے نہ چھوڑ دے۔ (اور کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لے کہ معلوم نہیں کھانے کے کس حصے میں برکت ہے)

(۶۴) امام مسلم اور ابو داؤد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذریت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا نہ کھانا اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی اور کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی ملا۔

فصل

جنوں کے نکاح کا بیان

جنات کا آپس میں نکاح ہونا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۝﴾ (پ ۱۵، سورۂ کہف، آیت ۵۰) بھلا کیا تم لوگ اسے (شیطان) اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو (یعنی ان کی اطاعت کرتے ہو) اور وہ تمہارے دشمن ہیں۔ یہ آیت مقدسہ دلالت کرتی ہے کہ شیاطین اولاد حاصل کرنے

کیلئے آپس میں نکاح بھی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ایک مقام پر یوں ارشاد فرماتا ہے ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ O﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۵۶) ان سے پہلے انہیں کسی آدمی اور جن نے نہ چھوا۔ یہ آیت مقدسہ دلالت کرتی ہے کہ شیاطین جماع بھی کرتے ہیں۔

(۶۵) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَ ذُرِّيَّتَهُ﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جنات کی اولاد بھی ویسے ہی پیدا ہوتی ہے جیسے انسانوں کی اولاد پیدا ہوتی ہیں اور جنات کثیر تعداد میں پیدا ہوتے ہیں۔

جنات انسانوں سے نوگنا زیادہ ہیں:۔

(۶۶) حافظ ابن عبدالبر، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کو دس حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ان میں سے نو حصے جنات ہیں اور ایک حصہ انسان ہیں جب انسان کا ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو جنات کے نو بچے پیدا ہوتے ہیں۔

(۶۷) امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار! تو نے تو قوم کو پیدا فرمایا اور تو نے میرے اور ان کے درمیان عداوت و دشمنی ڈال دی لہٰذا تو مجھے ان پر مسلط فرمادے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا انسانوں کے

دل تیرے رہنے کی جگہ ہے ابلیس نے کہا اے میرے رب! اور زیادہ کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کا ایک بچہ پیدا ہوگا اور تیرے دس بچے پیدا ہونگے ابلیس نے کہا اے میرے رب! اور زیادہ کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تو ان پر اپنے سواروں اور پیادہ پاؤں کو لے آ۔ ان (انسان) کے مال واولاد میں شریک ہوجا۔ یعنی اے شیطان اپنے سب مکروفریب پورے کرلے اور لشکروں سے مدد لے"۔

(پارہ ۱۵، بنی اسرائیل، آیت ۶۴)

(۶۸) ابن المنذر حضرت امام شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ابلیس کے بارے میں سوال کیا گیا ابلیس کی بیوی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا میں ابلیس کی شادی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔

(۶۹) ابن ابی حاتم حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ ابلیس نے پانچ انڈے دیئے اس کی تمام ذریت اسی انڈے سے پیدا ہوئی اور فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک مسلمان کو بہکانے کیلئے قبیلۂ ربیعہ اور قبیلۂ مضر (کے افراد سے) زیادہ تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔

فصل

جنات کا انسان سے اور انسان کا جنات سے نکاح کا بیان

جن وانس کے آپس میں نکاح کے متعلق چند اقوال ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱- بعض علماء کہتے ہیں کہ جنات کا انسان سے اور انسان کا جنات سے نکاح ممکن نہیں ہے۔

۲- اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ ممکن ہے اور یہی حق و درست ہے ثعالبی کہتے ہیں لوگوں کا گمان ہے کہ انسان اور جنات کے درمیان نکاح اور حمل واقع ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ O﴾ (پ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۶۴) اے جن! ان (انسان) کے مالوں اور بچوں میں شریک ہوجا۔

شیطان انسان کی اولاد میں شریک ہوجاتا ہے:۔

(۷۰) حکیم ترمذی اور ابن جریر حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو پیشاب نکلنے کے سوراخ پر لیٹ جاتا ہے اور اس شخص کے ساتھ وہ بھی صحبت کرنے میں شریک ہوجاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَانٌّ O﴾ (پ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۵۶) ان سے پہلے کسی آدمی اور جن نے انہیں نہیں چھوا۔

ہجڑوں کی پیدائش:۔

(۷۱) طرطوسی "تحریم الفواحش" میں "ہجڑا کس چیز سے پیدا ہوتا ہے؟" کے بیان میں کہتے ہیں ہم سے احمد بن محمد نے ان سے احمد بن حماد القاضی نے ان سے ابی بن وهب نے ان سے ان کے چچا نے وہ یحیی بن جریج سے وہ عطاء سے اور وہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہجڑے جنات کی اولاد ہیں کسی نے حضرت ابن عباس سے پوچھا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے آدمی کو حیض کی حالت میں عورت کے پاس آنے (صحبت کرنے) سے منع فرمایا جب آدمی اس حالت میں اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو شیطان عورت کی طرف آدمی سے پہلے پہنچ جاتا ہے (صحبت کرلیتا ہے) تو عورت حاملہ ہوجاتی ہے اور اس سے اولاد ہجڑا بن جاتی ہے۔

اولاد کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا طریقہ:۔

(۷۲) امام بخاری اور امام مسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھ لے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کی مدد سے اے اللہ! ہمیں شیطان سے محفوظ رکھ اور ہماری اولاد کو بھی شیطان کے شر سے محفوظ فرما۔ جو صحبت سے پہلے یہ دعا پڑھ لے گا اور اس وقت ان کے درمیان کوئی اولاد مقدر ہوگی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جن و انس کے اشتراک سے پیدا ہونے والی اولاد کا نام:۔

(۷۳) امام اللغۃ ثعالبی "فقہ اللغہ" میں فرماتے ہیں جو بچہ جنات اور انسان کے درمیان (اشتراک) سے پیدا ہوتا ہے اسے "خنس" کہتے ہیں اور جو آدمی

اور بھوتنی کے اشتراک سے پیدا ہوتا ہے اسے ''عملوق'' کہتے ہیں۔

جنات کی صحبت سے عورت پر غسل واجب ہے یا نہیں؟:۔

(۷۴) ابوالمعالی بن المنجا حنبلی ''شرح ھدایہ'' میں ایک عورت کے متعلق بیان فرماتے ہیں عورت کہتی ہے کہ میرے پاس ایک جن آتا ہے جس طرح مرد اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو اس پر غسل فرض نہیں ہے بعض احناف بھی اسی کے قائل ہیں اس لئے کہ غسل کا سبب نہیں پایا جاتا اور وہ دخول اور احتلام ہے۔

مصنف علیہ الرحمہ کہتے ہیں یہ غور طلب مسئلہ ہے عورت پر غسل واجب ہونا چاہیے اس لئے کہ اگر دخول نہ ہوتا تو عورت کو علم نہ ہوتا کہ جن اس کے ساتھ مرد کی طرح صحبت کر رہا ہے۔ (☆۱۱)

ملکہ بلقیس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک جن تھا:۔

(۷۵) کہا گیا ہے کہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔

(۷۶) ابن علاء کلبی کہتے ہیں کہ ملکہ بلقیس کے باپ نے جن عورت سے شادی کی تھی جس کا نام ریحانہ بنت سکن تھا بلقیس اسی کے بطن سے پیدا ہوئیں اور ان کا نام بلقمہ رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ بلقیس کے پاؤں کا پچھلا حصہ چوپائیوں کی کھر کی طرح تھا اور ان کی پنڈلیوں میں بال تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے شادی

(☆۱۱) فائدہ:۔لیکن اس سلسلہ میں حق وصحیح قول یہ ہے کہ اگر جن آدمی کی شکل میں آیا اور عورت سے جماع کیا تو ذکر (عضو تناسل) کا سرا داخل ہوتے ہی عورت پر غسل واجب ہوجائے گا اور اگر آدمی کی شکل میں نہ ہو تو جبتک عورت کو انزال (منی خارج) نہ ہو غسل واجب نہ ہوگا کمافی فتاویٰ ھندیہ وبہار شریعت۔۱۲ اعظمی

کر لی پھر شیطان کو حکم دیا کہ تم لوگ حمام اور بال صاف کرنے کا پاؤڈر تیار کرو۔

(۷۷) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابن مردویہ اور ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بلقیس کے والدین میں سے کوئی ایک جنات تھا۔

(۷۸) ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر حضرت امام مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ملکہ سبا (بلقیس) کی والدہ جن تھیں۔

(۷۹) ابن ابی حاتم حضرت زہیر بن محمد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ بلقیس کی والدہ فارعہ جن تھیں۔

(۸۰) ابن جریج سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ بلقیس کی والدہ بلقیہ (ایک نسخہ میں بلقمہ) ہیں۔

(۸۱) حکیم ترمذی اور ابن مردویہ حضرت عثمان بن حاضر سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بلقیس کی والدہ جن عورت (پری) ہیں جن کا نام بلقیہ بنت شیطان (ایک نسخہ میں سیصان) ہے۔

(۸۲) ابن عساکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے ملکہ سبا (بلقیس) کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان کے والدین میں سے کوئی ایک جن ہے اور کہا جن بچے نہیں جنتے یعنی انسان عورت جن کا بچہ نہیں جنتی۔ ابن عساکر کی یہ روایت بخاری ومسلم کی اس حدیث کے خلاف ہے جو بہتر (۷۲) نمبر پر مذکور ہوئی۔

(۸۳) حکیم ترمذی ''نوادر الاصول'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں مغربون ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مغربون کون ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن میں جنات شریک ہوتے ہیں۔

(۸۴) ابن اثیر ''نہایہ'' میں فرماتے ہیں کہ مغربون اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک دوسرا عجیب وغریب عرق (نسل) بھی داخل وشامل ہوگیا ہے یا اس لئے مغربون کہا جاتا ہے کہ دور کے نسب سے پیدا ہوئے ہیں اور اس کا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انسانوں میں جنات کی شرکت یہ ہے کہ جنات انسانوں کو زنا کی ترغیب دیتا ہے اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَ شَارِكْهُمْ فِی الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ ۝﴾ (پ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۶۴) اور اے جن! ان (انسانوں) کے مالوں اور بچوں میں شریک ہوجا۔

جن سے اولاد ہوتی ہے:۔

(۸۵) امام زہری کی سند سے ''کتاب نزھۃ المذاکرۃ'' میں حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہتے ہیں میں حضرت علی مرتضیٰ بن ابی طالب ؓ کے ساتھ نہروان میں حروریہ کے قتال میں موجود تھا حضرت علی ذوالید (تالید) کو تلاش کر رہے تھے تو لوگوں نے اطلاع دی کہ وہ بھاگ گیا حضرت علی ؓ نے فرمایا اسے تلاش کرو اس کے بعد لوگوں نے اسے پالیا تو حضرت علی ؓ نے فرمایا اس کو قوم میں سے کون پہچانتا ہے؟ ایک نے کہا ہم اس کو جانتے ہیں یہ قوص ہے اور اس کی ماں بھی یہیں ہے تو حضرت علی ؓ نے اس کی ماں کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور اس سے پوچھا

کہ اس کا باپ کون ہے؟ تو اس کی ماں نے جواب دیا میں نہیں جانتی البتہ اتنا جانتی ہوں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کی بکریاں مدینہ میں چرا رہی تھی کہ کسی سایہ دار شکل کی چیز نے مجھ سے صحبت کی تو میں اس سے حاملہ ہوگئی پھر میں نے اسے جنا۔

فصل

جن وانس کے نکاح کے حکم کا بیان

جن وانس کا آپس میں نکاح شرعاً جائز ہے لیکن اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام مالک کا موقف:۔

(۸۶) ابو عثمان سعید بن عباس رازی اپنی کتاب ''الإلهام و الوسوسة'' نامی کتاب کے جن کے نکاح کے بیان میں فرماتے ہیں ہم سے مقاتل نے بیان کیا ان سے سعید بن ابوداؤد زبیدی نے بیان کیا کہ یمن کے چند لوگوں نے حضرت امام مالک بن انس ؓ سے جنات کے نکاح کے بارے میں سوال لکھا اور کہا کہ ہمارے یہاں ایک جن مرد ایک لڑکی کا پیغام بھیجتا ہے اور کہتا ہے میں حلال کا خواہشمند ہوں تو امام مالک ؓ نے اس کے جواب میں فرمایا میں اس کے متعلق دین میں کوئی حرج نہیں سمجھتا لیکن اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ جب کوئی عورت حاملہ پائی جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ تیرا شوہر کون ہے تو وہ کہے کہ میرا شوہر جن ہے تو اس بات سے اسلام میں فتنہ وفساد کی کثرت ہوجائیگی۔

حکم بن عتیبہ کا موقف:

(۸۷) ابو بشر بکر نے بیان کیا کہتے ہیں ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا وہ حضرت سفیان ثوری سے اور وہ حجاج بن ارطاۃ سے وہ حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہیں حکم بن عتیبہ کہتے ہیں کہ جنات سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

امام زھری کا موقف:۔

(۸۸) حرب کرمانی اپنی کتاب ''مسائل حرب'' میں حضرت امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے محمد بن یحیٰی القطعی نے بیان کیا اور ان سے بشر بن عمر نے بیان کیا ان سے ابن لھیعہ نے بیان کیا اور وہ یونس بن یزید سے وہ امام زہری علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات سے نکاح کرنے کو منع فرمایا۔

حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری کا موقف:۔

(۸۹) ہم سے ابراھیم بن عروہ نے بیان کیا ان سے سلیمان نے ان سے قتیبہ نے ان سے عقبہ رمانی نے بیان کیا کہتے ہیں میں نے حضرت قتادہؓ سے جنات سے نکاح کرنے کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اسے مکروہ فرمایا اور میں نے حسن بصریؓ سے جنات سے نکاح کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی اسے مکروہ فرمایا۔

(۹۰) ابن ابی الدنیا نے ''الھواتف'' میں حضرت عقبہ بن عبد اللہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی حضرت حسن بن ابی الحسن کی خدمت میں آیا اور عرض کیا اے

ابوسعید! (حضرت حسن کی کنیت ہے) جنات میں سے ایک مرد ہماری ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیج رہا ہے۔ (آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟) تو حضرت ابوسعید حسنؓ نے فرمایا تم لوگ اس سے نکاح مت کرو اور نہ اس کی عزت وتکریم کرو پھر وہ شخص حضرت قتادہؓ کے پاس آیا اور عرض کیا اے ابوخطاب قتادہ! جنوں میں سے ایک مرد ہماری ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیج رہا ہے (آپ اس کے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟) حضرت قتادہؓ نے فرمایا تم اس سے نکاح نہ کرو اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم لوگ کہنا ہم تم پر چڑھائی کریں گے اگر تو مسلمان ہے تو ہمارے پاس سے واپس چلا جا اور ہمیں اذیت مت دے جب رات ہوئی تو وہ جن آیا اور دروازہ پر کھڑا ہوگیا اور کہا تم لوگ حضرت حسن کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے تم سے فرمایا کہ تم اس سے اپنی بیٹی کا نکاح نہ کرنا اور اس کی عزت بھی نہ کرنا پھر تم لوگ حضرت قتادہ کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے تم سے فرمایا کہ تم لوگ اپنی بیٹی کا نکاح اس جنات سے مت کرو بلکہ اس سے یہ کہہ دینا کہ ہم تم پر چڑھائی کریں گے اگر تو مسلمان ہے تو ہمارے پاس سے واپس چلا جا اور ہمیں اذیت و تکلیف نہ دے چنانچہ ان لوگوں نے اس جنات سے بھی یہی بات کہی تو وہ ان کے پاس سے واپس چلا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی۔

حجاج بن ارطاۃ کا فتویٰ:۔

(۹۱) حضرت قتیبہ حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ حجاج بھی جنات سے نکاح کو مکروہ فرماتے ہیں۔

عقبہ اصم اور قتادہ کا فتویٰ:۔

(۹۲) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں ہم سے فضل بن اسحاق نے بیان کیا ان سے قتیبہ نے بیان کیا وہ حضرت عقبہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عقبہ اصم اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جنوں سے نکاح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو ان دونوں حضرات نے اس کو مکروہ فرمایا حضرت قتیبہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ؒ نے فرمایا کہ تم لوگ اس پر تنگی کردو اور کہہ دو ہم تم پر تنگی کردیں گے کہ تم اپنی آواز ہمیں سناؤ یا تم اپنی قوم ہمیں دکھاؤ (یعنی ہم تمہیں آواز سنانے اور تمہیں ظاہر ہونے پر تنگ کردیں گے) چنانچہ ان سائلوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جن چلا گیا۔

حضرت اسحاق راہویہ کا فتویٰ:۔

حرب کرمانی کہتے ہیں میں نے حضرت اسحاق سے پوچھا کہ ایک آدمی دریا کا سفر کرے اور کشتی ٹوٹ جائے اور وہ جن عورت سے شادی کرلے تو کیا حکم ہے؟ حضرت اسحاق نے فرمایا جن سے شادی کرنا مکروہ ہے۔

احناف کا فتویٰ:۔

(۹۳) احناف کے ائمہ میں سے حضرت شیخ جمال الدین سجستانی ''منیۃ المفتی'' میں فتاویٰ سراجیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ اختلاف جنس کی وجہ سے انسان و جن اور سمندری انسان (مگرمچھ، جل پری) کا آپس میں نکاح جائز نہیں ہے۔

قاضی القضاۃ شرف الدین بارزی کا فتویٰ:۔

(۹۴) قاضی القضاۃ حضرت علامہ شرف الدین بازی سے پوچھے گئے مسائل میں حضرت جمال الدین اسنوی نے بیان فرمایا کہ جب کسی انسان کا کسی جن عورت سے نکاح کرنا ممکن ہو تو کیا یہ جائز ہے یا ممنوع ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا﴾ (پ۲۱، سورۃ روم، آیت ۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ ان سے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ ان سے آرام پاؤ۔

پھر باری تعالیٰ نے احسان جتایا کہ اس نے بیویوں کو انسان کی جنس سے پیدا فرمایا جس سے انہیں انسیت ہوتی ہے تو اگر ہم اس کو جائز قرار دیدیں جیسا کہ ''شرح الوجیز'' میں ابن یونس کے حوالہ سے مذکور ہے تو اس سے بہت مشکلات پیدا ہوجائیں گی جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱ ان مشکلات میں سے ایک مشکل یہ ہے کہ کیا جن کو گھر میں رہنے پر مجبور کیا جائیگا یا نہیں؟۔

۲ دوسری خرابی یہ ہے کہ کیا مرد کو اختیار ہے کہ وہ جن عورت (بیوی) کو انسانوں کی شکل کے علاوہ دوسری شکل اپنانے سے روک سکتا ہے یا نہیں جبکہ اسے شکل بدلنے کی قدرت ہو اس لئے کہ اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

۳ تیسری خرابی یہ ہے کیا صحت نکاح کی شرطوں میں جن عورت کے ولی (سرپرست) سے متعلق اور موانع نکاح (نکاح سے روکنے والی چیز) سے اس

کے بری ہونے کے متعلق جن عورت پر اعتماد کیا جائیگا یا نہیں؟

۴ چوتھی خرابی یہ ہے کہ کیا جنوں کے قاضی سے نکاح قبول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۵ کیا جب انسان مرد جنات بیوی کو غیر مانوس صورت میں دیکھے اور وہ عورت دعویٰ کرے کہ میں وہی عورت ہوں (جس سے تو نے نکاح کیا ہے) تو کیا اس پر اعتماد کیا جائیگا اور کیا اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

۶ کیا انسان شوہر کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرایا جائیگا یا نہیں کہ وہ اپنی جن بیوی کی خوراک مثلاً ہڈی وغیرہ کا انتظام کرے جبکہ دوسرا ارزق مہیا کرنا ممکن ہو؟

قاضی القضاۃ حضرت علامہ بارزی نے ان باتوں کا جواب دیا کہ ان دو آیتوں کے مفہوم کی وجہ سے انسان کو جنات عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً﴾ (پ۱۴، سورۂ نحل، آیت ۷۲) اور اللہ نے تمھارے لئے تمھاری جنس سے عورتیں بنائیں۔

(۲) ﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا﴾ (پ۲۱، سورۂ روم، آیت ۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لئے تمھاری ہی جنس سے جوڑے بنائے۔ مفسرین کرام ان دونوں آیتوں کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ جنات آدمیوں میں سے ہیں اور ﴿جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بیویوں کو تمھاری جنس اور تمھاری نوع اور تمھاری خلقت سے پیدا فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (پ۱۱، سورۂ توبہ، آیت ۱۲۸) بے شک وہ رسول تمھارے پاس تشریف لائے تم میں سے یعنی آدمیوں میں سے پیدا فرمایا۔

اور اس لئے بھی کہ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے وہ چچازاد اور پھوپھی زاد اور ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں ہیں اور اس میں وہ عورتیں داخل ہیں جو بہت دور کی رشتہ دار ہیں جیسا کہ سورۂ احزاب کی اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ﴾ (پ۲۲، سورۂ احزاب، آیت ۵۰) "اور تمہارے چچاؤں کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں"۔ اور ان کے علاوہ (جو رہیں وہ) محرمات ہیں اور وہ یہ ہیں اصول یعنی ماں، دادی، نانی اوپر تک اور فروع یعنی بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک اور اول اصول کی فروع یعنی بہن وغیرہ اور اول فروع کی فروع یعنی پوتی، نواسی وغیرہ سب محرمات سے ہیں۔ چنانچہ سورۂ نساء کی حرمت والی آیت میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ...... الآیہ﴾ (پ۴، سورۂ نساء، آیت ۲۳) اور تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں آخر تک۔ یہ سب رشتے نسب میں شمار ہوتے ہیں جبکہ انسان اور جنات کے درمیان کوئی نسب نہیں ہے۔

"آکام المرجان فی أحکام الجان" کے مصنف فرماتے ہیں امام مالک ؒ کا فتویٰ جو پہلے بیان ہوا وہ جنات مرد کا انسان عورت سے نکاح کرنے کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس کے عکس میں (یعنی انسان مرد کا جنات عورت

سے نکاح کے متعلق) کراہت کا قول نکاح کے نفی پر دلالت کرتا ہے جب کہ انسان مرد جنات عورت سے نکاح کرے تو اس کا حمل انسان پر ظاہر نہ ہوگا اور اس سے اسلام میں فساد کی کثرت بھی نہ ہوگی۔

زید العمی نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنات عورت مانگی:۔

(۹۵) حرب کرمانی فرماتے ہیں ہم سے اسحاق راہویہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے اہل مرو کے شیخ محرز نے خبر دی محرز فرماتے ہیں میں نے زید العمی کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا أَللّٰهُمَّ أَرْزُقْنِي جِنِّيَّةً أَتَزَوَّجُهَا اے اللہ! مجھے ایک جنات عورت عطا فرما میں اس سے شادی کروں گا۔ حضرت زید العمی سے پوچھا گیا اے ابو الحواری! آپ جنات عورت لے کر کیا کریں گے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا وہ میرے سفر میں میرے ساتھ رہے گی جہاں میں رہونگا وہ میرے ساتھ ہوگی۔

جنوں میں ہر قسم کے فرقے ہیں:۔

(۹۶) ابو سعید عثمان بن سعید داری اپنی کتاب ''اتباع السنن والاثار'' میں فرماتے ہیں ہم سے محمد بن حمید رازی ان سے ابو الازہر اور ان سے حضرت اعمش بیان فرماتے ہیں حضرت اعمش علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے قبیلہ بجیلہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ ایک جنات مرد ہماری ایک جوان لڑکی پر فریفتہ ہوگیا پھر اس نے ہمیں اس لڑکی سے نکاح کا پیغام بھیجا اور کہا کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ اس سے حرام طریقہ پر صحبت کروں لہٰذا ہم نے اس لڑکی کا نکاح اس جنات مرد سے کر دیا جو ہمارے سامنے ظاہر ہو کر ہم سے گفتگو کرتا ہے ایک مرتبہ ہم نے اس سے پوچھا تم کیا ہو؟ اس نے کہا

ہم تمہاری طرح امتیں ہیں اور ہم میں بھی تمہارے قبیلوں کی طرح قبیلے ہیں ہم نے اس سے پوچھا کیا تم میں بھی گمراہ فرقے ہیں؟ اس نے کہا ہاں ہم میں بھی قدریہ، شیعہ اور مرجیہ جیسے گمراہ فرقے ہیں ہم نے پوچھا تم کس فرقے سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے کہا میں مرجیہ فرقہ سے ہوں۔

جنوں میں سب سے بُرا فرقہ شیعہ ہے:۔

(۹۷) احمد بن سلمان نجار اپنی کتاب ''امالیہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اسلم بن سہل نے ان سے علی بن حسین بن سلیمان ابو شعثاء حضرمی جو امام مسلم کے استادوں میں سے ہیں ان سے ابو معاویہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام اعمش علیہ الرحمہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے یہاں ایک جنات نے نکاح کیا تو میں نے اس سے پوچھا تمہیں کونسا کھانا زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا چاول، حضرت اعمش علیہ الرحمہ کہتے ہیں ہم اس کے پاس چاول لے آئے میں دیکھ رہا ہوں کہ لقمے اٹھ رہے ہیں لیکن اٹھانے والا نظر نہیں آتا پھر میں نے اس سے پوچھا کیا وہ فرقے بھی تم میں ہیں جو ہم میں ہیں؟ اس نے کہا ہاں میں نے پوچھا تم میں رافضی فرقہ کیسا ہے؟ اس نے کہا رافضی فرقہ ہم میں سب سے بدترین فرقہ ہے۔

(۹۸) ابوبکر خرائطی کہتے ہیں ہم سے احمد بن منصور رمادی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں مقام کُوثی میں ایک جنات کے نکاح میں شریک ہوا ایک انسان مرد نے جنات عورت سے نکاح کیا تو جنات سے پوچھا گیا کہ تمہیں کونسا کھانا زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہے؟ اس نے کہا چاول، حضرت اعمش علیہ الرحمہ نے فرمایا تو لوگ

جنات کے پاس چاولوں کا تھال لاتے رہے اور چاول ختم ہوتے رہے لیکن ہمیں اٹھانے والوں کے ہاتھ نظر نہیں آئے۔

(۹۹) ابن ابی دنیا کہتے ہیں مجھ سے عبدالرحمٰن ان سے عُمران سے ابو یوسف سروجی بیان کرتے ہیں ابو یوسف سروجی فرماتے ہیں ایک عورت مدینہ منورہ میں ایک آدمی کے پاس آئی اور کہا کہ میں تمہارے پاس آئی ہوں لہٰذا آپ مجھ سے شادی کرلیجئے چنانچہ اس نے اس عورت سے شادی کرلی جب رات ہوتی تو یہ عورت کی شکل میں آجاتی ایک مرتبہ اس کے پاس آئی اور کہا اب ہمارے جانے کا وقت آگیا ہے لہٰذا آپ مجھے طلاق دیدیں ایک مرتبہ وہ شخص مدینہ منورہ کے کسی راستہ سے جارہا تھا کہ اچانک اس نے اس عورت کو دانہ چنتے ہوئے دیکھا جو دانہ لے جانے والوں سے گرا تھا تو اس شخص نے کہا کیا تم دانہ چن رہی ہو؟ اس نے مرد کی طرف آنکھ اٹھا کر کہا تم نے مجھے کس آنکھ سے دیکھا ہے؟ مرد نے کہا اسی آنکھ سے تو اس عورت نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو اس مرد کی آنکھ بہہ گئی۔

(۱۰۰) آکام کے مصنف قاضی بدرالدین شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ہم سے قاضی القضاۃ جلال الدین احمد بن قاضی القضاۃ حسام الدین رازی حنفی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میرے والد قاضی حسام الدین رازی نے مشرق سے اپنے بال بچوں کو لانے کیلئے مجھے سفر پر روانہ کیا جب میں نے ''بیرہ'' پار کرلیا تو بارش نے ہمیں غار میں پناہ لینے اور نیند کرنے پر مجبور کردیا میں ایک جماعت کے ساتھ تھا میں سویا ہوا تھا کہ اچانک مجھے کوئی چیز جگانے لگی جب میں بیدار ہوا تو میرے پاس درمیانہ قد کی

ایک عورت کھڑی تھی جس کی ایک ہی آنکھ تھی جو لمبائی میں پھٹی ہوئی تھی میں دیکھ کر گھبرا گیا تو اس نے کہا تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ (گھبراؤ مت) میں تمہارے پاس اپنی چاند جیسی بیٹی کی شادی کرنے آئی ہوں تو میں نے گھبرائے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ مجھ پر خیر فرمائے پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ میری طرف آرہے ہیں جب میں نے لوگوں کو دیکھا تو ان کی شکلیں بھی اسی عورت کی طرح تھیں جو میرے پاس آئی تھی ان سب کی آنکھیں بھی لمبائی میں پھٹی ہوئی تھیں ایک قاضی اور گواہ بھی تھے پھر قاضی نے خطبہ دیا اور نکاح کردیا تو میں نے قبول کرلیا پھر وہ سب چلے گئے اور وہ عورت میرے پاس دوبارہ آئی اور اس کے ساتھ ایک حسین وجمیل لڑکی تھی مگر اس کی آنکھ بھی اس کی ماں کی آنکھ کی طرح لمبائی میں پھٹی تھی اس عورت نے اس لڑکی کو میرے پاس چھوڑ دیا اور چلی گئی مجھے خوف اور وحشت زیادہ ہوگئی تو میں اپنے پاس والوں کو کنکریاں مارنے لگا تاکہ وہ بیدار ہوجائیں لیکن ان میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا تو میں دعا اور عاجزی کرنے لگا پھر کوچ کرنے کا وقت آگیا اور ہم چل دیئے لیکن وہ لڑکی مجھے نہیں چھوڑ رہی تھی چنانچہ اسی حالت میں تین دن گزر گئے جب چوتھا دن ہوا تو وہ عورت میرے پاس آئی جو پہلے آئی تھی اور کہنے لگی شاید تمہیں یہ لڑکی پسند نہیں آئی گویا تم اس سے جدا ہونا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم اس عورت نے کہا تو تم اسے طلاق دیدو چنانچہ میں نے اسے طلاق دیدی تو وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا پھر قاضی شہاب بن فضل اللہ نے ان سے پوچھا کیا انہوں نے اس سے صحبت کی انہوں نے فرمایا نہیں۔

(۱۰۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں صلاح صفدی ''تذکرہ صلاح صفدی'' میں تحریر فرماتے ہیں میں نے حافظ فتح الدین بن سید الناس کے مکتوب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ امام تقی الدین بن دقیق العید کو فرماتے سنا وہ کہتے ہیں میں نے شیخ عزالدین بن عبدالسلام کو فرماتے سنا کہ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی انسان اور جنات کا آپس میں نکاح کرنے سے انکار کرتے تھے اور فرماتے تھے جنات نرم و لطیف روح ہے اور انسان کثیف جسم کا ہے اور یہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے پھر انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے کسی جنات عورت سے نکاح کرلیا اور وہ جنات عورت اس کے ساتھ ایک عرصہ تک مقیم رہی پھر اس جنات عورت نے انہیں اونٹ کی ہڈی سے مار کر زخمی کر دیا پھر انہوں نے اپنے چہرے پر زخم دکھایا تو وہ بھاگ گئی۔

ابن عماد اپنی ''ارجوزہ'' میں فرماتے ہیں:۔

(۱)

و هل یجوز نکاحنا من جنة   مؤمنة قد أیقنت بالسنة

کیا مسلمان جن عورت جس نے سنت پر ایمان و یقین کرلیا ہے اس سے ہمارا (مسلم انسان کا) نکاح جائز ہے؟

(۲)

عند الإمام البارزی یمتنع   و قوله إلا بدلیل یندفع

یعنی امام شرف الدین بارزی کے نزدیک یہ نکاح ممنوع ہے اور ان کا یہ فتویٰ بغیر دلیل چھوڑا نہیں جاسکتا۔

شرح وجیز یونسی میں جنات سے انسانوں کا نکاح حلال و جائز ہے اور یہی دونوں آیتوں کے موافقت کے ساتھ درست ہے۔

جنات عورت سے نکاح کے متعلق متاخرین نے تفصیل سے بحث کی ہے:۔

(ا) بعض متاخرین جنات سے انسان کے نکاح کو ممنوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں آپس میں نکاح کرنے کیلئے جنس کا ایک ہونا شرط ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہے اس لئے کہ جنات ہمارے بھائی ہیں۔

اور مصنف اپنی کتاب ''توقیف الحکام علی غوامص الأحکام'' میں بیان فرماتے ہیں کہ جنات کا انسان سے نکاح کا جواز ظاہر ہے اس لئے کہ ان کو بھی ناس (لوگ) اور رجال (مرد) کہا جاتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں (جنات) کو ہمارا بھائی فرمایا ہے اور جنات سے نکاح کے جائز ہونے پر جو بات دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے نکاح کیا اور ان کی والدہ جنات تھیں اگر جنات سے نکاح جائز نہ ہوتا تو ملکہ بلقیس کا نکاح حضرت سلیمان علیہ السلام سے کیونکر جائز ہوتا کیونکہ جن کے والدین میں سے کوئی ایک ایسا (جنات) ہو جس سے نکاح نہ ہوتو اس سے بھی نکاح حرام ہوگا۔ فرماتے ہیں کہ اس کی وضاحت و تفصیل کرنا ضروری ہے اگر کوئی جنات آئے اور وہ گفتگو کرے اور اس کا جسم ہمیں نظر نہ آئے اور نہ ہم اسے جانیں پہچانیں تو اس سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر اس کا وجود و جسم نظر آئے اور ہم اس کا مشاہدہ بھی کریں اور اس کے مؤمن ہونے کا ہمیں علم و یقین بھی ہو تو اس سے نکاح تردد (شک و شبہہ) کے ساتھ جائز ہے۔

(۱۰۲) عماد بن یونس سے منقول ہے انہوں نے فرمایا کہ جنات سے نکاح

کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ میاں بیوی کا جنس میں اتفاق و اتحاد (ایک جنس کا) ہونا نکاح کی صحت کیلئے شرط ہے اور اس شرط میں شبہ ہے اور اس پر کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے جنات سے نکاح کی ممانعت فرمائی ہے اور ممانعت کی حدیث کا اولاد زنا پر محمول کرنا ممکن ہے۔

(۱۰۳) اس کی وضاحت دوسری حدیث سے ہوتی ہے وہ حدیث یہ ہے **لاتقوم الساعة حتی تکثر فیکم أولاد الجن** قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم میں جنات کی اولاد کی کثرت نہ ہو جائے۔

فوائد الاخبار کے مصنف فرماتے ہیں اس سے اولاد زنا مراد ہے اس لئے کہ زنا خفیہ بھی کیا جاتا ہے اور جنات کی اصلیت پوشیدہ رہنا ہے لہٰذا اس حدیث کو زنا سے پیدا ہونے والی لڑکیوں سے نکاح کی ممانعت پر محمول کیا جائیگا یہ پوری گفتگو ابن عماد کی ہے۔

فصل

جنات کے مکان کا بیان

اکثر و بیشتر جنات نجاست کی جگہوں پر ہوتے ہیں مثلاً کھجوروں کا جھنڈ' پاخانہ' کوڑا خانہ اور غسل خانہ اسی وجہ سے غسل خانہ اور اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ وغیرہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کہ یہ شیطان کی جگہ ہے۔

بیت الخلاء جنوں اور شیطانوں کے گھر ہیں:۔

(۱۰۴) امام ترمذی' امام نسائی اور ابن ماجہ حضرت زید بن ارقم ؓ سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **إن هٰذه الحشوش محتضرة فإذا أتی أحدکم الخلاء فلیقل أللهم إني أعوذ بک من الخبث و الخبائث** پاخانہ جنوں اور شیطانوں کے رہنے کی جگہ ہے تو جب تم میں سے کوئی شخص پاخانہ میں جائے تو (یہ دعا پڑھ لے) **أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ** اے اللہ! میں پلیدی اور شیطانوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ حضور ﷺ کے فرمان ''مُحْتَضَرَةٌ'' کے معنی حاضر رہنے کی جگہ کے ہیں جب بیت الخلاء میں جانے والا یہ دعا پڑھ لیتا ہے تو جنوں کی نظروں سے چھپ جاتا ہے چنانچہ جنات اس کی شرمگاہ کو نہیں دیکھ پاتے۔

(۱۰۵) ابن سنی حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ **إن هذه الحشوش محتضرة فإذا دخل أحدکم فلیقل بسم الله** پاخانہ جنوں اور شیطانوں کے حاضر رہنے کی جگہ ہے تو تم میں سے جب کوئی پاخانہ میں داخل ہو تو بسم اللہ شریف پڑھ لے۔

(۱۰۶) امام احمد' ترمذی' ابو داؤد اور ابن ماجہ حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں **ستر ما بین أعین الجن و عورات بني آدم إذا دخل أحدکم الخلاء أن یقول بسم الله**

ترجمہ: جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو بسم اللہ شریف پڑھ لے۔

بیت الخلاء کی دعا:۔

(۱۰۷) امام بخاری و امام مسلم حضرت انس ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ (بخاری باب الوضوء والحیض)

اے اللہ! میں پلیدی اور شیاطین سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور سعید بن منصور نے اس دعاء کے شروع میں بسم اللہ کا اضافہ کیا ہے۔

(۱۰۸) ابو بکر بن داؤد ''کتاب الوسوسہ'' میں حضرت ابراہیم نخعی ﷛ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں سوراخ (بل) میں پیشاب نہ کرو اس لئے کہ اگر کوئی چیز سامنے عارض آ گئی (موذی جانور نکل کر کاٹ لے) تو اس کا علاج بہت مشکل ہو جائیگا۔

مسلم اور مشرک جنوں کی جگہ:۔

(۱۰۹) طبرانی اور ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابو نعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت بلال بن حارث ﷛ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ قضاء حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور میں آپ کے پاس پانی کا برتن لے گیا تو میں نے حضور ﷺ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی اور اس طرح کی آواز میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی پھر جب حضور ﷺ تشریف لے آئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں نے آپ کے پاس لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کی آواز سنی اور اس سے پہلے میں نے ایسی آواز کسی کی زبان سے

نہیں سنی تھی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے پاس مسلم جنات اور مشرک جنات آپس میں جھگڑ رہے تھے ان لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں رہنے کی جگہ دیدوں تو میں مسلمان نے جنوں کو ٹیلہ و چٹان (بلند زمین) دیدی اور مشرک جنوں کو پست زمین (گڑھا) دیدی میں (عبداللہ بن کثیر) نے پوچھا جُلَسُ اور غَوْرٌ کیا چیز ہیں؟ تو حضرت بلال بن حارث نے فرمایا جلس کے معنی گاؤں اور پہاڑ کے ہیں اور ''غـــور'' کے معنی پہاڑوں اور دریاؤں کا درمیانہ حصہ (جزیرہ، گڑھا، کھائی اور غار) کے ہیں۔

(۱۱۰) امام مالک علیہ الرحمہ "مؤطا" میں بیان فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے عراق جانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت کعب احبار ﷛ نے ان سے عرض کیا اے امیر المؤمنین! آپ اس سفر میں نہ جائیں اس لئے کہ وہاں نو فیصد جادو اور نو فیصد جنات رہتے ہیں اور سخت قسم کی بیماریاں ہیں۔

(۱۱۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں دیلمی نے حضرت جابر ﷛ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا أخرجوا منديل الغمر من بيوتكم فإنه مبيت الخبيث و مجلسه لوگو! اپنے گھروں سے گوشت کی چکنائی والا کپڑا (دستی رومال) نکال دو (دھو دیا کرو) اس لئے کہ یہ شریر جن کی جگہ ہے اور اس کی قیام گاہ ہے۔

(۱۱۲) ابن سنی حضرت انس ﷛ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ستر ما بين أعين الجن و عورات بني آدم أن يقول الرجل المسلم إذا أراد أن يطرح ثيابه باسم الله الذي لا إله إلا هو

جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان آدمی اپنا کپڑا اٹھانے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھ لے **بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ** اللہ کے نام سے شروع جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۱۱۳) ابوداؤد حضرت قتادہ کی سند سے حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا لوگوں نے حضرت قتادہ سے پوچھا کہ بل میں پیشاب کرنے سے ممانعت کی کیا وجہ ہے؟ حضرت قتادہ نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ بل جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

(۱۱۴) دولابی ''الکنی'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیٹے ہوئے دیکھا اور ان پر دو چادریں تھیں تو میں نے ان چادروں میں اس طرح لپٹنے کو عظمت و اہمیت دی تو انھوں نے فرمایا اے ابوسعید! کیا آپ کو نہیں معلوم کہ پانی میں بھی کچھ مخلوق آباد ہے۔

(۱۱۵) حضرت عبدالرزاق ''مصنف'' میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما صبح کے وقت آئے اور ان کے اوپر چادریں تھیں انہوں نے فرمایا پانی میں بھی کچھ مخلوق ہیں یا یہ فرمایا کہ پانی کی بھی کچھ مخلوق ہیں۔

رات کے وقت پانی پر جنات کا قبضہ ہوتا ہے:۔

(۱۱۶) ابونعیم رافعی ''شرح رافعی'' میں فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ رات میں

پانی جنات کیلئے ہوتا ہے لہٰذا جنات کی طرف سے کسی آفت و مصیبت پہنچنے کے خوف سے اس میں پیشاب نہ کیا جائے اور نہ غسل کیا جائے۔

(۱۱۷) ابن عدی ''کامل'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے آدمی کو قَرَع جھاڑی میں گھسنے یا رفع حاجت کرنے سے منع فرمایا پوچھا گیا قَرَع کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی گھاس و جھاڑی والی جگہ میں جائے تو گویا کہ اپنے مکان میں ہے حالانکہ وہ تمہارے بھائی جنات کے رہنے کی جگہ ہے۔

(۱۱۸) شیخ ولی الدین عراقی ''سنن ابوداؤد کی شرح'' میں بیان کرتے ہیں کہ قــرع قاف اور راء کے فتحہ (زبر) اور بغیر نقطہ والی عین کے ساتھ کھیت میں خالی جگہ کو کہتے ہیں جیسے سر میں خالی جگہ ہوتی ہے۔

(۱۱۹) ابن الرفعة کی کتاب ''الکنایة'' میں ہے اصحاب فرماتے ہیں مستحب ہے کہ آدمی ننگے سر بیت الخلاء میں نہ جائے اگر کچھ بھی سر چھپانے کو نہ ملے تو جنات کے خوف سے سر پر اپنی آستین ہی ڈال لے تا کہ جنات کے شر سے محفوظ ہو جائے۔

فصل

جنات کے مکلّفِ شرع ہونے کا بیان

(۱۲۰) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں اہل علم کی ایک جماعت کے نزدیک

جنات شریعت کے مخاطب اور مکلف بھی ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿یَـا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۳۳) اے جن وانسان کے گروہ! ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ O﴾ (پ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۳۴) اے جن وانس! تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ (☆۱۲)

(۱۲۱) امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ ''تفسیر کبیر'' میں فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام جنات مکلف ہیں۔

(۱۲۲) قاضی عبد الجبار نے کہا کہ جنات کے مکلف ہونے میں ہم اہل علم ونظر کے درمیان اختلاف نہیں جانتے۔

(۱۲۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ علامہ عز الدین بن جماعہ ''شرح بدء الأ مانی'' میں فرماتے ہیں کہ مکلفین کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم یہ ہے کہ وہ مخلوق پیدائش کے دن ہی سے قطعاً مکلف ہے اور وہ فرشتے اور آدم وحواء علیہم السلام ہیں۔

(۲) دوسری قسم وہ مخلوق جو پیدائش کے دن ہی سے مکلف نہیں (بلکہ بعد بلوغ) مکلف ہوئیں اور وہ آدمی ہیں۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے جس میں اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی ابتداء ہی سے مکلف ہیں اور وہ جنات ہیں۔

(☆۱۲) فائدہ:- ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ جنات اور انسان دونوں کو مخاطب فرمارہا ہے جس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شریعت کے مخاطب اور مکلف صرف انسان ہی نہیں بلکہ جنات بھی ہیں۔ ۱۲ اعظمی

فصل

کیا جنوں میں بھی کوئی نبی ورسول ہے؟

جمہور علمائے سلف وخلف کا مذہب یہ ہے کہ جنات میں سے کبھی کوئی رسول و نبی نہیں ہوا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت مجاہد اور کلبی اور ابوعبید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

(۱۲۴) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں عبد بن حمید، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یَـا مَعْشَـرَ الْـجِنِّ وَ الْـإِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ (پ ۸ سورۂ انعام آیت ۱۳۰) اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہیں آئے تھے۔ کی تفسیر میں حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جنات میں کوئی رسول نہیں ہوا رسول تو انسانوں ہی میں سے ہوا۔ اور جنات میں نذارۃ (ڈرانے والا) ہوا اس کے بعد اس کی دلیل میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ﴿فَلَـمَّـا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ O﴾ (پ ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۲۹) پھر جب پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈرسناتے پلٹے۔

(۱۲۵) ابن المنذر حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿رُسُلٌ مِّـنْـکُـمْ﴾ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں یہاں رسولوں کے قاصدین مراد ہیں اور دلیل میں یہ آیت پڑھی۔ ﴿وَلَّـوْا اِلٰـی قَـوْمِهِـمْ مُّـنْذِرِیْنَ O﴾ اپنی قوم کی طرف ڈرسناتے پلٹے۔

(۱۲۶) ابن جریر حضرت ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے جنات کے بارے میں پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات میں سے کوئی نبی تھا؟ حضرت ضحاک نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا؟ ﴿یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ (پ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۳۰) اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہیں آئے تھے؟۔

اس ارشاد باری تعالیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمیوں اور جنوں کے رسول ہیں تو سائلوں نے کہا ہاں کیوں نہیں ہم نے یہ فرمان سنا ہے۔

(۱۲۷) ابن جریج کہتے ہیں وہ حضرات جو حضرت ضحاک کے قول کی موافقت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ جنات میں بھی رسول ہیں جنہیں جنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ وہ کہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان سے انسان کے رسل مراد لینا درست ہے تو جنات کے رسل مراد لینا بھی درست ہوگا۔ وہ کہتے ہیں اس معنی کے فاسد ہونے میں وہی دلیل ہے جو دلیل دونوں خبروں پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اللہ کے رسل ہیں اس لئے کہ وہ خطاب میں مشہور ہیں نہ کہ غیر انسان۔

(۱۲۸) ابن حزم کہتے ہیں یقیناً حضرت محمد ﷺ سے پہلے انسانوں میں سے کوئی نبی جنات کی طرف نہیں بھیجا گیا اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ بالاتفاق آخری رسول ہیں (اور جنات انسانوں کی قوم سے نہیں ہیں)۔

(۱۲۹) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف بھیجے گئے تھے (اور میں ساری کائنات کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں) ابن حزم کہتے ہیں ہم

یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ ہر قوم کو ڈرایا گیا ہے اور انہیں میں سے ان کے پاس انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ﴾ (پ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۳۰) کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے۔

(۱۳۰) آکام المرجان کے مصنف قاضی بدرالدین شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت ضحاک کے قول کی تائید اس فرمان سے ہوتی ہے جس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں روایت کیا ہے ﴿وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ (پ۲۸، سورۂ طلاق، آیت ۱۲) اور آسمانوں کے مثل زمین بھی سات ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا زمینیں بھی سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح ایک نبی ہے اور آدم علیہ السلام کی طرح ایک آدم ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ایک نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایک ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک عیسیٰ ہیں۔

جمہور علمائے کرام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کی تاویل یہ فرمائی ہے کہ یہ جنات کی ایک قوم تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول نہیں تھے البتہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین پر بھیجا تھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ان رسولوں کا کلام سنایا جو انسانوں میں سے مبعوث ہوئے پھر وہ لوگ اپنی جنات قوم کی طرف لوٹ آئے اور انہیں ڈرایا۔

(۱۳۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں علامہ سبکی نے اپنے فتویٰ میں فرمایا اور امام کلبی نے بھی فرمایا اور زمخشری نے بھی بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت وتشریف آوری سے پہلے صرف انسانوں کی طرف انبیاء ورسل بھیجے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ جن وانس دونوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔

زمخشری نے کہا کہ اس میں حضرت ضحاک کی موافقت نہیں ہے کہ جنوں میں سے بھی رسول ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کے رسول انسانوں کو خاص طور پر خطاب کرتے تھے جنوں سے خطاب نہیں کرتے تھے جس طرح نبی کریم ﷺ نے جنوں کو مخاطب فرمایا جب جنات انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف متوجہ ہوئے تو جنات ان سے یا بعض مسلمانوں سے انبیاء کی دعوت سنتے تو جو وہ سنتے اس پر عمل کرتے زمخشری نے اس کو بیان کیا ہے کہ واحدی نے علامہ کلبی سے تمام قائلین کے بارے میں نقل کیا ہے کہ تمام انبیاء ورسل انسانوں ہی میں سے تھے۔

اور زمخشری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ﴾ (☆۱۳) کی تفسیر میں کہا ہے کہ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ انبیاء ورسل انسانوں میں سے

(☆۱۳) اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (پ ۱۷، سورۂ حج، آیت ۷۵) اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔ مثلاً جبرئیل ومیکائیل وغیرہما اور حضرات ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وسید عالم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اس آیت کریمہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ رسول جس جنس سے چاہے مبعوث فرمائے خواہ وہ فرشتوں سے بھیجے یا انسانوں میں سے بھیجے گویا رسول ہونے کے لئے بشر ہونا ضروری نہیں بلکہ فرشتے بھی رسول ہوسکتے ہیں اور ہیں لیکن نبی بشر ہی ہوسکتا ہے یہی وجہ ہے کہ سارے انبیاء بشر اور مرد ہی تھے نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت جیسا کہ قرآن کریم سورۂ جن میں اس بات طرف اشارہ ہے اور عقائد کی کتابوں میں بھی ہے۔ ۱۲ اعظمی

ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی ایک قوم بھیج دی تا کہ وہ رسولوں کے کلام سن لیں اور اپنی (جنوں کی) قوم کو سنی ہوئی بات پہنچادیں پھر علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سابقہ امتوں میں جنات بھی مکلّف تھے جس طرح اس دین محمدیہ میں مکلّف ہیں اور مکلّف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو سنیں اور ان کی تصدیق کریں لیکن اس صادق کا جنات یا انسان ہونے میں کوئی قطعی دلیل نہیں ہے اور قرآن کا ظاہر حضرت ضحاک کے قول کے موافق ہونے کے باوجود اکثر علماء اس کے مخالف ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی فائدہ مرتب ہوگا اس کے علاوہ کہ ہمیں یقین ہے کہ انسانوں کے رسل کے بعثت کو جنوں نے سن لیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنۢ بَعْدِ مُوسَىٰ ۝﴾ (پ ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۳۰) ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی۔ اس آیت کا ظاہر یہی ہے کہ جنات شریعت موسوی پر ایمان رکھتے تھے اور وہ شیاطین جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر فرمایا وہ احکام شرع میں ان کی پیروی کرتے تھے حالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر ہیں لیکن کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی مستقل کوئی شریعت تھی یا وہ بھی شریعت موسوی پر تھے۔ میں نے بعض لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اس مسئلہ میں توقف وخاموشی اختیار کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو رسولوں کے ساتھ شمار فرمایا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَّالنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ۚ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَ

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَ الْأَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ أَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هَارُوْنَ وَ سُلَيْمَانَ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا﴾ (پ۶، سورۂ نساء، آیت ۱۶۳) بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم واسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

یہ علامہ سبکی کا کلام ہے۔

(۱۳۲) ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں تمام جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر نہیں ہیں جیسا کہ آپ لوگ سنتے ہیں اور دلیل میں یہ آیت پیش فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (پ۲۲، سورۂ سباء، آیت ۱۲) اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے ہیں۔

فصل

حضرت محمد ﷺ جن وانس کے نبی ہیں:

مسلمانوں کی جماعت میں سے کسی نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو انسانوں اور جنوں دونوں کی طرف مبعوث فرمایا۔

(۱۳۳) صحیح بخاری وصحیح مسلم کی حدیث بھی اسی بات کی وضاحت کرتی ہے بعثت إلى الأحمر والأسود (بخاری، مسلم، ابن ماجہ) میں سرخ اور کالے کی

طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۱۳۴) وشیمہ بن موسیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں جنوں اور انسانوں کی طرف اور ہر سرخ وکالے کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

(۱۳۵) حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ جنوں اور انسانوں کی طرف خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے اللہ کے رسول ہیں اور یہ انہیں باتوں میں سے ایک ہے جس سے حضور اقدس ﷺ کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔

(۱۳۶) امام الحرمین نے ''الأرشاد'' میں فرمایا بے شک ہم نے یقین سے جان لیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ جن وانس دونوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔

(۱۳۷) ابوالعباس ابن تیمیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حضور ﷺ پر ایمان لانا اور جو کچھ حضور ﷺ لے کر تشریف لائے (قرآن کریم) ان سب پر اور حضور ﷺ کی اطاعت وپیروی کرنا واجب فرمایا اور جس کو حضور ﷺ نے حلال فرمایا اسے حلال جانیں اور جس چیز کو حضور ﷺ نے حرام فرمایا اسے حرام سمجھیں اور جس چیز کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا اسے پسند کریں اور جسے حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا اسے مکروہ وناپسند جانیں اور جن وانس میں سے جس پر حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی دلیل قائم ہو چکی پھر

ان پر ایمان نہ لایا تو وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہے جیسا کہ وہ کافرین اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا یہ ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر تمام صحابہ اور تابعین اور ائمہ مسلمین (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور مسلمانوں کی تمام جماعتوں اہل سنت و جماعت وغیرہم کا اتفاق ہے۔ تنزیل میں ہے ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝﴾ (پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۲۹ تا ۳۲) اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کان لگا کر قرآن سنتے کتنے جن پھیرے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے بولے اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ تا کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ (پ۲۹، سورۂ جن) آخر تک مکمل سورۂ جن کا ترجمہ کنز الایمان سے پڑھ لیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ اس کو انسانوں سے بیان کر دیں تا کہ انسان جنوں کے احوال سے واقف ہو جائیں اور وہ بھی جان لیں کہ وہ جنوں کی طرف بھی بھیجے گئے ہیں۔

(۱۳۸) ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:۔ ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِیَآءُ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝﴾ (پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۲۹ تا ۳۲) اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کان لگا کر قرآن سنتے کتنے جن پھیرے پھر جب وہاں حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے بولے اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو

اوراس پر ایمان لاؤ تا کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔ کی تفسیر میں فرمایا جنوں کے نو (۹) افراد اہل نصیبین سے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی قوم کی طرف پیغام رساں مقرر فرمایا۔

(۱۳۹) ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع اور حاکم نے روایت کی اور اپنی تصحیح فرمائی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم و بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنوں کا ایک گروہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جس وقت کہ حضور ﷺ بطن نخلہ میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے جب جنوں نے سنا تو آپس میں کہنے لگے خاموش رہو ان جنوں کی تعداد نو (۹) تھی۔ ان میں کا ایک ذریعہ تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ O قَالُوْا يَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ O يَا قَوْمَنَا اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ O وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ O﴾ (پ ۲۶، سورۃ احقاف، آیت ۲۹ تا ۳۲) اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کان لگا کر قرآن سنتے کتنے جن پھیرے پھر جب وہاں

حاضر ہوئے تو آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا تو اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے لوٹے بولے اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ دکھاتی اے ہماری قوم! اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ تا کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

(۱۴۰) امام بخاری و امام مسلم حضرت مسروق علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا نبی کریم ﷺ نے لیلۃ الجن میں جنوں کو قرآن سنانے کی کیسے اجازت دی حضرت ابن مسعود ؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا آذنت بھم شجرۃ میں نے انہیں درخت کے پاس اجازت دی۔

(۱۴۱) حافظ سہیلی کہتے ہیں تفسیر میں آیا ہے کہ جنات یہودی تھے اسی وجہ سے توانہوں نے مِنْ م بَعْدِ مُوْسٰی کہا مِنْ م بَعْدِ عِیْسٰی نہیں کہا یعنی جنوں نے کہا کہ ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد اتاری گئی۔

(۱۴۲) واقدی اور ابو نعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت امام ابو جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ماہ ربیع الاول سن ۱۱ھ نبوی میں آئے تھے۔

(۱۴۳) ابن ابی حاتم حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ (پ ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۲۹) جبکہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ سات جن تھے تین اہل حران سے تھے اور چار اہل نصیبین سے تھے اور ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاحر، جاحر، الازد، انیان اور الاحقب۔

(۱۴۴) ابن ابی حاتم اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ الْآیَۃ﴾ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ جنات بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھے جو موصل جزیرہ سے آئے تھے۔

عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ جنوں کی گفتگو کا بیان

(۱۴۵) امام بیہقی حضرت ابو معمر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک دن چٹیل میدان میں مکہ مکرمہ کی طرف جارہے تھے کہ اچانک انہوں نے ایک مرا ہوا سانپ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ اس کو دفن کرنا مجھ پر لازم ہے اور جنوں نے کہا ہم تمہارے لئے کافی ہیں (ہم آپ کو اس سے منع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے) اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی فرمائے یعنی بہتر بدلہ دے۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا پھر سانپ کو اٹھایا اور ایک گڑھا کھودا پھر ایک کپڑے میں اسے لپیٹ کر دفن کردیا پھر اچانک ایک عجیب سی آواز دینے والے نے آواز دی جو نظر نہیں آرہا تھا اے سُرّق! تم پر اللہ کی رحمت ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے

اے سُرّق! تم ایک چٹیل میدان میں مرو گے اور تم کو میری امت کا بہترین آدمی دفن کریگا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اس نے کہا میں ایک جن ہوں اور یہ سُرّق ہے اور جنوں میں سے میرے اور اس کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے اے سُرّق! تو چٹیل میدان بیابان میں مرے گا اور تجھے میرا بہترین امتی دفن کرے گا۔ (☆۱۴)

(۱۴۶) ابن سلام نے ابو اسحاق سبیعی کی سند سے ذکر کیا انہوں نے اپنے اساتذہ سے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ ان کے پاس ایک بگولہ آیا اس کے بعد اس سے بھی بڑا بگولہ آیا پھر وہ دور ہوگیا تو اچانک ہمیں مرا ہوا سانپ نظر آیا تو ہم میں سے ایک صاحب اپنی چادر کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنی چادر پھاڑ کر ایک حصہ میں سانپ کو کفن دے کر اسے دفن کردیا جب رات ہوئی تو دو عورتیں آکر پوچھنے لگیں تم میں سے کس نے عمرو بن جابر کو دفن کیا ہم نے کہا ہم تو عمرو بن جابر کو جانتے ہی نہیں کہ وہ کون ہے ان عورتوں نے کہا اگر تم نے ثواب طلب کیا تھا تو تمہیں ثواب مل گیا ہے کچھ فاسق جنوں نے مسلمان جنوں کے ساتھ قتال کیا تو عمرو بن جابر کو قتل کردیا گیا اور وہ یہی سانپ تھا جسے تم نے دیکھا اور دفن کیا وہ ان جنوں میں سے تھا

(☆۱۴) اس روایت سے رسول اللہ ﷺ کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت اسلام کرنے والے جنوں میں سے ایک جن نے حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷺ سے حضور ﷺ کی پیشن گوئی کا اظہار کیا۔ ۱۲ اعظمی

جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سنا تھا پھر یہ جنات اپنی قوم کی طرف واعظ و ڈرسنانے والے بن کر واپس آئے تھے۔

(۱۴۷) ابن ابی دنیا کہتے ہیں ہم سے محمد بن عباد بن موسیٰ عکلی ان سے مطلب بن زیاد ثقفی ان سے ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ حضرات سفر میں تھے کہ دو سانپ آپس میں لڑ رہے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا تو ان (صحابہ کرام) کو اس مرے ہوئے سانپ کی خوشبو اور اس کے حسن سے تعجب ہوا چنانچہ بعض صحابہ کرام اٹھے اور اس سانپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا پھر اچانک ایک قوم اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کہہ رہی ہے لیکن وہ قوم نظر نہیں آتی پھر ان لوگوں نے کہا کہ تم نے عمرو کو دفن کر دیا ہم مسلمان اور کافر جنوں نے آپس میں قتال کیا تو مسلم جن قتل کر دیا گیا جس کو آپ لوگوں نے دفن کر دیا وہ جنوں کی اس جماعت سے تھا جو جماعت نبی کریم ﷺ پر ایمان لائی تھی۔

ایک جن صحابی رسول کی شہادت کا واقعہ:

(۱۴۸) ابن ابی دنیا کہتے ہیں ہم سے حسن بن جھور ان سے ابن ابی الیاس نے بیان کیا وہ عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے اور وہ اپنے چچا سے اور وہ حضرت معاذ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ معمر کہتے ہیں میں حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور ان سے عرض کیا اے امیر المومنین! میں آپ کو ایک عجیب وغریب بات سے باخبر کرنا چاہتا ہوں ہم ایک جنگل بیابان میں تھے کہ اچانک دو بگولے ہمارے سامنے آئے ایک اس طرف سے آیا دوسرا

دوسری طرف سے آیا پھر ان دونوں میں مڈ بھیڑ ہوئی اور سخت معرکہ آرائی ہوئی پھر دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور ان میں کا ایک دوسرے سے زیادہ طاقتور تھا پھر میں دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا تو وہاں بہت سے سانپ تھے میری آنکھوں نے اتنی کثرت سے سانپ کبھی نہ دیکھے تھے اچانک ان میں سے بعض سے مشک و کستوری کی خوشبو آرہی تھی اور وہیں ایک باریک پیلے رنگ کا سانپ بھی مرا پڑا تھا تو میں کھڑا ہوا سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا تاکہ میں دیکھوں کہ یہ خوشبو کس سے آرہی ہے تو وہ خوشبو اسی پیلے سانپ سے آرہی تھی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اس کی کسی نیکی کی وجہ سے ہے تو میں نے اس کو اپنے عمامہ میں لپیٹ کر دفن کر دیا پھر میں جانے لگا تو ایک آواز دینے والے نے مجھے آواز دی جو مجھے نظر نہیں آرہا تھا اس نے کہا اے اللہ کے بندے! تم نے یہ کیا کیا؟ میں نے اسے ان باتوں سے آگاہ کیا جو میں نے دیکھی اور پائی تو اس نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا ہے وہ سانپ قبیلہ بنو شعبان و بنو قیش کے جنوں میں سے تھے جن کی آپس میں مڈ بھیڑ اور لڑائی ہوئی اور انہیں مقتولین میں سے ایک جن وہ بھی تھا جس کو تم نے دیکھا اور دفن کر دیا اور وہ ان جنوں میں سے ایک تھا جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا تھا۔

ایک جن صحابی رسول کی وفات کا واقعہ:

(۱۴۹) ابن ابی دنیا اور ابو نعیم نے "دلائل النبوۃ" میں بشر بن ولید کندی کی سند سے بیان کیا کہ ہم سے کثیر بن عبداللہ (ابوہاشم) ناجی نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں ہم حضرت ابو رجاء عطاردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ

کے پاس ان جنوں کا علم ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شرف بیعت حاصل کی تو وہ مسکرائے اور فرمایا میں تمہیں وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے دیکھی اور سنی وہ یہ ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جب ہم ایک پانی کے پاس اترے اور اپنے خیمہ گاڑ لئے پھر میں اپنے خیمہ میں قیلولہ کے لئے گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ خیمہ میں داخل ہو گیا ہے اور لوٹ پوٹ کر رہا ہے میں اپنے پانی کے برتن سے پانی لے کر اس کے اوپر چھڑکنے لگا تو وہ سکون میں آ گیا جب میں نماز عصر سے فارغ ہوا تو وہ مر چکا تھا میں نے اپنے تھیلے سے ایک سفید رنگ کا کپڑا نکالا اور اس میں اسے لپیٹ دیا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا اور باقی دن رات ہم چلتے رہے صبح ہوئی تو ہم ایک پانی کے پاس اترے اور ہم نے اپنا خیمہ نصب کیا اور میں قیلولہ کے لئے (خیمہ میں) چلا گیا تو میں نے دو مرتبہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم کی آواز سنی وہ لوگ ایک اور دس اور سو اور ہزار ہی نہیں تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ تعداد میں تھے میں نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ کہنے لگے ہم جنات ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے تم نے ہمارا ایک ایسا کام کر دیا ہے جس کا ہم تمہیں بدلہ نہیں دے سکتے میں نے پوچھا میں نے تمہارا کون سا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو سانپ تمہارے پاس مر گیا وہ ان جنوں میں سے آخری یادگار جن تھا جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔

(۱۵۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں حکیم ترمذی "نوادر الاصول" میں اور ابونعیم اور ابن مردویہ حضرت ثابت بن قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں ایک صاحب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا

ہم ایک سفر میں تھے تو ہمارا ایک مرے ہوئے سانپ کے پاس سے گذر ہوا جو اپنے خون میں لت پت تھا ہم نے اسے دفن کر دیا جب وہ اترے تو ان کے پاس چند عورتیں یا چند لوگ آئے تو ان لوگوں نے کہا تم میں عمرو کا ساتھی کون ہے؟ ہم نے پوچھا عمرو کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا عمرو وہی سانپ ہے جس کو تم لوگوں نے کل گذشتہ دفن کیا، سنو! وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن سنتے تھے ہم نے پوچھا کہ اس کا کیا معاملہ ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ وہ لوگ جنوں میں سے سانپ ہیں مسلمان اور مشرک جنوں نے آپس میں قتال کیا (وہ اسی میں شہید ہو گیا) انہوں نے کہا اگر آپ لوگ چاہیں تو ہم اس کا بدلہ دیدیں ہم نے کہا نہیں ہمیں اس کا بدلہ نہیں چاہیئے۔

(۱۵۱) عبداللہ بن احمد "زوائد المسند" میں اور بارودی "معرفۃ الصحابہ" میں اور حاکم اور طبرانی اور ابن مردویہ صفوان بن المعطل سے روایت کرتے ہیں صفوان کہتے ہیں ہم حج کے ارادے سے سفر پر نکلے جب ہم عرج پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ لوٹ پوٹ کر رہا ہے اور مرنے تک لوٹتا ہی رہا پھر ہم میں سے ایک صاحب نے اپنے تھیلے سے ایک کپڑے کا ٹکڑا نکالا اور اسے کفن دیا اور ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں دفن کر دیا پھر ہم مکہ مکرمہ چلے گئے جب ہم مسجد حرام میں آئے تو ایک آدمی ہماری طرف متوجہ ہوا اور کہا تم میں سے کون عمرو بن جابر کا ساتھی ہے ہم نے کہا ہم عمرو بن جابر کو جانتے ہی نہیں اس نے کہا وہ ایک جن ہیں جن کو تم لوگوں نے دفن کر دیا اللہ تعالیٰ تم کو بہترین بدلہ عطا فرمائے اور وہ ان نو (۹) جنوں میں سے آخری جن تھا جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قرآن کریم سننے آتے تھے۔

(۱۵۲) بارودی حسن بن حکم کی سند سے بیان کرتے ہیں کہتے ہیں مجھ سے میرے چچا الربیع بن زیادان سے ابوالاشہب عطاردی نے بیان کیا کہ میں ابورجاء عطاردی کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے ہم حضرت حسن بصری ؒ کے پاس تھے ہم نے ان سے سوال کیا کہ کیا ان جنوں میں سے کوئی جن باقی ہے جو قرآن سنتے تھے؟ انہوں نے فرمایا تم ابورجاء عطاردی کے پاس جاؤ وہ مجھ سے پہلے کے ہیں امید ہے کہ انہیں اس کا علم ہوگا اس لئے ہم ان کے پاس حاضر ہوئے ابورجاء عطاردی نے فرمایا ایک مرتبہ میں اور میرے کچھ ساتھی حج کے ارادے سے نکلے میں ایک جانب اترا تو میں نے اچانک ایک انتہائی سفید جن دیکھا جو لوٹ پوٹ رہا تھا میں نے اسے پیالے میں سے پانی دیا تو اس نے پانی پیا پھر لوٹ پوٹ کرنے لگا یہاں تک کہ مرگیا میں اپنی نئی سفید چادر کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے ایک ٹکڑا پھاڑا اور اسے غسل دیا پھر کفن دیا اور ایک گڑھے میں دفن کر دیا پھر ہم چل دیئے اور دوسرے دن تک چلتے رہے یہاں تک کہ ہم مقام قائلہ (آرام کی جگہ، اگلی منزل) پہنچ گئے جب میں اپنے ایک ساتھی کی جانب اترا تو دیکھا کہ بہت کثرت سے آواز آ رہی ہے پھر میں گھبرایا تو مجھے آواز دی گئی کہ گھبراؤ مت گھبراؤ مت ہم جنات ہیں ہم تمہارے پاس اس احسان کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں جو تم نے کل گذشتہ ہمارے ساتھی کے ساتھ کیا وہ ان جنوں میں سے آخری جن تھا جو قرآن سنتے تھے انکا نام عمرو تھا۔

(۱۵۳) حافظ ابن حجر ''اصابہ'' میں بیان فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ، گذشتہ واقعہ اور وہ واقعہ جسے صفوان نے بیان کیا کے خلاف ہے اور وہ واقعہ جس کو ابورجاء نے بیان

کیا اور ثابت بن قطبہ کے واقعہ میں (مرنے والے کا) نام نہیں بیان کیا گیا ہے ممکن ہے کہ ایک واقعہ دوسرے کی تفسیر ہو اور اس میں اشکال ہے اس لئے کہ ان کے ظاہر میں تضاد ہے جبکہ دونوں واقعہ کو جدا سمجھا جائے یہ بھی ممکن ہے کہ پہلا واقعہ نو جنوں کے ساتھ خاص ہو اور دوسرا واقعہ اس جن کا ہو جس نے قرآن سنا ہو بشرطیکہ سننا دو گروہ سے ہو مثال کے طور پر سُرّق کے واقعہ میں بیان کیا گیا کہ وہ ان جنوں میں سے آخری ہے جنہوں نے حضور ﷺ سے بیعت کی تو دوسرا جن مبایعت (بیعت کرنے) کے ساتھ مقید ہوگا یعنی دوسرے نے حضور ﷺ کی بیعت کی ہو۔

(۱۵۴) ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں ابراہیم نخعی ؒ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت عبداللہ کے ساتھیوں کی ایک جماعت حج کے ارادے سے نکلی جب یہ جماعت کسی راستہ سے گذری تو انہوں نے راستہ پر ایک سفید سانپ دیکھا جس سے مشک (کستوری) کی خوشبو آ رہی تھی حضرت عبداللہ کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا آپ لوگ چلیں اور میں اس سانپ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں مرگیا تو میں نے کپڑے کا ایک سفید ٹکڑا نکالا اور سانپ کو اس میں لپیٹ کر راستہ کے ایک جانب میں دفن کر دیا اور میں اپنے ساتھیوں سے جا ملا بخدا ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ مغرب کی جانب سے چار عورتیں ہمارے پاس آئیں ان میں سے ایک نے کہا تم میں سے کس نے عمرو کو دفن کیا ہم نے کہا عمرو کون ہے؟ اس عورت نے کہا تم میں سے کس نے سانپ کو دفن کیا؟ میں نے کہا میں نے دفن کیا ہے اس عورت نے کہا سنو! اللہ کی قسم تم نے ایک روزہ دار اور ایک نمازی کو دفن کیا ہے جو اللہ کے نازل کردہ احکام

کا حکم دیتا تھا اور وہ تمہارے نبی ﷺ پر ایمان رکھتا تھا اور اس نے تمہارے نبی ﷺ کے اوصاف وکمالات آسمان میں ان کی بعثت سے چار سو سال پہلے سنا تھا۔ تو ہم نے اللہ کی حمد بیان کی پھر ہم نے حج ادا کیا اور مدینہ منورہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو سانپ کے واقعہ کی اطلاع دی۔

(۱۵۵) تو حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ وہ میری بعثت (تشریف آوری) سے چار سو سال پہلے مجھ پر ایمان لایا۔

(۱۵۶) حافظ ابن حجر عسقلانی ''اصابہ'' میں فرماتے ہیں کہ اسماعیل بن ابی زیاد اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ﴾ (پ ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۲۹) پھر جبکہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں وہ جنات نو (۹) کی تعداد میں تھے ان کے نام یہ ہیں (۱) شلیط (۲) شاحر (۳) ماحر (۴) وحسا (۵) وسا (۶) غنیم (۷) الارقم (۸) الادرس (۹) حاصر۔ محض میں نے خطِ مغلطائی سے نقل کیا ہے۔

(۱۵۷) ابن ابی دنیا کہتے ہیں ہم سے محمد بن عباد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے یحییٰ بن زیاد نے اور ان سے ابو مصبح اسدی نے اور ان سے یحییٰ بن صالح وہ ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے وہ حذیفہ عدوی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حاطب بن ابی بلتعہ بن حائط جن کو حافظ قرآن کہا جاتا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کے

لئے نکلے جب مسجاء پہنچے تو دو اونٹ ان کی طرف متوجہ ہوئے پھر ان دونوں اونٹوں نے سفید چمڑے سے نرم سانپ نکالا ابو حاطب اترے اور اپنے کمان کے دستہ سے ایک گڑھا کھودا اور اسے دفن کر دیا پھر جب رات ہوئی تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی جو کہہ رہا تھا۔

یا ایها الراکب المزجی مطیته

أربع علیک سلام الوحد الصمد

اے سوار! اپنی سواری کے ہانکنے والے تم پر ایک اللہ بے نیاز کی چار مرتبہ سلامتی ہو۔

و اریت عمرا و قد ألقی کلا کله

دون العشیرة کالضر غامة الأسد

تم نے عمرو کو دفن کر دیا اس نے ایک جماعت کو بہادر شیر کے نقصان کی طرح چھوڑ دیا ہے نہ کہ خاندان کو۔

واشجع حاذر فی الجیش منزله

و فی الحیاء من الندراء فی الخلد

وہ بہت بہادر تھا اس کا مقام اپنے لشکر میں مستعد و تیار رہنا تھا اور حیاء میں باکرہ دوشیزہ کی طرح تھا۔

پھر حضرت حاطب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کی خبر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ عمرو بن جومانہ ہے جو وفد نصیبین سے تھا محسن بن جوشن

نصرانی اس سے ملا تو اسے قتل کر دیا سنو! میں نے نصیبین کو دیکھ لیا ہے تو جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسے میرے پاس لے آئے تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ اس کی نہر کو میٹھی فرما دے اور اس کے پھل عمدہ بنا دے اور اس پر رحمت کی برسات زیادہ کر دے۔

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں حافظ ابن حجر نے ''اصابہ'' میں اس عمرو کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی عمرو کے قصہ سے خبردار کیا۔

(۱۵۸) آکام کے مصنف علامہ بدرالدین شبلی فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس مکہ مکرمہ اور ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں جنوں کے بکثرت وفود آتے تھے۔

(۱۵۹) امام بخاری و امام مسلم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ اپنے چند صحابہ کو ساتھ لے کر عکاظ (مکہ مکرمہ کے قریب واقع ایک بازار کا نام ہے) بازار کی طرف تشریف لے گئے اور اس وقت شیاطین کو آسمانی خبر سے روک دیا گیا تھا اور شیطانوں پر شعلے ڈالے جاتے تھے جب شیاطین اپنی قوم کی طرف واپس لوٹے اور کہا کہ تمہارا کیا حال ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے اور ہم پر شعلے برسائے جاتے ہیں انہوں نے کہا ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان کوئی نئی چیز حائل ہوگئی ہے چنانچہ ان کی قوم نے مشرق سے مغرب تک چھان مارا تا کہ دیکھیں کہ ان کے اور آسمانی خبروں کے درمیان کونسی چیز حائل ہے راوی کہتے ہیں (وہ تلاش کرتے) تہامہ

کی طرف متوجہ ہوئے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ بازار عکاظ جاتے ہوئے مقام نخلہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب شیاطین نے قرآن کریم سنا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہی ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہے پھر جب وہاں سے اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنی قوم سے کہا اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے لہٰذا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (بخاری کتاب الاذان)

(۱۶۰) حاکم نے روایت کیا اور اسے صحیح کہا اور ابونعیم و بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں کا کون جنات کے معاملہ میں رات کو حاضر ہونا پسند کرے گا؟ جو پسند کرے وہ یہ کام کرے (میرے ساتھ چلے) تو صحابہ میں سے میرے سوا کوئی حاضر نہ ہوا چنانچہ ہم چلے جب ہم مکہ مکرمہ کی بلندی پر پہنچے تو حضور ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے میرے لئے ایک نشان کھینچ دیا پھر مجھے حکم دیا کہ تم اس نشان کے اندر بیٹھو پھر حضور ﷺ چلے اور کھڑے ہوکر قرآن کھولا تو سخت تاریکی (سیاہ فام لوگوں) نے انہیں چھپا لیا اور میرے اور حضور ﷺ کے درمیان یہ تاریکی حائل ہوگئی یہاں تک کہ میں حضور ﷺ کی آواز نہ سن سکا پھر وہ لوگ چلے گئے مثل بادل کے ٹکڑوں کے صرف ان کا ایک گروہ رہ گیا رسول اللہ ﷺ فجر کے وقت فارغ ہوئے اور چل پڑے اور میدان کی طرف نکل گئے پھر میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس گروہ نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اس گروہ نے توشہ طلب کیا

تو حضور ﷺ نے انہیں ہڈی اور لید کا توشہ دیا پھر حضور ﷺ نے ہڈی اور لید سے استنجا کرنے سے منع فرما دیا (کہ کوئی ہڈی اور لید سے استنجا نہ کرے)۔

(۱۶۱) ابن جریر اور ابو نعیم حضرت عمرو بن غیلان ثقفی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ وفدِ جن کی رات (لیلہ الجن) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں حضرت عمرو کہتے ہیں میں نے عرض کیا ان کا کیا حال تھا؟ آپ بیان فرمائیے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اصحاب صفہ میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی کھلانے کیلئے لے گیا اور میں رہ گیا مجھے کوئی نہیں لے گیا میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی اس سے حضور ﷺ نے میرے سینہ پر مارا اور فرمایا میرے ساتھ چلو چنانچہ میں اور حضور ﷺ روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ہم بقیع غرقد پہنچے تو حضور ﷺ نے اپنی چھڑی مبارک سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا اس کے اندر بیٹھ جاؤ اور میرے آنے تک یہاں سے نکلنا نہیں پھر حضور ﷺ تشریف لے گئے اور میں کھجور کے درختوں کے درمیان سے آپ کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل چھا گیا اس نے میرے اور حضور ﷺ کے درمیان جدائی و فاصلہ کر دیا میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اپنی چھڑی مبارک سے کھٹکھٹا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی پھر وہ لوگ اٹھے اور چلے گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا میرے امن دینے کے بعد اگر تم اس حلقہ سے نکلتے تو

ان جنوں میں سے کوئی جن تمہیں اچک لے جاتا کیا تم نے کوئی چیز دیکھی؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا میں نے چند سیاہ لوگوں کو دیکھا جو گرد آلود سفید کپڑوں میں تھے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ نصیبین کے جنوں کا وفد تھا انہوں نے مجھ سے سامان اور توشہ کا سوال کیا میں نے انہیں ہر قسم کی ہڈی اور لید و مینگنی کا ساز و سامان دیدیا میں (ابن مسعود) نے عرض کیا یہ انہیں کس کام آئیں گی؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ لوگ جو بھی ہڈی پائیں گے اس پر ویسے ہی گوشت پائیں گے جس دن اسے کھایا گیا تھا۔ اور جو لید' گوبر پائیں گے اس پر بھی اسی طرح وہ دانہ پائیں گے جس دن (چوپایوں کے) کھانے کے وقت موجود تھا لہٰذا تم میں سے کوئی بھی ہڈی اور لید سے استنجاء نہ کرے۔

(۱۶۲) طبرانی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی مسجد (مسجد نبوی) میں صبح کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے کون آج رات کے جنوں کے وفد میں میرے ساتھ چلے گا؟ تمام صحابہ کرام خاموش تھے کسی نے کوئی جواب نہ دیا حضور ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا پھر حضور ﷺ میرے پاس سے گذرے اور میرا ہاتھ پکڑا تو میں حضور ﷺ کے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے تمام پہاڑ ہماری نظروں سے غائب ہو گئے (مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے) جب ہم کشادہ میدان میں پہنچے تو چند لوگ تیر جیسے لمبے قد والے نظر آئے جن کے کپڑے پاؤں کے پاس سے غبار آلود تھے جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھے شدید کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ میرے پاؤں

ٹک نہیں رہے تھے پھر جب ہم ان کے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے زمین پر اپنے قدم مبارک کے انگوٹھے سے میرے لئے ایک حلقہ کھینچا اور مجھ سے فرمایا اس حلقہ کے بیچ میں بیٹھ جاؤ جب میں اس کے اندر بیٹھ گیا تو میری تمام کپکپی وخوف ختم ہوگیا اور نبی اکرم ﷺ میرے اوران کے درمیان ہوگئے اور قرآن کریم تلاوت فرمانے لگے اورطلوع فجر (صبح صادق) تک وہ لوگ بیٹھے رہے پھر حضور ﷺ اٹھے اور میرے پاس سے گذرے اور فرمایا یہ حق ہے پھر میں حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگیا ابھی ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا متوجہ ہواور دیکھو کیا تم ان میں سے کسی کو دیکھ رہے ہو میں (زبیر بن عوام) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں بہت سے سیاہ فام لوگ دیکھ رہا ہوں پھر حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین کی طرف جھکایا اور ہڈی ولید دیکھی تو اسے ان کی طرف پھینک دیا اور فرمایا یہ نصیبین کا وفد ہے جنہوں نے مجھ سے توشہ کا سوال کیا تو میں نے ہر قسم کی ہڈی اور لید دیدی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہڈی اور لید سے کسی کو استنجاء کرنا حلال نہیں ہے۔

(۱۶۳) طبرانی اور ابونعیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں لیلۃ الجن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ہم چلے یہاں تک کہ ہم مکہ مکرمہ کی بلندی پر پہنچے تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک حلقہ کھینچا اور فرمایا یہاں سے ہٹنامت پھر پہاڑوں پر چڑھ گئے میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر اتر رہے ہیں یہاں تک کہ وہ لوگ میرے اور حضور ﷺ کے درمیان حائل ہوگئے میں اسی حالت میں تھا کہ صبح روشن ہوگئی پھر حضور ﷺ تشریف لے آئے

اور فرمایا کہ مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ جن وانس مجھ پر ایمان لائیں پس انسان تو مجھ پر ایمان لے آئے اور جنوں کے متعلق بھی تم نے دیکھ لیا ہے۔

(۱۶۴) ابونعیم اور بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا حضور ﷺ نے فرمایا قبیلۂ بنو اِخوہ اور قبیلۂ بنوعم کے پندرہ جنات رات کے وقت میرے پاس آئے تو میں ان پر قرآن پڑھنے لگا پھر میں حضور ﷺ کے ساتھ اس جگہ گیا جہاں کا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا پھر حضور ﷺ نے میرے لئے ایک حلقہ کھینچا اور مجھے اس کے اندر بیٹھا دیا اور فرمایا یہاں سے نکلنا مت چنانچہ میں نے رات بسر کی حتیٰ کہ سحر ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب صبح ہوئی تو میں نے ساٹھ (۶۰) بیٹھے ہوئے اونٹ دیکھے۔

(۱۶۵) امام بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لیلۃ الجن میں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک ہم مقام حجون میں پہنچے تو میرے لئے حضور ﷺ نے ایک دائرہ کھینچا پھر حضور ﷺ جنوں کی طرف تشریف لے گئے اور حضور ﷺ کے پاس جنوں کی بھیڑ لگ گئی جنوں کے سردار نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا جس کا نام وردان تھا میں آپ کی خدمت میں جنوں سے کوچ کر کے آیا ہوں یا میں آپ کی جنوں سے حفاظت کروں گا حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ کے سوا کسی کی پناہ کی ضرورت نہیں۔

(۱۶۶) امام بیہقی ابوالملیح ھذلی (ایک روایت میں ابوالملیح ھزلی آیا

ہے) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود سے لکھ کر پوچھا کہ جنوں پر رسول اللہ ﷺ نے کہاں قرآن پڑھا؟ تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں پر حجون کی گھاٹی میں قرآن پڑھ کر سنایا۔

(۱۶۷) امام بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک راستہ میں جنوں کا ایک غول (گروہ) دیکھا اور فرمایا میں نے لیلۃ الجن میں انہیں کے مثل جنات دیکھے ان میں کے بعض بعض کی پیروی سے گریز کرتے ہیں یعنی کوئی کسی کی پیروی نہیں کرتا۔

(۱۶۸) ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح کہا اور امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے شروع سے آخر تک سورۂ رحمٰن تلاوت فرمائی اور صحابہ کرام خاموش رہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کہ تم لوگ خاموش ہو میں نے یہی سورت لیلۃ الجن میں جنوں کے سامنے پڑھی تو انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا چنانچہ جب میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝﴾ (پارہ ۲۷، سورۂ رحمٰن) پر پہنچتا تو وہ کہتے۔ اے ہمارے پرودگار! تیری نعمتوں میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو ہم جھٹلائیں اور تیرے ہی لئے تمام خوبیاں ہیں۔

(۱۶۹) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں علامہ سبکی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات پر

دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جس طرح انسانوں کے سامنے سورۂ رحمٰن کی تلاوت فرمائی اسی طرح جنوں کے سامنے بھی تلاوت فرمائی ہے تا کہ ان تک بھی پہنچ جائے اور اس معاملے میں دونوں قسم کے مخاطب برابر ہو جائیں اور یہ واقعہ جنوں کی طرف حضور ﷺ کی بعثت پر دلالت کرتا ہے یعنی حضور جن وانس دونوں کے نبی ہیں۔

(۱۷۰) بزار، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ رحمٰن کی صحابہ کرام کے سامنے تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام خاموش رہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا بات ہے کہ میں جنوں سے ان کے پروردگار کے بارے میں تم سے اچھا جواب سنتا ہوں جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝﴾ پر پہنچتا ہوں تو وہ کہتے اے ہمارے پروردگار! تیری نعمتوں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جس کو ہم جھٹلائیں تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔

(۱۷۱) ابونعیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ چلے اور میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ کھلے میدان میں پہنچے پھر حضور ﷺ نے میرے لئے ایک حلقہ کھینچا اور فرمایا میرے واپس آنے تک یہاں سے تم ہٹنا نہیں حضور ﷺ سحر کے وقت ہی تشریف لائے اور فرمایا مجھے جنوں کے پاس بھیجا گیا میں (ابن مسعود) نے عرض کیا میں یہ کیسی آواز سن رہا تھا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ جنوں کی آواز تھی جب وہ میرے پاس سے گئے تو انہوں نے مجھے سلام کیا۔

(۱۷۲) طبرانی اور ابو نعیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم فلاں فلاں جگہ گئے تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک خط ودائرہ کھینچا اور مجھ سے ارشاد فرمایا تم اس حلقہ سے باہر نہ نکلنا پھر حضور ﷺ نے جنوں کی ہیئت بیان فرمائی گویا جنات بھنبھنا (ناک میں بول) رہے ہیں جنوں کے جسم پر کپڑا نہ تھا میں نے دیکھا کہ وہ لمبے دبلے ان کے جسم پر بہت کم گوشت ہے پھر نبی کریم ﷺ انہیں قرآن پڑھ کر سنانے لگے اور جنات میرے پاس آنے لگے اور میرے گرد جمع ہوگئے جب صبح روشن ہوئی تو وہ لوگ جانے لگے۔

(۱۷۳) ابن جریر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنوں کی دعوت کی رات تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک نشان وحلقہ کھینچا پھر ان سے فرمایا اے ابن مسعود! تم اس حلقہ سے باہر مت نکلنا پھر حضور ﷺ جنوں کی طرف تشریف لے گئے اور انہیں قرآن سنانے لگے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا اے ابن مسعود! کیا تم نے کچھ دیکھا؟ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے شدید بھنبھنانا سنا حضور ﷺ نے فرمایا جنات اپنے مقتول کے معاملے میں آپس میں مشورہ کررہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ اس قتال کے متعلق میرے پاس جمع ہوئے تھے جوان کے درمیان ہوا تھا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمایا اور

انہوں نے حضور ﷺ سے توشہ کا سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا ہر قسم کی ہڈی جس کا گوشت کھالیا گیا ہو اور ہر قسم کی نرم و نازک لید تمہارا توشہ ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ لوگوں نے ہمارے لئے اس کو پھینک دیا ہے تو حضور ﷺ نے ان دونوں میں سے ہر ایک سے استنجاء کرنے سے منع فرمادیا۔

(۱۷۴) طبرانی ''اوسط'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قبیلۂ بنو اِخوہ اور قبیلۂ بنوعم کے جنوں کے پندرہ افراد رات کو میرے پاس حاضر ہوئے تو میں نے انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔

ابلیس کے پڑپوتے ہامہ مسلمان کا واقعہ:۔

(۱۷۵) عقیلی ''ضعفاء'' میں اور ابو نعیم وامام بیہقی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ پہاڑ پر بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے ہاتھ میں عصا لئے آیا اور نبی ﷺ کو سلام عرض کیا حضور ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا جن نے اس بوڑھے کو ڈھانپ لیا اور حضور ﷺ نے اس بوڑھے سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ہامہ بن اہیم بن اقیس بن ابلیس ہوں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فاصلہ ہے تجھ پر کتنا زمانہ آچکا اس نے کہا میری دنیا کی زندگی صرف تھوڑی سی ہی باقی ہے جس رات کو قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس وقت میں چند سال کا بچہ تھا بات سمجھ لیتا تھا ٹیلوں کو پھلانگتا اور کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کا حکم دیتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا جدائی اور قطع رحمی کرنے والے بوڑھے اور سستی و کاہلی کرنے والے جوان کا کام بہت برا ہے اس نے کہا آپ مجھے معاف فرمادیں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں میں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی مسجد میں ان کی قوم میں سے ان پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ہوتا تو میں ہمیشہ ان کو اپنی قوم کی دعوت پر سخت سست کہا کرتا تھا حتیٰ کہ وہ خود بھی رو پڑتے اور مجھے بھی رلا دیتے ایک مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام فرمایا اگر میں تمہاری بات مان لوں تو یقیناً شرمندگی اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں میں نے کہا اے نوح! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو قابیل بن آدم کے سعادت مند شہید کے خون کرنے میں شریک تھے تو کیا آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں میری توبہ کی قبولیت پاتے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے ہامہ! بھلائی کا ارادہ کر لے اور حسرت و شرمندگی سے پہلے بھلائی کر کہ اللہ تعالیٰ نے جو کلام مجھ پر نازل فرمایا ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے لہٰذا تم اٹھو اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو (ہامہ کہتے ہیں) میں نے اسی وقت وہ کام کیا جس کا مجھے حضرت نوح علیہ السلام نے حکم دیا پھر حضرت نوح علیہ السلام نے مجھے پکارا کہ اپنا سر اٹھاؤ تیری توبہ آسمان سے نازل ہو چکی ہے۔ پھر میں ایک سال تک اللہ کے لئے سجدہ میں پڑا رہا اور میں حضرت ھود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں تھا جس وقت وہ اپنی مومن قوم کے ساتھ مسجد میں تھے اور میں ان کو بھی ہمیشہ اپنی قوم کی دعوت دینے پر عتاب کرتا رہا یہاں تک وہ اپنی قوم پر رونے لگے اور مجھے بھی رلایا اور میں نے

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی زیارت کی تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ امانتداری کے عہدہ پر فائز تھا اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے بھی وادیوں میں ملاقات کرتا رہا ہوں اور اب بھی ان سے ملاقات کرتا رہتا ہوں اور میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ہے اور انہوں نے مجھے تورات شریف سکھائی اور فرمایا اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے ملاقات کرو تو ان سے میرا اسلام کہنا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے ملاقات کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچا دیا اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اگر تم حضرت محمد ﷺ سے ملو تو ان سے میرا اسلام عرض کرنا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور رونے لگے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اور عیسیٰ پر بھی رہتی دنیا تک سلامتی ہو اور اس امانت پہنچانے کی وجہ سے تم پر بھی سلامتی ہو ہامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ بھی میرے ساتھ وہی معاملہ فرمائیں جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے میرے ساتھ معاملہ فرمایا کہ انہوں نے مجھے تورات شریف سکھائی تو رسول اللہ ﷺ نے ہامہ کو سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ النباء، سورۂ تکویر اور سورۂ فلق و ناس اور سورۂ اخلاص سکھائیں اور ارشاد فرمایا اے ہامہ! تم اپنی ضرورت ہم سے بیان کرو اور ہم سے ملاقات کرنا ترک نہ کرو (ہم سے ملاقات کرتے رہو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو ہمیں ہامہ کی خبر نہیں اور یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ زندہ ہے یا انتقال کر گیا۔

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بھی وارد ہے جس کو عبد اللہ بن احمد نے ''زوائد الزھد'' میں اور عقیلی ''ضعفاء'' میں اور شیرازی نے

""الالقاب"" میں اور ابونعیم ""دلائل النبوۃ"" میں اور ابن مردویہ نے تخریج اور روایت کی ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں بھی وارد ہے جس کو فاکہی نے ""کتاب مکہ"" میں نقل کی ہے اور اس حدیث کی متعدد سندیں ہیں جس کی وجہ سے یہ حدیث حسن کے درجہ میں پہنچ گئی ہے۔

ہامہ جنتی ہے:۔

(۱۷۶) ابوعلی بن اشعث ""سنن"" میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہامہ بن اہیم بن اقیس بن ابلیس جنت میں ہے۔

(۱۷۷) علامہ ابن جوزی ""صفۃ الصفوۃ"" میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں قوم عاد کے علاقہ کے کسی جانب میں تھا کہ میں نے کندہ (کھدائی کئے ہوئے) پتھر کا ایک غار دیکھا جس کے درمیان میں ایک پتھر کا محل تھا جس میں جنات رہتے تھے جب میں اس میں داخل ہوا تو اس میں ایک بہت ہیکل جسم کا بوڑھا آدمی تھا جو کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے اوپر ایک اونی جبہ تھا جس میں تازگی تھی مجھے اس کے موٹاپے سے اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا اس کے جبہ کی تازگی سے تعجب ہوا میں نے اس کو سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور کہا اے سہل! جسم کپڑوں کو پرانا نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بدبو اور حرام کھانے کپڑوں کو پرانا کردیتے ہیں یہ جبہ میرے جسم پر سات سو سال سے ہے اس جبہ میں میں نے حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما

السلام سے ملاقات کی اور ان پر ایمان لایا (سہل کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان حضرات میں سے ہوں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ ۝﴾ (پ ۲۹، سورۂ جن، آیت ۱) تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا۔

(۱۷۸) ابن حبان اپنی ""تاریخ"" میں سند حسن کے ساتھ عطاء بن یسار کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کے ایک صحابی رسول نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو جنات کے پاس بھیجا اور اس سے فرمایا تین دن زور سے اونٹ ہانکو یہاں تک کہ جب تم سورج نہ دیکھو تو اونٹ کو چارہ دو اور خود بھی شکم سیر ہو جاؤ پھر تین دن زوردار طریقہ سے اونٹ ہانکو حتیٰ کہ تم ہلاک ہونے والی نوجوان عورتوں اور میلے کپڑے والوں اور چپٹی ناک والی عورتوں تک پہنچ جاؤ تو کہو اے بنو اشقع کے دلیرو! مجھے تمہاری طرف معلومات کے لئے بھیجا گیا ہے اور تم ان کی بہادری سے خوف نہ کرنا۔

(۱۷۹) علامہ سبکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:۔

سوال:۔ اگر تم پوچھو کیا آپ کہتے ہیں کہ جنات اصل ایمان یا ہر بات میں شریعت محمدیہ کے مکلف ہیں۔ کیوں کہ جب یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ جنوں کی طرف اسی طرح بھیجے گئے ہیں جس طرح انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ان کی دعوت و شریعت عامہ ہے لہٰذا تمام وہ احکام جن کے اسباب جنوں میں پائے جاتے ہیں وہ اب ان پر لازم ہوں گے الاَّ (مگر) یہ کہ بعض احکام جن کی تخصیص پر دلیل قائم

ہو جائے تو وہ ان سے معاف ہوں گے؟۔

جواب:۔ ہم کہتے ہیں کہ جنوں پر نماز اور زکوٰۃ واجب ہے بشرطیکہ وہ مالکِ نصاب ہوں اور زکوٰۃ کے وجوب کی دیگر شرطوں کے حامل ہوں اور حج بیت اللہ اور رمضان کا روزہ اور اس کے سوا جو کچھ واجبات سے ہیں سب ان پر واجب ہیں اور ہر وہ چیز جو شرع میں حرام ہے وہ ان پر حرام ہے بخلاف فرشتوں کے کہ ان پر یہ سب امور واجب نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سب احکام جنوں کے حق میں لازم ہیں جب کہا جائے کہ رسالت ان کے لئے بھی عام ہے بلکہ ان کو شامل ہے اور رسالت کسی خاص چیز میں بھی شامل ہو سکتی ہے۔

سوال:۔ اگر تم سوال کرو کہ یہ تمام احکام جنوں پر اسی طرح لازم ہیں جس طرح انسانوں پر لازم ہیں تو وہ سب کے سب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں احکام شرع کی تعلیم کے لئے حاضر ہوتے جبکہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے حاضر نہ ہوئے۔

جواب:۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں جنوں کے نہ جانے اور جمع نہ ہونے اور حاضر نہ ہونے اور حضور ﷺ کا کلام نہ سننے کی روایت نہ ہونے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا بلکہ ممکن ہے کہ مسلمانوں نے جنوں کو نہ دیکھا اور حضور ﷺ نے انہیں دیکھ لیا اور صحابہ نے انہیں نہ دیکھا ہو بہت سی حدیثوں میں اسلاف سے روایت ہے کہ جنوں کی ایک جماعت ان کے سامنے قرآن کی تلاوت کرتی تھی اور علم حاصل کرتی تھی یہی جنوں کے حق میں تمام احکام کے لزوم کی دلیل ہے تمام احکام کے لزوم کی شرط حصول علم ہے لہٰذا اس شریعت مطہرہ کا ہر وہ حکم جو ان کے علم کے ساتھ متصل ہے وہ ان پر

لازم ہے اور جو حکم ان کے علم سے متصل نہیں وہ ان پر لازم نہیں انسانوں کی طرح اور اسی طرح علامہ سبکی بھی فرماتے ہیں۔

(۱۸۰) ابن مفلح حنبلی ''کتاب الفروع'' میں فرماتے ہیں جنات تمام احکام میں مکلّف (پابند شرع) ہیں ان کے کفار جہنم میں داخل ہوں گے اور مؤمن جنات جنت میں داخل ہوں گے اس لئے کہ وہ چوپایوں کی طرح مٹی نہیں ہوجاتے ہیں اور ان کا ثواب جہنم سے نجات ہے اور حقیقتِ امر یہ ہے کہ جنات انسانوں کی طرح اپنے ثواب کے مطابق جنت میں ہوں گے اس میں ان کا اختلاف ہے جنہوں نے یہ کہا کہ جنات جنت میں نہ کھائیں گے نہ پیئں گے یا یہ کہ وہ ریاض الجنہ (جنت کے کسی باغ) میں ہوں گے اور حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے کہ ''نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے'' یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ سے پہلے کوئی نبی جنوں کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ جنوں میں سے کوئی پیغمبر ہے جس کو قاضی اور ابن عقیل وغیرہما نے بیان کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ﴾ (پ۸، سورۃ انعام، آیت ۱۳۰) اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہیں آئے تھے۔ کا جواب دیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے ﴿یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ O﴾ (پ۲۷، سورۃ رحمٰن، آیت ۲۲) ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے۔ جبکہ وہ ان دونوں میں سے ایک سے نکلتا ہے۔

اور آیت کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں (۱) پہلا قول یہ ہے کہ جنوں میں

رسل ہیں یہ ضحاک وغیرہ کا قول ہے ابن جوزی کہتے ہیں یہ بالکل واضح قول ہے اور ابن حامد نے اپنی کتاب میں کہا کہ جنات مکلف ہونے اور عبادت میں انسانوں کی طرح ہیں اور کہا کہ علماء کا مذہب یہ ہے کہ فرشتے مکلف ہونے اور وعد و وعید سے خارج ہیں اور حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں بیان کیا کہ جماعت اور جمعہ ملائکہ اور مسلمان جنوں سے قائم ہوتے ہیں اور جنات موجود ہیں اور نبوت سے سرفراز ہیں یا نبوت کے مقر (اقرار کرنے والے) ہیں اور ابی البقاء سے مروی ہے کہ ہمارے اصحاب سے بھی اسی طرح منقول ہے حکیم اور ابی البقاء کہتے ہیں کہ جمعہ میں حاضر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ ان پر واجب ہے جیسا کہ ابن حامد کے کلام سے ظاہر ہے کیوں کہ علماء کا ایک مذہب یہ ہے کہ جماعت یا جمعہ چند قسم کے آدمیوں پر لازم نہیں مثلاً مسافر اور بچے لہٰذا اس مقام میں ہی اولیٰ ہے اور ابن تیمیہ نے کہا کہ جنات حد و حقیقت میں انسانوں کی طرح نہیں ہیں لہٰذا انسانوں کو جس بات کا حکم دیا گیا اور جس بات سے منع کیا گیا ہے حد و حقیقت میں جنات انسانوں کے برابر نہیں ہو سکتے البتہ جنات امر (جس کا حکم ہوا) و نہی (جن سے منع کیا گیا) اور حلال و حرام کے معاملہ میں مکلف ہونے میں بلا اختلاف انسانوں کے ساتھ شریک ہیں جو تمام علماء کے مابین مشہور ہے اور یہ بات جنوں کے شادی بیاہ وغیرہ پر بھی دلالت کرتی ہے اور ہمارے اصحاب کا کلام اسی کی صراحت کرتا ہے اور ''مغنی'' وغیرہ میں ہے کہ جنوں کے لئے وصیت کرنا درست نہیں اس لئے کہ مالک بنانے سے جن مالک نہیں ہوتے جس طرح ہبہ (تحفہ) کرنے سے وہ اس کے مالک نہیں ہوتے لہٰذا ملکیت کی نفی سے صحبت کی نفی

بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ صحبت تملیک کا مقابل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا ۝﴾ (پ۱۴، سورۂ نحل، آیت ۷۲) تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں۔ اور فرماتا ہے ﴿وَ مِنْ اٰيَاتِهٖ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا إِلَيْهَا﴾ (پ۲۱، سورۂ روم، آیت ۲۱) اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے آرام پاؤ۔

جنوں کا نکاح جنت میں ہوگا:۔

(۱۸۱) ہمارے اصحاب نے یہ مفہوم کفوء (برابری) کی شرطوں میں بیان کیا ہے لہٰذا اس مقام پر بہتر و اولیٰ یہی ہے اور متأخرینِ احناف میں ایک کے سوا سب نے اور بعض شوافع نے بھی جنوں کے نکاح سے منع کیا ہے اور بعض شوافع جن میں سے ابن یونس ہیں انہوں نے ''شرح وجیز'' میں جنوں سے نکاح کو جائز قرار دیا جبکہ مجھے احادیث مبارکہ میں کہیں نہیں ملا کہ جنات جنت میں نکاح بھی کریں گے البتہ جنوں کے جنت میں داخل ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا گیا ہے ﴿لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ۝﴾ (پ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۵۶) ان سے پہلے ان کو کسی آدمی اور جن نے نہ چھوا۔ اگر جنات جنت میں داخل ہوں تو بالکل ظاہر بات ہے کہ جنوں کے مرد بھی آدمیوں کی طرح نکاح کریں گے لیکن آدمی جس طرح حور عین سے نکاح کریں گے اسی طرح اپنی ہم جنس عورتوں (انسان عورتوں) سے بھی نکاح کریں گے اور اسی طرح مؤمن جنات حور عین اور جنیہ عورتوں

سے ظاہر حدیث کے مطابق نکاح کریں گے اس لئے کہ جنت میں کوئی عورت بغیر شوہر کے نہ ہوگی لیکن جنت میں جنوں کا انسان عورتوں سے اور انسانوں کا جنات عورتوں سے نکاح کرنا محل نظر (غور وفکر کی جگہ) ہے۔ اور اگر دنیا میں جنات عورتوں کا نکاح درست ہوگا تو انسان عورتوں کی طرح حقوق زوجیت بھی ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ احکام شرع سے یہی ظاہر ہے البتہ کسی دلیل سے کوئی حکم خاص ہو تو یہ اور بات ہے۔

پہلے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جنوں کا نکاح انسان عورتوں سے ایسا ہی ہے جیسے انسان مرد کا نکاح جنات عورت سے ہے جبکہ اس مقام میں ان کے نکاح کے جائز نہ ہونے کا حتمی بیان پہلے ہو چکا ہے اگرچہ انسانوں کی عظمت و شرافت کی وجہ سے اس کے برعکس (انسان مرد کا نکاح جنات عورت سے) جائز ہو لیکن یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ جنوں میں انسانی شرافت نہ ہونا نکاح کے عدم جواز میں مؤثر ہے البتہ اس احتمال کے برعکس میں جواز کا احتمال ہے اس لئے کہ جنات مالک ہوتا ہے لہٰذا جنات کو انسان عورت کا مالک بنانا درست ہے یہ بھی ممکن ہے کہ کہا جائے ظاہر کلام وہی ہے کہ جنوں کے نکاح کو نا جائز نہ کہا جائے۔

جنوں کے لئے وصیت کرنا نکاح کے صحت و جواز کی دلیل ہے جبکہ ھبہ کے متعلق کوئی نص و دلیل نہیں ہے کہ جس سے وصیت کی صحت کا اعتبار کیا جائے اور شاید یہی بہتر ہے اس لئے کہ جب مسلمان کا ایک کافر حربی کو مالک بنانا درست ہے تو مسلمان جن کو مالک بنانا بدرجہ اولی درست ہے اور کافر جنات حربی کے مثل ہیں اور اس کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں اور خرید و فروخت کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ مالک

بنانے سے مالک ہو جائے ورنہ درست نہیں لیکن بعض جنوں کا بعض جنوں کو کسی چیز کا مالک بنانا تو درست ہے اور جب جنوں کا آپس میں معاملہ و نکاح کرنا درست ہے تو شرعی طریقہ پر اس کی صحت کی شرط کا ہونا ضروری ہے اور شرعی طریقہ پر اس کا منقطع ہونا اور ان کی باتوں کا قبول کرنا کہ جو کچھ ان کے ہاتھ میں ہے وہ ان کی ملکیت ہے اور شرعی طریقہ پر وراثت جاری ہونا اور پہلے ابن حامد اور ابوالبقاء کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنوں کی نماز کی درستگی میں انہیں چیزوں کا اعتبار کیا جائیگا جن باتوں کا آدمی کی نماز کی صحت کا اعتبار کیا جاتا ہے اور ابن حامد کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنات زکوٰۃ کے معاملے میں انسان کی طرح ہیں اور جب بعض احکام میں جنوں کا شمول بطور اجماع ثابت ہو چکا ہے مثلاً آیتِ وضو اور آیتِ نماز تو دوسرے احکام میں کیا فرق ہے لہٰذا جنات روزہ اور حج میں بھی انسان کی طرح ہیں۔

جن و انس کی آپس میں ظلم و زیادتی حرام ہے:۔

ابن حامد وغیرہ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کا جنوں پر اور جنوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنا حرام ہے جیسا کہ دلیلوں سے یہی ظاہر ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے **یا عبادی إنی حرمت الظلم علی نفسی و جعلته بینکم محرما فلا تظالموا** (الترغیب والترهیب ص ۴۷۵، ج ۲) اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر بھی حرام فرمایا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام فرمایا لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ جو شخص ظلم و زیادتی کرے تو حتی المقدور اسے

زجروتوبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) اور تنبیہ کرنا بھی لازم ہے۔

آسیبی جنات کو بھگانے کا طریقہ:۔

ہمارے شیخ کے پاس جب کوئی مرگی کا مریض آتا تو وہ اس کو اس کی مرگی کا واقعہ سناتے اور امر و نہی فرماتے یعنی جن باتوں کا حکم ہے اسے کرنے کا حکم دیتے اور جن سے منع کیا گیا ہے ان سے منع فرماتے اگر وہ باز آجاتا اور مرگی کی بیماری کو جدا کردیتا تو اس سے عہد و پیمان لیتے کہ اب وہ دوبارہ نہیں آئے گا اور اگر وہ مرگی کی بیماری کو نہ چھوڑتا تو اسے مارتے یہاں تک کہ وہ اس سے الگ ہوجاتا بظاہر مار تو مرگی کے مریض کو پڑتی لیکن حقیقت میں مرگی کے مرض لاحق کرنے والے (جن) پر پڑتی اسی وجہ سے تو وہ دکھی ہوتا اور چیختا چلاتا ہے اور جب مرگی کے مریض سے اس کے اچھے ہونے کے بعد مار کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اسے اس کے متعلق کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ جب تمام لوگ تمام شرعی امور میں شامل ہیں تو تمام احکامات اس کے اوپر نافذ ہوں گے مگر یہ کہ کوئی مانع چیز اس سے منع کرے لیکن اس کا نہ ہونا اصل ہے لہٰذا اس بات کے دعویٰ کرنے والے پر دلیل پیش کرنا لازم ہے۔

حضرت امام الحرمین ابوالمعالی فرماتے ہیں کہ تنہائی میں فرشتوں اور جنوں سے شرمگاہ چھپانے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور ظاہر کلام یہ ہے کہ جنوں سے ستر کا چھپانا واجب ہے کیوں کہ وہ اجنبی و مکلّف ہیں اور یہ حکم اس وقت ہے جب جنوں کی موجودگی کا بظاہر علم ہو اور کسی مردہ انسان کو جنات کے غسل کرادینے سے غسل کی فرضیت ادا ہوجاتی ہے کیونکہ جنات مکلّف ہیں اور اسی طرح اس کے مثل تمام مسائل ادا ہوجائیں

گے اور فرض کفایہ بھی ادا ہوجائے گا البتہ جنوں کی اذان انسانوں کے لئے کافی نہ ہوگی اور اگر ان کے اذان دینے کے متعلق سچی خبر ہو تو ان کی اذان بھی قابل قبول ہوگی اور جنوں کا ذبیحہ کھانا بھی حلال ہے کیونکہ کوئی چیز مانع نہیں ہے اور وہ حدیث کہ جس میں فرمایا کہ فلاں مرد کے کان میں شیطان نے پیشاب کیا اور جب بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع نہ کرنے والا بسم اللہ پڑھتا ہے تو جو کچھ شیطان کھالیتا ہے وہ اسے قے کردیتا ہے یہ دونوں حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ شیاطین کے پیشاب اور قئے پاک ہوتے ہیں حالانکہ یہ تعجب خیز اور عیب کی بات ہے یہ آخری کلام ہے جس کو صاحب فروع نے بیان کیا۔

جنوں کے عقائد وعبادت کا بیان

جنات، مسلمان و کافر بھی ہوتے ہیں:۔

(۱۸۲) عبد بن حمید اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝﴾ (پ ۲۹، سورۂ جن، آیت ۱۱) ہم کئی راہیں پھٹے ہیں (مختلف فرقے ہیں)۔ کی تفسیر میں حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جنات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مسلمان (۲) کافر

(۱۸۳) حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت ہے فرماتے ہیں جنوں کے بھی مختلف گمراہ فرقے ہیں۔

(۱۸۴) امام احمد ''ناسخ ومنسوخ'' میں اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں

سدی سے روایت کرتے ہیں سدی کہتے ہیں کہ جنوں میں بھی قدریہ، مرجیہ، رافضی اور شیعہ فرقے ہوتے ہیں۔

(۱۸۵) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ ابونصر شعرانی ''الابانۃ'' میں حماد بن شعیب سے اور وہ ایک ایسے شخص سے روایت کرتے ہیں جو جنوں سے کلام کرتے تھے جنوں نے کہا کہ ہم پر سنت کا پیروکار زیادہ بھاری ہے۔

(۱۸۶) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھ سے محمد بن الحسین اور ان سے عبدالرحمٰن بن عمرو باہلی حدیث بیان کرتے ہیں عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے سری بن اسماعیل کو یزید رقاشی سے بیان کرتے سنا کہ صفوان بن محرز مازنی جب رات میں نماز تہجد کے لئے اٹھتے تو ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے والے جنات بھی اٹھتے اور ان کے ساتھ جنات بھی نماز پڑھتے اور ان کی تلاوتِ قرآن کو سنتے سری کہتے ہیں میں نے یزید سے پوچھا کہ صفوان کو اس بات کا علم کیسے ہوا؟ یزید رقاشی نے جواب دیا کہ جب صفوان چیخ وپکار کی آواز سنتے تو گھبرا جاتے تو صفوان کو آواز دی جاتی کہ اے اللہ کے بندے! گھبراؤ مت کیونکہ ہم تمہارے بھائی ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ نماز تہجد کے لئے اٹھتے ہیں اور تمہارے ساتھ ہم بھی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد ان کی اس حرکت کی وجہ ان کی وحشت ختم ہوجاتی اور امان ہوجاتا۔

(۱۸۷) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ بزار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مـــن صلی منکم من اللیل فلیجهر بقرأته فإن الملائكة تصلی بصلاته و

تسمع لقرأته و إن مؤمنی الجن الذين يكونون فی الهواء و جيرانه معه فی مسكنه يصلون بصلاته و يسمعون قرأته و إنه يطرد بجهره بقرأته عن داره و عن الدور التی حوله فساق الجن و مردة الشياطين تم میں سے جو شخص رات میں نماز (تہجد) پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ بلند آواز سے قرأت کرے کیونکہ فرشتے بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں اور وہ مسلمان جن جو فضاء میں ہوتے ہیں یا اس کے پڑوس میں اس کے ساتھ اس کے گھر میں ہوتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں اور اس شخص کا بلند آواز سے قرأت کرنا اس کے اپنے گھر اور اس کے گردونواح کے گھروں سے شریر جنوں اور سرکش شیاطین کو بھگا دیتا ہے۔

سوال:۔ (۱۸۸) ابن صلاح سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا ہے کہ شیطان اور اس کا گروہ قرآن کریم کی تلاوت کرسکتا ہے اور نماز بھی پڑھ سکتا ہے؟۔

جواب:۔ ابن صلاح نے جواب دیا کہ ظاہری روایت سے وقوع کے اعتبار سے شیاطین کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کی نفی ہوتی ہے اور اسی سے ان کے نماز پڑھنے کی بھی نفی ثابت ہوتی ہے کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت نماز کا جزو و رکن ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ فرشتوں کے لئے تلاوت قرآن مجید کی فضیلت نہیں عطا کی گئی ہے جبکہ فرشتے انسانوں سے قرآن کے سننے پر حریص ہیں بے شک قرآن کریم کی تلاوت کرنا بہت عظیم شرف ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اعزاز واکرام فرمایا

ہے البتہ مسلمان جنوں کے متعلق ہمیں خبر پہنچی ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

(۱۸۹) حضرت سفیان ثوری اپنی ''تفسیر'' میں اسماعیل بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جنوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ہم آپ کی مسجد (مسجد نبوی) میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کیسے حاضر ہوں حالانکہ ہم آپ سے دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہیں؟۔ (آپ کے قریب نہیں رہتے ہیں)

اس سوال کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَ أَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰهِ أَحَدًا﴾ (پ۲۹، سورۂ جن، آیت ۱۸) بے شک مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں لہٰذا تم اللہ کا کسی کو شریک نہ کرو۔

سانپ کی شکل میں عمرہ کرنے والا جن:

(۱۹۰) ابن ابی الدنیا حلیح کی سند سے حضرت ابوزبیر سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان بیت اللہ شریف کے قریب بیٹھے تھے کہ اچانک ایک سانپ عراقی دروازہ سے داخل ہوا اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا (پورے سات پھیرے) پھر حجر اسود کے پاس آیا اور اس کو بوسہ دیا پھر عبداللہ بن صفوان نے اسے دیکھ کر فرمایا اے جنات! اب تو نے اپنا عمرہ ادا کرلیا ہے اور ہمارے بچے تم سے ڈر رہے ہیں لہٰذا اب تم واپس چلے جاؤ چنانچہ جدھر سے وہ آیا تھا وہیں سے واپس چلا گیا۔

(۱۹۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ ''تاریخ مکہ'' میں ازرقی حضرت طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک پتھر پر بیٹھے تھے کہ سایہ سمٹ گیا (سورج غروب ہوگیا) اور مجلس برخواست ہوگئی اتنے میں ہم نے اچانک دیکھا کہ مقام بریق سے بنی شیبہ نامی دروازہ سے ایک روشن سانپ (نر اژدھا) آیا تو سب لوگ اسے دیکھنے لگے اس نے بیت اللہ شریف کا سات چکر طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت (نماز طواف) ادا کی ہم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا اے عمرہ کرنے والے! اللہ تعالیٰ نے تمہارا عمرہ پورا کرادیا ہے اور سنو ہمارے اس علاقہ میں غلام اور ناسمجھ لوگ بھی ہیں ہم ان کی طرف سے تم پر خوف کھاتے ہیں چنانچہ اس نے اپنے سر کے بل بطحاء کی چوٹی پر چھلانگ ماری اور اپنی دم بطحاء کی چوٹی پر رکھ دی پھر وہ آسمان کی طرف بلند ہوگیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

(۱۹۲) ازرقی ابوطفیل سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا زمانہ جاہلیت میں ایک جن عورت جو وادی ذی طویٰ میں رہتی تھی اور اس کا ایک ہی بیٹا تھا اس کے علاوہ اس کی کوئی اور اولاد نہ تھی وہ عورت اپنے اس بیٹے سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی اور یہ لڑکا اپنی قوم میں شریف تھا اس نے شادی کی اور اپنی بیوی کے پاس آیا جب سات دن گزر گئے تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں! میری خواہش ہے کہ میں کعبہ شریف کا سات مرتبہ دن میں طواف کروں تو اس کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹے میں تمہارے بارے میں قریش کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتی ہوں لڑکے نے کہا

مجھے امید ہے کہ میں صحیح سلامت واپس آجاؤں گا تو اس کی ماں نے اسے اجازت دیدی چنانچہ سفید سانپ کی شکل اختیار کر کے بیت اللہ شریف کی طرف چلا اور بیت اللہ کا سات چکر طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی پھر واپس آنے لگا تو قبیلۂ بنو سہم کا ایک نوجوان اس کے پاس آیا اور اسے قتل کر دیا تو مکہ میں جنگ چھڑ گئی یہاں تک پہاڑ بھی دکھائی نہیں دیتے تھے حضرت ابو طفیل کہتے ہیں کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ یہ غیرت کی جنگ کسی شان و شوکت والے جن ہی کی موت پر چھڑتی ہے جب صبح ہوئی تو قبیلۂ بنو سہم کے بہت سے لوگ اپنے اپنے بستروں پر جنوں کے ہاتھ مرے پڑے تھے اس جنگ میں اس جوان کے علاوہ ستر (۷۰) بوڑھے گنجے (جن بصورت سانپ) بھی کام آئے تھے۔ (جنگ میں حصہ لیا)

(۱۹۳) ابو نعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ مسجد حرام میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود تھے کہ ایک سفید اور سیاہ چمکدار رنگ کا سانپ آیا اور بیت اللہ شریف کا سات چکر طواف کیا پھر مقام ابراہیم کے پاس آیا گویا وہ نماز ادا کر رہا تھا تو حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے سانپ! شاید تم نے عمرہ کے ارکان پورے کر لئے ہیں اور اب میں تمہارے بارے میں یہاں کے ناسمجھ لوگوں سے ڈرتا ہوں (کہیں تمہیں وہ مار نہ ڈالیں لہٰذا تم یہاں سے جلدی چلے جاؤ) چنانچہ وہ گھوما اور آسمان کی طرف اڑ گیا۔

ہر شب جمعہ جنات حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آتے ہیں:۔

(۱۹۴) امام دینوری ''المجالسۃ'' میں حضرت ابن عمران نمار سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں ایک دن نماز فجر سے پہلے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس (میں شرکت) کے لئے گیا تو دیکھا کہ مسجد کا دروازہ بند ہے اور ایک شخص دعا مانگ رہا ہے اور ساری قوم اس کی دعا پر آمین کہہ رہی ہے میں (دروازے) پر بیٹھ گیا یہاں تک مؤذن آیا اور اس نے اذان دی پھر اس نے مسجد کا دروازہ کھولا اور میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت خواجہ حسن بصری اکیلے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا رخ قبلہ کی طرف تھا میں نے عرض کیا میں فجر سے پہلے حاضر ہوا تھا اس وقت آپ دعا مانگ رہے تھے اور سب لوگ آپ کی دعا پر آمین کہہ رہے تھے پھر جب میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ کے علاوہ کوئی نظر نہیں آیا تو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ نصیبین کے جنات تھے یہ لوگ میرے پاس ہر شب جمعہ ختم قرآن کے لئے آتے ہیں پھر واپس چلے جاتے ہیں۔

جنوں کے نماز پڑھنے کی جگہ:۔

(۱۹۵) ابن اثیر ''نہایہ'' میں فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے **لاتحدثوا فی القرع فإنه مصلی الخافین** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم لوگ گھاس پر قضائے حاجت نہ کرو اس لئے کہ یہ جنوں کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

القرع:۔ کے معنی قرع اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں صرف گھاس ہو اس کے علاوہ کوئی اور نبات (پودہ) نہ ہو۔

الخافون:۔ خافون جنوں کو کہتے ہیں۔

جن قرآن بھول جاتے تو حضور ﷺ سے آکر معلوم کرتے:۔

(۱۹۶) خطیب بغدادی مالک کی روایت میں حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جارہے تھے کہ اچانک ایک بہت بڑا (نر) اژدھا سامنے آیا اور اس نے اپنا سر نبی ﷺ کے کان مبارک پر رکھ دیا اور نبی کریم ﷺ نے اپنا منہ مبارک اس کے کان پر رکھ دیا اور اس سے سرگوشی فرمائی پھر ایسا لگا کہ زمین نے اسے نگل لیا ہو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ ہم آپ کے بارے میں ڈر گئے تھے حضور ﷺ نے فرمایا یہ جنوں کے وفد کا قاصد تھا جنات قرآن کی ایک سورت بھول گئے تھے تو جنوں نے اسے میری طرف بھیجا چنانچہ میں نے اسے قرآن کریم کی وہ سورت بتادی۔

لیموں والے گھر میں جن نہیں آتے:۔

(۱۹۷) ترجمہ القاضی الخلعی یعنی قاضی علی بن حسن خلعی کی سوانح میں ہے کہ جنات ان کے پاس آتے رہتے تھے ایک مرتبہ عرصہ دراز تک نہیں آئے تو قاضی صاحب نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو جنوں نے بتایا کہ آپ کے گھر میں لیموں تھا اور ہم ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں لیموں ہوتا ہے۔

جن بھی صالحین کی حفاظت کرتے ہیں:

(۱۹۸) امام احمد اور امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب خیبر سے چلے تو دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا اور ایک دوسرے شخص نے ان

دونوں کا پیچھا کیا جو کہہ رہا تھا تم دونوں واپس ہو جاؤ واپس ہو جاؤ یہاں تک کہ اس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور ان دونوں کو واپس لوٹا دیا پھر وہ پہلے آدمی سے جاملا اور ان سے کہا یہ دونوں شیطان ہیں اور میں ان دونوں کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ میں نے ان دونوں کو تم سے واپس لوٹا دیا جب تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو تو ان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور عرض کرنا ہم صدقات جمع کر رہے ہیں جیسے ہی جمع ہو گیا ہم حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں گے جب وہ صاحب مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ سے عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد سے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمادیا۔

ایک جن کی ایک محدث سے ملاقات کا واقعہ:۔

(۱۹۹) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں ہم سے ابوادریس نے ان سے ان کے والد نے اور وہ وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت وہب اور حضرت حسن بصری (علیہم الرحمہ) ہر سال حج کے زمانہ میں مسجد خیف میں ملا کرتے تھے ایک رات جب کہ لوگوں کی بھیڑ کم ہو چکی تھی اور اکثر سو چکے تھے تو ان دونوں حضرات کے ساتھ کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے ایک دن یہ دونوں اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک ایک چھوٹا سا پرندہ سامنے آیا یہاں تک کہ حضرت وہب کی ایک جانب حلقہ میں بیٹھ گیا اور سلام کیا تو حضرت وہب نے اس کے سلام کا جواب دیا اور انہوں نے جان لیا کہ وہ جنات ہے پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے گفتگو کرتے ہوئے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک مسلمان جن ہوں پھر

پوچھا تمہیں کیا کام ہے؟ اس نے کہا کیا آپ یہ نہیں پسند کرتے کہ ہم آپ کی مجلس میں بیٹھیں اور آپ سے علم حاصل کریں۔ ہم میں آپ سے روایت کرنے والے بہت سے حضرات ہیں ہم لوگ آپ لوگوں کے ساتھ بہت سے کاموں میں شریک ہوتے ہیں مثلاً نماز' جہاد' بیماروں کی عیادت' نماز جنازہ اور حج وعمرہ وغیرھا اور ہم لوگ آپ سے علم حاصل کرتے ہیں اور آپ سے قرآن کی تلاوت سنتے ہیں حضرت وھب نے پوچھا تمہارے نزدیک جنات راویوں میں سے کونسے جن راوی افضل ہیں؟ اس نے حضرت خواجہ حسن بصری ؒ کی طرف اشارہ کرکے کہا اس شیخ کے راوی ہمارے نزدیک افضل ہیں جب حضرت خواجہ حسن بصری نے حضرت وھب کو دوسری طرف مشغول دیکھا تو فرمایا اے ابوعبداللہ! (وھب) آپ کس سے گفتگو کررہے ہیں حضرت وھب نے کہا اپنی مجلس ہی کے افراد سے پھر جب وہ جن ان کی مجلس سے چلا گیا تو حضرت خواجہ حسن بصری ؒ نے حضرت وھب ؒ سے پوچھا تو حضرت وھب نے جن کا پورا واقعہ سنایا اور کہا کہ میں اس جن سے ہر سال حج کے موقعہ پر ملاقات کرتا ہوں وہ مجھ سے سوال کرتا ہے اور میں اسے جواب دیتا ہوں ایک سال میں اس سے طواف کی حالت میں ملا جب ہم نے طواف مکمل کرلیا تو ہم دونوں مسجد حرام کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے میں نے اس سے کہا تم مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ تو اس نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو اس کا ہاتھ بلی کے پنجہ کی طرح تھا اور اس پر بال بھی تھے پھر میں اپنا ہاتھ اس کے کاندھے تک لے گیا تو وہ پر کی جگہ کی طرح معلوم ہورہی تھی میں نے اپنا ہاتھ تیزی کے ساتھ کھینچ لیا پھر ہم تھوڑی دیر بات کرتے رہے اس

کے بعد اس نے مجھ سے کہا اے ابوعبداللہ! (وھب) آپ بھی اپنا ہاتھ دکھائیے جس طرح میں نے اپنا ہاتھ آپ کو دکھایا جب میں نے اسے اپنا ہاتھ دکھایا تو اس نے اتنی زور سے دبایا قریب تھا کہ میری چیخ نکل جاتی پھر وہ ہنسنے لگا۔ میں اس جن سے ہر سال حج کے موقعہ پر ملتا تھا لیکن اس سال وہ مجھے نہیں ملا تو مجھے گمان ہوا کہ اس کا انتقال ہوگیا ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر حضرت وھب ؒ نے اس جن سے پوچھا تمہارا کونسا جہاد افضل ہے؟ اس نے کہا ہمارا آپس میں ایک دوسرے سے جہاد کرنا افضل ہے۔

دو جنوں کے متعلق حضور ﷺ کی بشارت:۔

(۲۰۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام بیہقی ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جارہا تھا کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ O﴾ پڑھتے ہوئے سنا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ شخص شرک سے بری ہوگیا ہے پھر ہم چلتے رہے تو ہم نے ایک شخص کو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ O﴾ پڑھتے ہوئے سنا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اس کی بخشش ہوگئی میں نے اپنی سواری روکی تاکہ میں دیکھوں کہ وہ شخص کون ہے میں نے دائیں اور بائیں دیکھا تو دور تک کوئی نظر نہیں آیا۔

حج کی دعوت ابراہیمی پر جنات نے بھی لبیک کہا:۔

(۲۰۱) ابن جریر حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر کرکے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو تو آپ لوگوں میں

اعلان کے لئے نکلے اور اعلان فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے پروردگار نے ایک گھر بنایا ہے لہٰذا تم اس کا حج کرو تو آپ کے اس اعلان کو ہر مسلمان جن وانس نے سنا اور کہا **لبیک أللھم لبیک** ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔

جس گھر میں جن ہوں وہاں تلاوت کرنا اس کے شر سے حفاظت ہوگی:۔

(۲۰۲) ابن عقیل ''کتاب الفنون'' میں فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک مکان تھا جب بھی لوگ اس میں رہتے تو لوگ صبح کو مردہ ملتے ایک مرتبہ ایک مغربی آدمی آیا اور اس نے اس مکان کو خرید لیا اور اس مکان کو پسند کیا اور اس گھر میں رات بسر کی اور صبح کو بالکل صحیح سالم رہا اس بات سے پڑوسیوں کو تعجب ہوا وہ شخص اس گھر میں کافی عرصہ تک مقیم رہا پھر کہیں چلا گیا اس سے (اس گھر میں سلامت رہنے کا سبب) پوچھا گیا اس نے جواب دیا جب میں اس گھر میں رات گذارتا تو عشاء کی نماز پڑھتا اور کچھ قرآن کی تلاوت کرتا اور ایک جوان شخص کو دیکھتا جو کنوئیں سے باہر نکلتا اور مجھے سلام کرتا تو میں ڈر جاتا تو وہ مجھ سے کہتا ڈرومت مجھے بھی کچھ قرآن کریم سکھاؤ چنانچہ میں اسے قرآن کریم سکھانے لگا پھر میں نے اس سے پوچھا اس گھر کا کیا قصہ ہے اس نے کہا ہم مسلمان جنات ہیں ہم قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں اور اس گھر میں اکثر وبیشتر بدکار رہتے اور شراب خوری کرتے اس لئے ہم ان کا گلا گھونٹ کر مار ڈالتے ہیں میں نے اس سے کہا میں رات میں تم سے ڈرتا ہوں لہٰذا تم دن میں آیا کرو اس نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ وہ دن میں کنوئیں سے باہر آتا اور میں اسے پڑھاتا ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ جن قرآن پڑھ رہا تھا کہ ایک منتر پڑھنے والا دروازہ پر آیا

اور آواز دینے لگا کہ میں سانپ، نظر بد اور جن کا دم کرتا ہوں تو اس جن نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ میں نے کہا یہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے جن نے کہا اسے میرے پاس بلاؤ تو میں گیا اور اسے بلا لایا پھر میں نے اچانک دیکھا کہ وہ جن چھت پر ایک بہت بڑا اژدھا بن گیا جب جھاڑ پھونک کرنے والے شخص نے جھاڑ پھونک کیا تو وہ اژدھا لوٹنے پوٹنے لگا یہاں تک کہ اژدھا گھر کے درمیانی حصے میں گر پڑا چنانچہ وہ شخص اٹھا اور اسے پکڑ کر اپنی زنبیل (گٹھری) میں رکھ لیا تو میں نے اسے منع کیا اس منتر پڑھنے والے نے کہا کیا تم مجھے میرے شکار سے منع کرتے ہو؟ پھر میں نے اسے ایک اشرفی دی تو وہ چلا گیا پھر اس اژدھے نے حرکت کی اور جن کی شکل میں ظاہر ہوا لیکن وہ کمزور ہو کر پیلا اور دبلا پتلا ہو گیا تھا میں نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا جن نے جواب دیا کہ منتر پڑھنے والے نے مجھے ان اسمائے مبارکہ سے قتل کر دیا اور مجھے اپنے بچنے اور چھٹکارا پانے کا یقین نہ تھا اب جب تم کنوئیں میں چیخ کی آواز سنو تو یہاں سے چلے جانا گھر میں رہنے والے نے کہا میں نے رات میں چیخ کی آواز سنی تو میں دور چلا گیا۔

ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس گھر میں انسانوں کو رہنے سے منع کر دیا گیا۔

(۲۰۳) ابن صیرفی حرانی حنبلی اپنی کتاب ''فوائد صیرفی'' میں اپنے شیخ ابوالبقاء عکبری حنبلی سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کیا جنات کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں درست ہے اس لئے کہ یہ بھی مکلّف ہیں اور نبی کریم ﷺ جنوں کی طرف بھی مبعوث فرمائے گئے ہیں۔ (☆۱۵)

(☆۱۵) جنوں کی اقتداء میں نماز اسی وقت درست ہوگی جبکہ وہ انسانوں کی شکل میں موجود ہوں اور وہ تمام تر شرائط امامت کے حامل و پابند ہوں ورنہ ان کی اقتداء میں نماز نہ ہوگی۔ ۱۲ اعظمی

جنوں نے حضور ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی:۔

(۲۰۴) ابن صیرفی اپنی کتاب ''نوادر ابن صیرفی'' میں جنوں کی جماعت قائم ہونے کے متعلق طبرانی اور ابو نعیم کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں یہ حضرات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیٹھے تھے اور حضور ﷺ صحابہ کرام کے جھرمٹ میں تھے کہ اچانک حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص میرے ساتھ چلے لیکن کوئی ایسا شخص کھڑا نہ ہو جس کے دل میں ذرہ برابر کھوٹ ہو بالآخر میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوا اور پانی کا ایک برتن لے لیا اور میرا خیال ہے کہ اس میں پانی بھی تھا چنانچہ میں حضور ﷺ کے ساتھ نکلا جب ہم مکہ مکرمہ کے بلند علاقہ میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ بہت سے سانپ جمع ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے ایک دائرہ کھینچ دیا اور فرمایا میرے واپس آنے تک تم اسی کے اندر ٹھہرے رہو چنانچہ میں اس دائرہ میں ٹھہر گیا اور حضور ﷺ سانپوں کی طرف چلے گئے میں نے ان سانپوں کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کی طرف کھنچے آرہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ دیر تک گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ میرے پاس فجر کے وقت تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس وضو کے لئے پانی ہے؟ پھر حضور ﷺ نے وضو فرمایا جب حضور ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو ان (جنوں) میں سے دو شخص حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی نماز میں ہماری امامت فرمائیں چنانچہ ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے صف بنائی پھر حضور ﷺ نے ہمیں نماز

پڑھائی جب حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا (پوچھا) یارسول اللہ! ﷺ یہ کون لوگ تھے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ لوگ نصیبین کے جنات ہیں ان کے آپس میں کچھ جھگڑے تھے جسے وہ لے کر میرے پاس آئے تھے اور ان لوگوں نے مجھ سے کچھ توشہ سفر بھی مانگا تو میں نے انہیں زادِ راہ (سفرِ خرچ) دیدیا پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ آپ نے ان کو کیا توشہ عنایت فرمایا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا گوبر، لید اور یہ لوگ جہاں کہیں بھی لید پائیں گے وہاں کھجور بھی پائیں گے اور جہاں کہیں ہڈی پائیں گے وہاں اپنی غذا پائیں گے اس وقت سے نبی کریم ﷺ نے لید اور ہڈی سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا۔

قیامت کے دن تمام چیزیں مؤذن کے حق میں گواہ ہوں گی:۔

(۲۰۵) امام بخاری ابو صعصعہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو لہٰذا جب تم اپنی بکریوں یا صحراء میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اپنی آواز کو بلند کیا کرو اس لئے کہ مؤذن (اذان دینے والے) کی جہاں تک آواز پہنچے گی جنات و انسان اور تمام چیزیں قیامت کے دن اس کی گواہی دیں گی حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الانبیاء)

نمازی کے آگے سے جنات کے گذرنے کا حکم:۔

نمازی کے سامنے سے جنات کے گزرنے کے بارے میں امام احمد بن حنبل

ﷺ سے مختلف روایتیں ہیں۔

سوال:-کیا نمازی کے سامنے سے جنات کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جائیگی اور نماز ازسرنو ادا کرنی ہوگی یا نہیں؟

جواب:-(۱) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نماز ٹوٹ جائیگی اس لئے کہ حضور ﷺ نے نمازی کے آگے سے کالے کتے کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کالا کتا شیطان ہے۔

(۲) اور انہیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹے گی اور حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ عفریت جن (سرکش) گذشتہ رات میری نماز توڑنے کی کوشش میں تھا اس حدیث میں اس بات کا احتمال ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے سے جن کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اس لئے کہ اس کو دفع کرنے میں کچھ ایسے کام کی ضرورت پڑتی ہے کہ جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(☆۱۲)

جنوں کی روایت کردہ حدیثوں کا بیان

(۲۰۶) ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم سے

(☆۱۲) فائدہ جلیلہ:-احناف کے نزدیک نمازی کے آگے سے آدمی کا گذرنا اور اسی طرح جن کا گذرنا جبکہ آدمی کی شکل میں ہو سخت گناہ ہے جس کے متعلق احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں لیکن جانور یا انسان یا جنات کو نمازی کے آگے سے گذرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ نمازی کا خشوع وخضوع باطل ہو جاتا ہے اور پہلی حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقات میں اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ القوی نے لمعات میں یہی فرمایا ہے کہ نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اس کا خشوع وخضوع باطل ہو جاتا ہے۔۱۲ اعظمی

حسن بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نے اور ان سے احمد بن عمرو بن جابر رملی نے اور ان سے احمد بن محمد بن طریف ان سے محمد بن کثیر نے ان سے حضرت اعمش علیہم الرحمہ ابونعیم وھب بن جابر سے اور وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مکہ مکرمہ کے سفر کے لئے روانہ ہوئی اور راستہ بھٹک گئی جب انہیں موت کا یقین ہو گیا یا مرنے کے قریب ہو گئے تو انہوں نے اپنے کفن پہن لیے اور موت کے انتظار میں لیٹ گئے تو ان کے سامنے ایک جن درخت کے درمیان سے نمودار ہوا اور کہا میں ان جنوں میں سے باقی رہ گیا ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (سورۂ یس شریف) سنی ہے اور میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے المؤمن أخو المؤمن و دليله لا يخذله هذا الماء و هذا هو الطريق یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور اس کی رہنمائی کرنا ہے (مسلمان کے حقوق میں سے ہے) اور ایک مسلمان کسی مسلمان بھائی کو بے یار و مددگار و بے سہارا نہ چھوڑے بلکہ بتائے کہ یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے۔ پھر اس جن نے ان لوگوں کو پانی پر آگاہ کیا اور ان کی رہنمائی کی۔

مسلمان جن کا مسلمانوں کی رہنمائی کرنا:

(۲۰۷) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے اور ان سے عبدالعزیز قرشی نے ان سے اسرائیل نے وہ سری سے اور وہ عبدالرحمٰن بن بشر کے آزاد کردہ غلام سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حج کے ارادے سے نکلی تو انہیں راستہ میں پیاس لگی اور

کھارے پانی کے پاس پہنچے تو ان میں سے بعض حضرات نے کہا اگر تم لوگ یہاں سے نکل چلو تو اچھا ہے اس لئے کہ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ پانی ہمیں ہلاک نہ کردے اس لیے کہ تمہارے سامنے (کچھ آگے) پانی ہے چنانچہ وہ لوگ چل پڑے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور پانی تک نہ پہنچ سکے تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کاش تم اس کھارے پانی ہی کی طرف واپس چلتے تو بہتر ہوتا پھر یہ لوگ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے ایک انتہائی کالا موٹا آدمی نمودار ہوا اس نے کہا اے قافلہ والو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے **من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلیحب للمسلمین ما یحب لنفسہ و یکرہ للمسلمین ما یکرہ لنفسہ** یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ مسلمان بھائیوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مسلمان بھائیوں کے لئے وہ چیز ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ اور جب تم ٹیلہ تک پہنچو تو اپنی دائیں جانب مڑ جانا وہاں تمہیں پانی مل جائے گا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اللہ کی قسم ہمارا خیال ہے کہ یہ شیطان ہے اور دوسرے شخص نے کہا شیطان اس قسم کی باتیں نہیں کرتا جیسی باتیں اس نے کی ہیں یہ کوئی مسلمان جن ہے چنانچہ وہ لوگ چل پڑے اور جس جگہ کے متعلق اس نے نشاندہی کی تھی وہاں پہنچ گئے تو وہاں انہیں پانی مل گیا۔

(۲۰۸) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام خرائطی ''مکارم الاخلاق'' میں فرماتے ہیں ہم سے سعدان بن یزید بزار نے اور ابو نعیم فضل بن دکین نے اور ان

سے سفیان ثوری اور عباس بن عبد اللہ ترقفی نے اور ان سے محمد بن یوسف فریابی نے وہ ابن حبان سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یمن کی ایک جماعت کسی علاقہ کے لئے نکلی تو ان لوگوں کو پیاس لگی انہوں نے ایک پکارنے والے کو پکارتے ہوئے سنا جو کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے حدیث بیان فرمائی **إن المسلم أخو المسلم و عین المسلم و أن غدیرا فی مکان کذا و کذا فعدلوا إلیه فشربوا الخ** یعنی مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور مسلمان کا نگہبان و نگران ہے اور اس پکارنے والے نے کہا فلاں جگہ حوض ہے لہٰذا تم لوگ وہاں جا کر پانی پی لو۔

(۲۰۹) ابن ابی دنیا کہتے ہیں ہم سے محمد حسین ان سے یوسف بن حکم الرقی ان سے فیاض بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ایک خچر پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ اچانک راستہ کی بلندی میں ایک مرا ہوا جن نظر آیا تو حضرت عمر اپنے خچر سے اتر گئے اور حکم دیا کہ اس کو راستہ سے ہٹا دو پھر اس کے لئے ایک گڑھا کھدوایا اور اس کو اس میں دفن کر دیا پھر آگے روانہ ہو گئے تو اچانک ایک بلند آواز سنائی دی لیکن کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو خوشخبری ہو کہ میں اور میرا ساتھی جس کو آپ نے ابھی دفن کیا ہے اس جماعت میں سے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿وَ إِذْ صَرَفْنَآ إِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۝﴾ (پ۲۶، سورۃ احقاف، آیت ۲۹) (اے محبوب!) اور جب ہم نے تمہاری طرف کان لگا کر سننے والے کتنے جن پھیرے یعنی ہم نے تمہاری طرف جنوں کی ایک جماعت بھیجی جو کم و

بیش سات تھے جنہیں ان کی قوم کی طرف پیام رساں بنایا۔ جب ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اس مدفون ساتھی سے ارشاد فرمایا **ستموت بأرض غربة يدفنك فيها يومئذ خير اهل الأرض** تم بیابان میں فوت ہوگے تمہیں وہاں اس وقت زمین والوں میں سے سب سے اچھا شخص دفن کرے گا۔

(۲۱۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ حضرت عباس بن عبداللہ الترفقی نے اپنی ''جزء'' میں فرمایا کہ ہم سے محمد بن فضیل نے (اور یہ محمد بن غزوان نہیں) اور ہم سے عباس بن ابی راشد وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز ﷺ ہمارے یہاں (مہمان بن کر) تشریف لائے پھر جب وہ واپس ہونے لگے تو مجھ سے میرے غلام نے کہا آپ ان کے ساتھ سوار ہو جائیں اور انہیں الوداع کرآئیں چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا ہم ایک وادی کے پاس سے گزر رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ راستہ میں ایک مردہ سانپ پھینکا ہوا ہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنی سواری سے اتر پڑے اور اس سانپ کو ایک طرف کنارے ہٹا کر دفنا دیا اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے ہم چل رہے تھے کہ اسی دوران، ایک غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی جو کہہ رہا تھا اے خرقا! اے خرقا! ہم نے دائیں بائیں دیکھا تو ہمیں کوئی نظر نہ آیا تو حضرت عمر نے اس سے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم اور واسطہ دیتا ہوں کہ اے غیب سے آواز دینے والے اگر تو ظاہر ہونے والوں میں سے ہے تو ہمارے سامنے ظاہر ہو جا اور اگر ظاہر ہونے والوں میں سے نہیں ہے تو ہمیں خرقا کے

بارے میں بتا دے اس نے کہا یہ وہ سانپ ہے جسے آپ نے فلاں جگہ دفن کیا ہے اس کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے **یا خرقا! تموتين بفلاة من الأرض و يدفنك خير مؤمن من اهل الأرض يومئذ** اے خرقا! تو بیابان میں فوت ہوگی اور اس دن تجھے روئے زمین کا افضل ترین مؤمن دفن کرے گا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کیا یہ فرمان تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں پھر ہم وہاں سے واپس آگئے۔

(۲۱۱) ابونعیم ''حلیہ'' میں فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن احمد بن موسیٰ اور ان سے محمد بن حسین بن ابوعبدان نے اور ان سے مضر بن داؤد بن طوف نے ان سے محمد بن فضل نے ان سے حضرت عباس بن راشد نے وہ اپنے والد راشد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے آقا سے ملاقات فرمائی پھر جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو مجھ سے میرے آقا نے کہا تم انہیں الوداع کر آؤ جب ہم نکلے تو ہم نے اچانک دیکھا کہ راستہ میں ایک اژدھا سانپ مرا پڑا ہے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اپنی سواری سے اتر پڑے اور اس سانپ کو دفنا دیا پھر اچانک ایک غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی اے خرقا! اے خرقا! بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی سانپ کے متعلق فرماتے سنا ہے **لتموتين بفلاة من الأرض و ليدفنك خير أهل الأرض يومئذ** (اے خرقا)! بے شک تو بیابان میں فوت ہوگی اور بے شک اس دن تجھے روئے زمین کا

افضل ترین شخص دفن کرے گا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم اور اس کا واسطہ دیتا ہوں (اے غیب سے آواز دینے والے) اگر تو ظاہر ہونے والوں میں سے ہے تو تو میرے سامنے ظاہر ہو جا اس نے کہا میں ان سات میں سے ہوں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی وادی میں بیعت کی اور بے شک میں حضور ﷺ کو اسی سانپ کے متعلق فرماتے سنا ہے لتموتين بفلاة من الأرض و ليدفنك خير أهل الأرض يومئذ (اے خرقا)! بے شک تو بیابان میں فوت ہوگی اور بے شک اس دن تجھے روئے زمین کا افضل ترین شخص دفن کرے گا تو حضرت عمر ؓ رونے لگے یہاں تک کہ اپنی سواری سے گرنے کے قریب ہو گئے اور فرمایا اے راشد! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ تم اس بات سے کسی کو مطلع نہ کرنا یہاں تک کہ میں مرجاؤں اس کو خطیب نے ''المتفق'' میں نقل کیا۔

جنات کو دیکھنے والی ایک عورت اور آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا:

(۲۱۲) طبرانی معجم کبیر میں فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن حسین نے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں طرسوس گیا تو مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ایک عورت ہے جس نے ان جناتوں کو دیکھا ہے جو حضور ﷺ کے پاس وفد کی شکل میں گئے تھے تو میں اس عورت کے پاس گیا تو وہ چت سر کی گدی پر (پیٹھ کے بل) لیٹی ہوئی تھی اور اس کے گرد ایک جماعت موجود تھی میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا منوسہ میں نے اس سے کہا کیا تو نے ان جناتوں کو دیکھا ہے جو وفد کی شکل میں

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے؟ اس نے کہا ہاں مجھ سمج (☆۱۷) (جن کا نام عبداللہ ہے) نے بتایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آسمانوں وزمین کی پیدائش سے قبل ہمارا رب کہاں تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا نور کی مچھلی پر تھا جو نور سے حرکت کرتی تھی۔ (☆۱۸)

تنبیہ:۔اس کو شیرازی نے ''الألقاب'' میں سعید بن قاسم نے عبداللہ بن حسین کے حوالہ سے نقل کیا' حافظ ابن حجر' ''الإصابہ'' میں کہتے ہیں جو عبداللہ بن حسین طبرانی کے استادوں میں سے ہے اور ابن حبان نے ''کتاب الضعفاء'' میں عبداللہ بن حسین کا ذکر کیا تو فرمایا کہ راوی عبداللہ بن حسین روایات کو الٹ دیتا تھا اور روایات چوری کرتا تھا جب یہ اکیلا ہو تو اس سے حجت قائم کرنا درست نہیں۔

(☆۱۷) تنبیہ...سمحج بروزن احمر حاء کے ساتھ اور سمهج هاء کے ساتھ دونوں وارد ہوا ہے۔۱۲ اعظمی

(☆۱۸) یہ حدیث پاک متشابہات میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے پاک ہے اور اس میں وہ باتیں بھی نہیں پائی جاتیں جو جسم سے تعلق رکھتی ہوں بلکہ یہ سب اس کے حق میں محال ہیں لہٰذا وہ زمان ومکان وغیرہا سے پاک و منزہ ہے اور قرآن کریم واحادیث میں جو بعض ایسے الفاظ آئے ہیں ان کا ظاہری معنی مراد لینا گمراہی ہے اسی طرح ترمذی شریف میں آیا این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه قال کان فی عماء ......الخ یعنی حضور سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! اپنی مخلوق پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ حضور نے فرمایا باریک و ہلکے بادل میں تھا غرض اس قسم کی جتنی آیات وروایات ہیں سب متشابہات سے ہیں ان میں تاویل کی جاتی ہے کیونکہ ان کا ظاہر مراد نہیں لیا جاسکتا کہ اس کے حق میں محال ہے یہی وجہ ہے کہ مذکورہ بالا ترمذی کی روایت میں علامہ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ولمعات میں فرماتے ہیں اس سے مراد غیب ہے یعنی رب تبارک وتعالیٰ غیب الغیوب ہے جس کے صفات ظاہر ہیں چنانچہ حدیث قدسی بھی ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف یعنی میں پوشیدہ خزانہ تھا تو میں نے اسے جاننا پسند کیا یہ بھی متشابہات سے ہے اسی طرح ید اللہ، وجه اللہ وغیرہما کی قدرت اور ذات سے تاویل کی جاتی ہے لیکن بہتر واسلم یہ ہے کہ بلاضرورت تاویل بھی نہ کی جائے جیسا کہ شرح مواقف میں ہے فالحق التوقف مع القطع بانه لیس کاستواء الاجسام لہٰذا اس کے حق ہونے کا یقین رکھے اور مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد کرے کہ وہی جانے اپنی مراد ہمارا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قول پر ایمان ہے۔۱۲ اعظمی

ابوموسیٰ نے اپنی کتاب ''الصحابہ'' میں اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو اس لئے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف مبعوث فرمائے گئے فرماتے ہیں سمحج کا ذکر ایک اور روایت میں بھی آیا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ یہی سمحج ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور سمحج ہے۔

نبی کے خلاف بھڑکانے والا شیطان قتل ہو جاتا ہے:۔

(۲۱۳) فاکہی اپنی کتاب ''مکہ'' میں حضرت ابن عباس کی حدیث عامر بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھے کہ اچانک ایک ہاتف (غیب سے پکارنے والے) نے مکہ کے ایک پہاڑ پر آواز دی اور مسلمانوں کے خلاف کفار کو بھڑکایا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے اور کسی شیطان نے کسی نبی کے قتل پر لوگوں کو نہیں بھڑکایا مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا پھر کچھ دیر کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک عفریت (سرکش) جن کے ہاتھوں قتل کرا دیا ہے جس کو سمحج کے نام سے پکارا جاتا ہے اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے جب شام ہوئی تو ہم نے ایک ہاتف سے اسی جگہ کہتے ہوئے سنا وہ یہ کہہ رہا تھا!

نحن قتلنا مسعرا لما طغی و استکبرا
و صغر الحق و سن المنکرا بشتمة نبینا المظفرا

یعنی ہم نے مسعر کو اس وقت قتل کر دیا جب اس نے سرکشی دکھلائی اور تکبر کیا' حق کو مٹانا چاہا اور ہمارے کامیاب نبی کو برا بھلا کہہ کر گناہ کی داغ بیل ڈالنی چاہی۔

(۲۱۴) محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عوف عن ابیہ کی سند سے مروی ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو جنوں میں سے ایک جن شخص جس کا نام مُسعر ہے اس نے غیب سے حضور ﷺ کے خلاف بھڑکایا تو قریش نے مزاحمت کی اور سخت سست کہا جب رات ہوئی تو اس کی جگہ دوسرا آدمی کھڑا ہوا جس کا نام سمحج ہے تو اس نے اسی کے مثل بات کہی جو اوپر بیان ہوئی۔

(۲۱۵) ابوبکر بن عبداللہ شافعی اپنی ''رباعیات'' میں کہتے ہیں ہم سے فضل بن حسین الأهوازی نے اور ان سے عبداللہ بن حسین المصیصی نے روایت کیا وہ کہتے ہیں ہم طرسوس میں داخل ہوئے تو ہم سے کہا گیا کہ یہاں ایک عورت ہے جس نے ان جناتوں کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کی شکل میں گئے تھے چنانچہ میں اس عورت کے پاس گیا تو وہ چت سر کی گدی پر لیٹی ہوئی تھی میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا مُنوس میں نے اس سے پوچھا اے مُنوس! کیا تو نے ان جناتوں میں سے کسی کو دیکھا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوئے تھے؟ اس نے کہا ہاں مجھ سے سمحج نے بیان کیا سمحج نے کہا میرا نام نبی ﷺ نے عبداللہ رکھا ہے سمحج نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آسمان کی پیدائش سے قبل ہمارا پروردگار کہاں تھا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا نور کی مچھلی پر تھا جو نور سے حرکت کرتی تھی۔

(۲۱۶) مُنوس نے کہا مجھ سے عبداللہ سمحج نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے ما من مریض یقرأ عندہ سورۃ یٰس إلا

مات ریانا و أدخل قبرہ ریانا و حشر یوم القیامة ریانا یعنی جس مریض کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جائے تو موت کے وقت وہ سیراب ہوکر ہی مرے گا اور اپنی قبر میں بھی سیراب ہوگا اور قیامت کے دن بھی سیراب ہوگا یعنی ان تینوں موقعوں پر اس شخص کو پیاس نہ لگے گی۔

نماز چاشت کی اللہ کی بارگاہ میں درخواست:۔

(۲۱۷) مُنوس کہتی ہیں مجھ سے عبداللہ سخج نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ما من رجل کان یصلی صلاۃ الضحی ثم ترکھا إلا عرج به إلیٰ اللہ تعالیٰ عز و جل فقالت یا رب إن فلانا حفظني فاحفظه و إن فلانا ضیعني فضیعه یعنی جو آدمی چاشت کی نماز ادا کرتا ہو پھر اس کو چھوڑ دے تو یہ نماز اللہ تعالیٰ عز و جل کی بارگاہ حاضر ہوتی اور عرض کرتی ہے اے پروردگار! فلاں شخص نے میری حفاظت کی (نماز چاشت پابندی سے ادا کرتا رہا) اے اللہ! تو بھی اس کی حفاظت فرما اور فلاں شخص نے مجھے ضائع کیا ہے (نماز چاشت کی پابندی نہیں کی) لہٰذا تو اسے بھی ضائع (ہلاک) فرمادے۔

ان دونوں حدیثوں کو دیلمی نے مسند فردوس میں ابوبکر بن عبداللہ شافعی کی سند سے روایت کیا۔

جن نے سورۂ والنجم کی تلاوت میں حضور ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا:۔

(۲۱۸) طبرانی کہتے ہیں ہم سے عثمان بن صالح ان سے عمر الجنی روایت

کرتے ہیں کہتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تھا کہ حضور ﷺ نے سورۂ والنجم کی تلاوت فرمائی پھر آپ نے سجدہ کیا تو میں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا

سورۂ حج میں دو سجدۂ تلاوت ہیں:۔

(۲۱۹) ابن عدی ''الکامل'' میں فرماتے ہیں ہم سے عثمان بن صالح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن طلق جن صحابی کی زیارت کی تو میں نے ان سے پوچھا کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں میں نے حضور ﷺ کی زیارت بھی کی ہے اور میں نے حضور ﷺ سے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا ہے اور اسلام بھی قبول کیا اور حضور ﷺ کے پیچھے صبح (فجر) کی نماز بھی پڑھی ہے تو حضور ﷺ نے اس میں سورۂ حج کی تلاوت فرمائی اور اس میں دو سجدے (تلاوت کے) ادا فرمائے۔(☆۱۹)

(☆۱۹) حضرت عمرو بن العاص کی حدیث کے تحت محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں کہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن عاص ﷺ کی حدیث ضعیف ہے دلیل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور اس کے بعض راوی مجہول ہیں نیز یہ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سورۂ حج میں پہلا سجدہ تلات کا سجدہ ہے اور دوسرا سجدہ نماز کا سجدہ ہے یعنی نماز میں سجدہ کرنے کے حکم کے بارے میں ہے جس طرح رکوع کا حکم ہے کہ وہاں امر کے صیغہ سے ہمیں خطاب کیا گیا جس کی فرمانبرداری واتباع کریں طحاوی باسناد حسن روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ حج میں پہلا سجدہ عزیمت یعنی واجب ہے اور دوسرا سجدہ تعلیم ہے کذا فی البحر (ص ۲۰۵، ج ۱) نیز عقبہ ﷺ کی اسناد کے متعلق امام ترمذی نے فرمایا کہ قوی نہیں اور عمرو بن عاص کی اسناد میں عبداللہ بن متین راوی مجہول ہے۔۱۲......اعظمی

ایک جنات صحابی رسول ﷺ کا ۲۱۹ھ میں انتقال ہوا:

(۲۲۰) حافظ ابن حجر عسقلانی ''الاصابہ'' میں فرماتے ہیں حضرت عثمان بن صالح جن صحابی کا دوسو انیس (۲۱۹) ہجری میں انتقال ہوا اگر کوئی ان سے حدیث روایت کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی لہٰذا اس حدیث پر محمول کرتے ہوئے تصدیق کی جائے گی جو بخاری، مسلم کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ کی وفات سے سو (۱۰۰) سال تک روئے زمین پر کوئی شخص (صحابی) زندہ نہیں رہے گا حضور ﷺ کے اس ارشاد فرمانے کے وقت سے لہٰذا آپ کا ارشاد صرف انسانوں کے متعلق ہوگا نہ کہ جناتوں کے متعلق۔

اسی سلسلہ میں میں نے چند اشعار کہے ہیں:۔

قولوا لحفاظ الحديث و من هم
نجم الهداية عمدة الإسلام

ترجمہ:- لوگوں نے حفاظ حدیث سے پوچھا کون ہیں وہ جو ہدایت کے ستارے اور اسلام کے بہترین شخص ہیں۔

هل تعرفون من الصحابة من روى
خبرا جليا عد فى الأحكام

ترجمہ:- کیا تم صحابہ کرام میں سے ان لوگوں کو پہچانتے ہو جنہوں نے واضح حدیثوں کو روایت کیا اور ان حدیثوں سے احکام بیان کئے۔

و حياته جازت عن المائة التى
فيها انقراض الصحب و الأعلام

ترجمہ:- اور ان کی زندگی ان سو سال سے تجاوز کر گئی جس میں ان کی صحبت و شہرت ختم ہوگئی۔

ذكر اسمه و ابوه فى مرويه
أكرم به من صاحب ضرغام

ترجمہ:- ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں ان کا اور ان کے والد کا نام ذکر کیا گیا ہے اسی وجہ سے ان کی بہادر لوگ عزت وتکریم کرتے ہیں۔

و روى لدى المائتين ما قدمته
فرواه اى مخرج علام

ترجمہ:- اور انہوں نے دوسو سال تک روایت کیا جس کو میں نے بیان کیا چنانچہ انہوں نے مشہور حدیثیں ہی روایت کیں۔

كلا و لم ينكره خير حافظ
كلا و لا ساموه قدح كلام

ترجمہ:- بے شک کسی بھلے اور حافظ الحدیث نے ان کا انکار نہیں کیا بے شک لوگوں نے ان کو کسی بات میں عیب نہ لگایا۔

مع قدحهم فى كل ذاكر صحبة
من بعد قرن أول لا السامى

ترجمہ:- حالانکہ لوگ زمانہ اولیٰ کے بعد ہر زمانہ اور ہر مجلس میں عیب جوئی کرتے رہے ہیں نہ کہ نام کے متعلق۔

اس اعتبار سے گذشتہ تمام حدیثیں (۲۲۰) عشاری ہیں اور جو ہمارے اور نبی ﷺ کے درمیان ہیں ان میں کچھ ثلاثی ہیں یعنی ہمارے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان تین راوی ہیں۔

سانپ کی صورت میں مارے جانے والے جن کا قصاص نہیں:۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ''الاصابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ نورالدین علی بن محمد کے ملفوظات میں حضرت محمد بن نعمان انصاری سے روایت ہے انہوں نے کہا وہ ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی منزل میں تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک ہولناک قسم کا اژدھا سانپ ظاہر ہوا وہ اس سے ڈر گئے اور اس کو مار ڈالا تو انہیں اسی وقت وہاں سے اٹھا لیا گیا اور وہ اپنے گھر والوں سے گم ہوگئے اور ان کو جنات کے ساتھ رکھا گیا یہاں تک کہ انہیں جنوں کے قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور مقتول کے وارث نے ان پر قتل کا دعویٰ کیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا کہ میں نے کسی جن کو قتل نہیں کیا ہے تو قاضی نے اس وارث جن سے سوال کیا مقتول کس صورت پر تھا؟ بتایا گیا کہ وہ اژدھے کی شکل میں تھا تو قاضی اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے شخص کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے **من تزیا لکم فاقتلوہ** یعنی جو تمہارے سامنے اپنی شکل بدل کر آئے تو تم اس کو قتل کر دو۔ تو جن قاضی نے ان کو رہا کر دینے کا حکم دے دیا اور یہ اپنے گھر لوٹ گئے یہ نورالدین سن

۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

(۲۲۱) اس واقعہ کی دوسری مثال یہ ہے جس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہتے ہیں ہم سے ابوالقاسم خضر بن حسین بن عبدان نے ان سے ابوالقاسم بن ابی العلاء نے ان سے ابوالحسین علی بن محمد الحیانی نے وہ کہتے ہیں میں نے ابومحمد الحسن بن محمد الحمصی کو فرماتے سنا ہے کہ مجھ سے ہمارے ایک شیخ نے بیان کیا کہ ایک بزرگ سیر وتفریح کے لئے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ نکلے تو اس کو انہوں نے اسے کسی کام سے بھیج دیا اس نے واپسی میں دیر کر دی اور صبح تک اس کا پتہ نہیں چلا پھر جب وہ واپس ہوا تو اس حال میں آیا کہ اس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی انہوں نے جب اس سے بات کی تو اس نے بہت دیر کے بعد جواب دیا تو انہوں نے اس سے پوچھا تمہاری یہ حالت کیسے ہوئی؟ اس نے بتایا کہ میں ایک ویرانے میں پیشاب کرنے کے لئے داخل ہوا تو وہاں پر میں نے ایک سانپ دیکھا تو میں نے اسے قتل کر دیا جیسے ہی میں نے اسے قتل کیا اسی وقت مجھے کسی چیز نے پکڑ لیا اور زمین میں اتار کر لے گئی اور ایک جماعت نے مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے اس نے فلاں کو قتل کیا ہے کیا ہم اسے قتل کر دیں؟ تو کسی نے کہا اس کو شیخ کے پاس لے چلو چنانچہ وہ مجھے شیخ کے پاس لے گئے وہ شیخ بہت خوبصورت' بوڑھے اور سفید داڑھی والے تھے جب ہم ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے اپنا معاملہ پیش کیا تو شیخ نے پوچھا وہ کس شکل میں ظاہر ہوا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تھا تو شیخ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے ہم سے

لیلۃ الجن میں ارشاد فرمایا! من تصور منکم فی صورة غیر صورته فقتل فلا شئی علی قاتله یعنی تم میں سے جس نے اپنی شکل بدل کر کوئی اور شکل اختیار کی اور مارا گیا تو اس کے قاتل پر کوئی ضمان اور قصاص وغیرہ کچھ نہیں لہٰذا اسے چھوڑ دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

جنوں کی روایت کردہ حدیث کا معیار:۔

حضرت عثمان بن صالح (جن صحابی) کی حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ جن جس نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اس نے سچ کہا ابن حجر کا یہ ارشاد اس بات کی دلیل ہے کہ 'جنات' کی روایت میں توقف (اس حدیث پر عمل کرنے سے رکا جائے گا) کیا جائے گا کیوں کہ راوی حدیث میں عدالت اور ضبط دونوں شرط ہیں اسی طرح جو صحابی ہونے کا دعویٰ کرے اس کے لئے بھی عادل ہونا شرط ہے اور جنات کی عدالت معلوم نہیں ہوسکتی اس کے باوجود شیاطین کے بارے میں احادیث میں تنبیہ آئی ہے کہ وہ قیامت کے قریب لوگوں کو اپنی طرف سے من گھڑت حدیثیں بیان کریں گے۔ (☆۲۰)

ابلیس بازاروں میں جھوٹی حدیث سنائے گا:۔

(۲۲۲) ابن عدی اور امام بیہقی حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کرتے

(☆۲۰) حدیث کے مردود ہونے کی ایک وجہ طعن ہے یعنی راوی میں دیانت وعدالت وضبط نہ ہونے کا عیب ہو طعن کے دس اسباب ہیں جن میں سے پانچ دیانت وعدالت سے اور پانچ ضبط سے متعلق ہیں اس کی ایک طویل بحث ہے اگر تفصیل درکار ہے تو فقیر کی کتاب "ضیائے اصول حدیث" کا مطالعہ کریں وہاں تفصیل مع مثال ملے گی۔۱۲ اعظمی

ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! لاتقوم الساعة حتیٰ یطوف إبلیس فی الأسواق و یقول حدثنی فلان بن فلان بکذا و کذا یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ابلیس بازاروں میں یہ کہتا ہوا نہ پھرے گا کہ مجھ سے فلاں بن فلاں نے ایسی اور ایسی حدیث بیان کی ہے۔

شیاطین انسان کی صورت میں ظاہر ہوکر دین میں فساد کریں گے:۔

(۲۲۳) طبرانی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوشک أن تظهر فیکم شیاطین کان سلیمان بن دائود أوثقها فی البحر یصلون معکم فی مساجدکم و یقرؤن معکم القرآن و یجادلوکم فی الدین و إنهم شیاطین فی صورة الإنسان یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے شیطان کو سمندر میں قید کردیا تھا وہ زمانہ قریب ہے جب شیاطین تم میں ظاہر ہوں گے تمہارے ساتھ تمہاری مسجدوں میں نماز پڑھیں گے اور تمہارے ساتھ قرآن پڑھیں گے اور تمہارے ساتھ دین کے بارے میں جھگڑا فساد کریں گے خبردار! یہ انسان کی صورت میں شیاطین ہوں گے۔

(۲۲۴) شیرازی ''الالقاب'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! إن سلیمان بن داؤد أوثق شیاطین فی البحر فإذا کانت سنة خمس و ثلاثین و مائة خرجوا فی صور الناس فجالسوهم فی المجالس و المساجد و نازعوهم القرآن و الحدیث یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے شیطانوں کو سمندر میں پابند کردیا ہے لیکن

جب ایک سو پینتیس (۱۳۵) سال ہو جائیں گے تو یہ انسانوں کی شکلوں اور صورتوں میں مساجد اور مجالس میں ظاہر ہوں گے اور لوگوں کے ساتھ قرآن اور حدیث میں جھگڑے کریں گے۔

(۲۲۵) عقیلی اور ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں! إذا كان سنة خمس و ثلاثين و مائة خرجت شياطين كان قد حبسهم سليمان بن داؤد في جزائر البحر فيذهب منهم تسعة اعشارهم إلىٰ العراق يجادلونهم بالقرآن و عشر بالشام یعنی جب ایک سو پینتیس سال (۱۳۵) ہو جائیں گے تو وہ شیاطین جن کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے سمندر کے جزیروں میں قید کیا تھا نکلیں گے ان میں سے نو دھائیاں (۹۰ فیصد) عراق کا رخ کریں گے اور ایک دھائی ۱۰ فیصد شام کا رخ کریں گے اور ان کے ساتھ قرآن کریم کے ساتھ فساد برپا کریں گے یعنی غلط تاویلیں کر کے امت کو گمراہ کریں گے جیسا کہ آج بھی نا اہل لوگ قرآن کے ساتھ یہ کھیل کھیل کر رہے ہیں۔

مسجد خیف میں قصہ گوئی کرنے والا جن:۔

(۲۲۶) امام بخاری اپنی "تاریخ" میں فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن الصلت ابو جعفر وہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے وہ حضرت سفیان ثوری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ایک قصہ گو کو مسجد خیف میں قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتے ہیں جب میں نے اس قصہ گو کو طلب کیا تو وہ

شیطان نکلا۔

مسجد منیٰ میں من گھڑت حدیث سنانے والا شیطان:۔

(۲۲۷) ابن عدی کہتے ہیں مجھ سے محمد بن جعفر المطیری نے ان سے محمد بن یوسف بن عیسیٰ بن الطباع نے ان سے ان کے چچا ابو جعفر محمد بن عیسیٰ ان سے ابن یمان روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نے حضرت سفیان ثوری کو فرماتے سنا ہے کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے خود دیکھا تھا کہ شیطان مسجد منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے من گھڑت حدیثیں سنا رہا ہے اور لوگ اس سے سن کر حدیثیں لکھ رہے تھے۔

مسجد حرام میں من گھڑت حدیث سنانے والا:۔

(۲۲۸) ابن عدی کہتے ہیں ہم سے عمران بن موسیٰ ان سے محمد بن یوسف السراج ان سے عیسیٰ بن ابی فاطمۃ الفزاری روایت کرتے ہیں کہ میں ایک محدث کے پاس مسجدِ حرام میں بیٹھ کر ان سے حدیثیں لکھ رہا تھا جب اس محدث نے فرمایا مجھ سے شیبانی نے حدیث بیان کی تو ایک آدمی نے جو وہاں موجود تھا کہا مجھ سے بھی شیبانی نے حدیث بیان کی پھر محدث نے کہا امام شعبی روایت فرماتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ مجھ سے بھی امام شعبی نے حدیث بیان فرمائی پھر محدث نے کہا حارث روایت کرتے ہیں تو اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے حارث کی زیارت بھی کی ہے اور میں نے ان سے حدیث کی سماعت بھی کی ہے تو محدث نے کہا حضرت علی سے روایت ہے

تواس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں نے حضرت علی کی بھی زیارت کی ہے اور میں نے ان کے ساتھ جنگ صفین میں شرکت بھی کی ہے جب میں نے اس کی یہ بات دیکھی تو آیت الکرسی پڑھی جب میں ﴿وَ لَا یَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾ (پارہ۳، سورۂ بقرہ) پر پہنچا اور پلٹ کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی۔

حدیث روایت کرنے کا ایک اصول:۔

(۲۲۹) امام شعبہ کہتے ہیں جب تمہیں کوئی ایسا محدث حدیث بیان کرے جس کا چہرہ تجھے نظر نہ آئے تو اس سے روایت مت کرنا ہوسکتا ہے وہ شیطان ہو اور محدث کی شکل اختیار کرکے آیا ہو اور کہے (حدثنا و أخبرنا)۔(☆۲۱)

جنوں کے ثواب وعذاب کا بیان

کافر جنات دوزخ میں جائیں گے:۔

علمائے اہلسنّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کافر جنات کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے! ﴿قَالَ النَّارُ مَثْوٰکُمْ﴾ (پ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۲۸) یعنی فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانا ہے اور ارشاد فرمایا! ﴿اَمَّـــــا

(☆۲۱) محدثین کرام نے حدیث کے صحیح، ضعیف، مرفوع اور موضوع (من گھڑت) ہونے سے متعلق کامل تحقیق فرما کر اپنی کتابوں میں لکھ دی ہے فقیر نے بھی اس موضوع پر ایک مختصر رسالہ بنام "ضیائے اصول حدیث" مرتب کیا ہے نیز جھوٹے اور سچے راویوں کے حالات پر بھی کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل اسماء الرجال کی کتابیں موجود ہیں مثلاً میزان الاعتدال، لسان المیزان، تہذیب التہذیب، تذکرۃ الحفاظ، سیر اعلام النبلاء، اکمال وغیرہا
باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

الْقٰسِطُوْنَ فَکَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا O﴾ (پ۲۹، سورۂ جن، آیت ۱۵) یعنی اور رہے ظالم (کافر، راہ حق سے پھرنے والے) وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔

مؤمن جنات کا حکم:۔

مؤمن جنات کے متعلق مختلف اقوال ومذاہب ہیں۔

(ا) پہلا مذہب:۔ مؤمن جنات کو کوئی ثواب نہیں ملے گا مگر جہنم سے نجات ہوگی پھر انہیں حکم دیا جائے گا کہ تم بھی چوپایوں (جانوروں) کی طرح مٹی ہو جاؤ یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ومذہب ہے جس کو ابن حزم نے ان سے روایت کیا۔

(۲۳۰) ابن ابی الدنیا حضرت لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جنات کا ثواب یہ ہے کہ ان کو آگ سے پناہ دے دی جائے گی پھر انہیں حکم ہوگا کہ تم مٹی ہو جاؤ۔

(۲۳۱) عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن شاہین ''کتاب العجائب و الغرائب'' میں حضرت ابوالزناد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب جنتی حضرات جنت میں اور جہنمی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مؤمن

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

لہٰذا مذکورہ واقعات سے کسی کو یہ شک وشبہ نہ ہو کیونکہ تمام تر احادیث کے ذخیرے پوری احتیاط سے دیانت داری کے ساتھ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی مستند کتابوں کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہیں محدثین نے جھوٹے راویوں کی من گھڑت روایات کو انتہائی محنت ومشقت اور بڑی عرق ریزی کے ساتھ الگ الگ اپنی کتابوں میں لکھ دیا ہے مثلاً تنزیہ الشریعہ، موضوعات کبریٰ، المقاصد الحسنہ، کشف الخفاء، الفوائد المجموعہ لآلی، المصنوعۃ، تذکرۃ الموضوعات وغیرہا......۱۲ اعظمی

جنوں اور باقی تمام مخلوقات کو حکم فرمائے گا کہ تم مٹی ہو جاؤ تو وہ فوراً مٹی ہو جائیں گے اسی موقعہ پر کافر بھی (بطور تمنا) کہے گا ﴿یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا﴾ (پ۳۰، سورۂ نباء، آیت ۴۰) کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح مٹی ہو جاتا۔

(۲) دوسرا مذہب:۔ مؤمن جنات کو اطاعت و فرمانبرداری کا ثواب دیا جائے گا اور نافرمانی کی سزا ملے گی یہ ابن ابی لیلیٰ، امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور ان کے شاگردوں کا مذہب ہے اور ایک روایت میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد) سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

(۲۳۲) ابن حزم ''الملل والنحل'' میں فرماتے ہیں جمہور کا اتفاق ہے کہ مؤمن جنات جنت میں جائیں گے۔

حضرت ابن ابی لیلیٰ کا مذہب:۔

(۲۳۳) ابن ابی حاتم حضرت یعقوب سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں جنات کو آخرت میں ثواب و انعام ملے گا جس کی تصدیق ہمیں قرآن پاک کی اس آیت سے ملتی ہے ﴿وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (پ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۳۲، پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۹) یعنی اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں سے درجے ہیں یعنی نیکی اور بدی کے درجے ہیں اسی کے مطابق ثواب و عذاب ہوگا۔

(۲۳۴) ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت خزیمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن وہب سے پوچھا گیا جس کو میں نے بھی سنا کہ

جنات کو ثواب و عذاب ہوگا یا نہیں؟ تو ابن وہب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (۱) ﴿حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ O﴾ (پ۲۴، سورۂ حم سجدہ، آیت ۲۵، پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۸) یعنی اور ان پر ان گروہوں کے ساتھ (عذاب کی) بات پوری ہوئی جو ان سے پہلے جن اور آدمیوں کے گزر چکے بے شک وہ گھاٹا اٹھانے والے تھے

(۲) ﴿وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا﴾ (پ۸، سورۂ انعام، آیت ۱۳۲، پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۹) یعنی اور ہر ایک کے لئے ان کے کاموں سے درجے ہیں یعنی نیکی اور بدی کے درجے ہیں اسی کے مطابق ثواب و عذاب ہوگا۔

حضرت ابن عباس کا قول:۔

(۲۳۵) ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مخلوقات کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی مخلوق:۔ ایک مخلوق وہ ہے جو سب کی سب جنت میں جائے گی۔

دوسری مخلوق:۔ دوسری مخلوق وہ ہے جو سب کی سب جہنم میں جائے گی۔

تیسری اور چوتھی مخلوق:۔ اور دو مخلوق ایسی ہیں جو جنت اور جہنم میں جائیں گی۔ (دونوں میں سے کچھ جنت میں کچھ جہنم میں جائیں گے)

پس وہ مخلوق جو ساری کی ساری جنت میں جائے گی وہ ملائکہ ہیں اور وہ مخلوق

جو ساری کی ساری جہنم میں جائے گی وہ مخلوق شیطان ہے اور دو وہ مخلوق جو جنت اور جہنم میں جائیں گی وہ مخلوق جنات اور انسان ہیں ان (مسلمان) کے لئے ثواب اور انعام واکرام بھی ہے اوران (کافروں) پر عذاب ہوگا۔

مغیث بن سمی کا قول:

(۲۳۶) ابو الشیخ ”کتاب العظمۃ“ میں حضرت مغیث بن سمی ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ مخلوقات جن کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے وہ سب دوزخ کی خطرناک چیخ و پکار کو سنتی ہیں مگر دو مخلوقات یعنی جنات اور انسان ان پر حساب وعقاب (عذاب) ہے۔

حضرت حسن بصری کا فرمان:۔

(۲۳۷) ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ ”کتاب العظمۃ“ میں حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جنات ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں ان میں بھی مؤمن ہیں اور اُن میں بھی مومن ہیں وہ سب کے سب ثواب اور عذاب میں شریک و حصہ دار ہیں پس جو اس مخلوق (جن و انس) سے مؤمن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہوگا اور جو اِس مخلوق اور اُس مخلوق (انسان وجنات) سے کافر ہوگا وہ شیطان ہوگا۔

سفیان ثوری کا قول:۔

(۲۳۸) حضرت سفیان ثوری اور منذر بن سعید اور ابن المنذر اپنی تفاسیر میں اور ابو الشیخ ”کتاب العظمۃ“ میں حضرت ضحاک سے روایت کرتے ہیں وہ

فرماتے ہیں کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے اور (وہاں) کھائیں پئیں گے بھی۔

حضرت حمزہ بن حبیب کا قول:۔

(۲۳۹) ابن المنذر اور ابو الشیخ ”کتاب العظمۃ“ میں حضرت ارطاۃ بن المنذر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حمزہ بن حبیب کی مجلس میں مذاکرہ کیا کہ کیا جنات جنت میں جائیں گے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ جنت میں جائیں گے اور اس بات کی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے ہوتی ہے ﴿لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ۝﴾ (پ۲۷ سورۂ رحمٰن آیت ۵۶) یعنی ان سے پہلے انہیں (حوران جنت کو) کسی آدمی اور جن نے نہ چھوا جنوں کے لئے جنات عورتیں ہوں گی اور انسانوں کے لئے انسان عورتیں ہوں گی۔

جنت میں انسان جنات کو دیکھیں گے لیکن جنات انسانوں کو نہیں دیکھیں گے:۔

(۲۴۰) علامہ حارث محاسبی فرماتے ہیں کہ جو جنات جنت میں داخل ہوں گے ہم (انسان) ان کو دیکھیں گے لیکن وہ (جنات) ہم (انسانوں) کو نہ دیکھ سکیں گے وہاں دنیا کے برعکس معاملہ ہوگا۔

جنات جنت میں اللہ کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گے

شیخ عزالدین کا قول:۔

(۲۴۱) مصنف (ابوبکر شبلی) فرماتے ہیں کہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے

''القواعد الصغریٰ'' میں کچھ ایسے قواعد بیان فرمائے ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ مؤمن جنات جب جنت میں داخل ہوں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گے بلاشبہ زیارت باری تعالیٰ صرف مؤمن انسانوں کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی بھی وضاحت بیان کردی کہ ملائکہ بھی جنت میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نہ کرسکیں گے اور یہ اس بات کا مقتضی (چاہتا) ہے کہ جنات بھی اللہ تعالیٰ کو جنت میں نہ دیکھیں گے۔

امام جلال الدین سیوطی اور امام بیہقی کا قول:۔

میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہوں گے اور امام بیہقی نے بھی اس کا فیصلہ فرمادیا ہے اور انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب الرؤیۃ'' میں اس کا ایک مستقل باب بھی قائم کیا ہے۔

قاضی جلال الدین بلقینی نے اپنی طرف سے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دلائل کی عمومیت (عام ہونے) سے یہی واضح ہوتا ہے کہ جنات اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور اس بات کو ابن عماد نے بھی اپنی کتاب ''شرح ارجوزۃ فی الجن'' میں اپنے شیخ سراج الدین بلقینی سے نقل کیا ہے لیکن ائمہ احناف میں سے ایک امام حضرت اسماعیل الصفا کی کتاب ''اسئلۃ الصفا'' (ایک نسخے میں الصغار آیا ہے) میں ہے کہ جنات جنت میں اپنے پروردگار (اللہ تعالیٰ) کی زیارت نہیں کریں گے۔

تیسرا مذہب:۔

جنت میں جنات کیا کھائیں گے؟:۔

(۲۴۲) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں ہم سے احمد بن یحییٰ ان سے عبیداللہ بن

ضرار بن عمرو وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے مؤمن جنوں کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ جنت میں داخل ہوں گے؟ حضرت مجاہد نے فرمایا یہ لوگ جنت میں تو جائیں گے لیکن کھائیں پئیں گے نہیں ان کو صرف تسبیح و تقدیس (اللہ کی پاکی بیان کرنا) کا الہام کیا جائے گا جس کو جنت والے کھانے پینے کے دوران پائیں گے یعنی کھانے پینے کی لذت۔

چوتھا مذہب:۔ جنات جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ جنت کے ایک پست علاقہ میں رہیں گے جہاں پر ان کو انسان دیکھ سکیں گے لیکن وہ انسانوں کو نہ دیکھ سکیں گے۔

(۲۴۳) ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت لیث بن ابی سلیم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مسلمان جنات نہ تو جنت میں جائیں گے اور نہ جہنم میں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ (ابلیس) کو جنت سے ہمیشہ کے لئے نکال دیا ہے اس لئے اس کو جنت میں دوبارہ داخل نہیں فرمائے گا اور نہ اس کی اولاد کو جنت میں داخل کرے گا اور اس حدیث کو حافظ ابوسعید محمد بن عبدالرحمٰن الکنجرودی نے بھی اپنی کتاب ''امالی'' میں روایت کیا ہے۔

پانچواں مذہب:۔

جنات مقام اعراف میں رہیں گے:

(۲۴۴) ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور امام بیہقی ''البعث'' میں حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! **إن مؤمني الجن لهم ثواب و عليهم عقاب فسئالناه عن ثوابهم فقال على الأعراف و**

لیسوا فی الجنة مع أمة محمد فسئالناه و ما الأعراف؟ قال حائط الجنة تجری فیه الأنهار و تنبت فیه الأشجار و الثمار یعنی مؤمن جنات کے لئے ثواب بھی ہے اور ان پر عذاب بھی ہوگا ہم نے عرض کیا ان کو کیا ثواب ملے گا؟ فرمایا یہ اعراف میں ہوں گے جنت میں امت محمدیہ کے ساتھ نہیں ہوں گے ہم نے عرض کیا یہ اعراف کیا چیز ہے؟ فرمایا یہ جنت کی دیوار ہے جس میں نہریں جاری ہیں اور درخت اگیں گے اور پھل لگیں گے۔

تنبیہ: امام ذہبی فرماتے ہیں ھذا حدیث منکر جدا (یہ حدیث انتہائی منکر ہے) (☆۲۲)

جنوں کی موت کا بیان

حضرت حسن بصری کا مذہب:۔

(۲۴۵) ابن ابی الدنیا اور ابن جریر حضرت قتادہ ؒ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری ؒ نے فرمایا جن مرتے نہیں ہیں تو میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ O﴾ (پ۲۶، سورۂ احقاف، آیت ۱۸) یعنی یہ وہ ہیں جن پر ان گروہوں کے ساتھ (عذاب کی) بات پوری ہو چکی ہے جو ان سے پہلے جن اور آدمیوں کے گزر چکے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ابلیس کے ساتھ جنوں کو بھی مہلت دی گئی ہے لہٰذا جب ابلیس پر

(☆۲۲) حدیث منکر:۔ وہ حدیث جس کا راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کے خلاف اس حدیث کو روایت کرے......۱۲ اعظمی

موت آئے گی تو اس کے ساتھ یہ بھی مرجائیں گے لیکن اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ تمام جنوں کو مہلت دی گئی ہے اس لئے کہ اس سے پہلے بہت سی روایتیں بیان ہو چکی ہیں جن سے ان کی موت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت ابن عباس کا مذہب:۔

(۲۴۶) ابوالشیخ "کتاب العظمۃ" میں زرعہ بن ضمرہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا جنوں کو بھی موت آتی ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہاں جنوں کو بھی موت آتی ہے مگر ابلیس کو موت نہیں آتی پھر فرمایا یہ سانپ جن کو تم الجان کہتے ہو یہ چھوٹے جن ہیں۔

ابلیس کا بڑھاپا اور اس کی جوانی:۔

(۲۴۷) ابن شاہین "غرائب السنن" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب ایک زمانہ گزر جاتا ہے تو ابلیس بوڑھا ہو جاتا ہے پھر یہ دوبارہ تیس (۳۰) برس کی عمر میں واپس آ جاتا ہے۔

انسان کے ساتھ کتنے شیطان ہوتے ہیں اور وہ کب مرتے ہیں؟:۔

(۲۴۸) ابن ابی الدنیا حضرت عاصم احول سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ربیع بن انس ؒ سے پوچھا کہ کیا یہ شیطان جو انسان کے ساتھ رہتا ہے وہ مرتا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا یہ کوئی ایک شیطان تھوڑی ہے بلکہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے تو قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر کی تعداد کے برابر شیطان

در پے ہوتے ہیں۔

شیطان اور اس کے والدین کنوارے تھے:۔

(۲۴۹) ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت قتادہ ؓ کی سند سے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جنات تو مرجاتے ہیں لیکن شیطان کنوارہ کا کنوارہ رہتا ہے جو مرتا نہیں ہے حضرت قتادہ ؓ فرماتے ہیں اس کا باپ بھی کنوارہ ہے اور اس کی ماں بھی کنواری ہے اور یہ بھی کنوارہ ہے۔

جنوں کی درازئی عمر کا عجیب وغریب واقعہ:۔

(۲۵۰) ابوعبدالرحمٰن محمد بن المنذر رھروی المعروف بشکر ''کتاب العجائب'' میں اور ابوالشیخ ''النوادر'' میں حضرت عیسیٰ بن ابوعیسیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کو یہ خبر پہنچی کہ چین کے کسی ملک میں ایک مکان ایسا ہے کہ اگر لوگ راستہ بھول جائیں تو وہ یہ آواز سنتے ہیں کہ ''راستہ ادھر ہے'' لیکن ان کو کوئی نظر نہیں آتا تو حجاج بن یوسف نے کچھ لوگوں کو وہاں بھیجا اور انہیں یہ حکم دیا کہ تم لوگ وہاں جا کر قصداً راستہ بھٹک جانا اور جب وہ تمہیں یہ کہیں کہ ''راستہ ادھر ہے'' تو تم ان پر حملہ کر دینا اور ان کو دیکھنا کہ یہ لوگ کون ہیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے کہا تم لوگ ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتے ان لوگوں نے ان سے پوچھا تم لوگ یہاں کتنے عرصہ سے رہتے ہو؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ہم سالوں کا شمار نہیں کرتے البتہ یہ معلوم ہے کہ ملک چین آٹھ (۸) مرتبہ ویران ہوا اور آٹھ مرتبہ

آباد ہوا اور ہم اسی وقت سے اس جگہ آباد ہیں۔

روح قبض کرنے والے فرشتے:۔

(۲۵۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں جو یبر اپنی ''تفسیر'' میں حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) آدمیوں اور فرشتوں کی روح قبض کرنے پر مامور ہیں اور جنوں کا فرشتہ الگ ہے اور شیطان کا فرشتہ الگ ہے اور پرندوں، وحشی جانوروں، درندوں، مچھلیوں اور سانپوں کے فرشتے جدا، جدا ہیں گویا یہ کل چار فرشتے ہیں۔

قرین (ساتھیوں) کا بیان

انسانوں کے ساتھ رہنے والا شیطان:۔

(۲۵۲) امام مسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھے فکر ہوئی (کہ شاید آپ کسی اور زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں) جب آپ واپس تشریف لائے اور مجھے دیکھا تو فرمایا اے عائشہ! تمہیں کیا ہو گیا ہے کیا تم متفکر ہو؟ میں نے عرض کیا مجھ جیسے کو آپ جیسے پر کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آ گیا۔ (تجھے تیرے شیطان نے وسوسہ میں ڈال دیا ہے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں میں نے

عرض کیا کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کے ساتھ بھی ہے۔ فرمایا ہاں لیکن میرے رب نے اس پر میری مدد فرمائی حتیٰ کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

حضور ﷺ کے ساتھ رہنے والا شیطان مسلمان ہو گیا:۔

(۲۵۳) امام مسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ما منکم من أحد إلا و قد وکل به قرینه من الجن و قرینه من الملائکة قالوا: و إیاک یا رسول الله ! قال و إیای إلا إن الله عز و جل أعاننی علیه فأسلم فلا یأمرنی إلا بخیر** یعنی تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد شیطان اور ایک فرشتہ (ملہم) مقرر کیا گیا ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے لئے بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا اور وہ مجھے ہمیشہ بھلائی کا ہی مشورہ دیتا ہے۔

(۲۵۴) ابن حبان اور طبرانی حضرت شریک بن طارق سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ما منکم من أحد إلا و له شیطان قالوا: و لک یا رسول الله ﷺ! قال: و لی إلا أن الله أعاننی علیه فأسلم** یعنی تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان مقرر ہے صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے لئے بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

حضور ﷺ اور آدم علیہ السلام کے شیطان میں فرق:۔

(۲۵۵) ابو نعیم دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! **فضلت علی ادم بخصلتین کان شیطانی کافرا فأعاننی الله علیه حتیٰ أسلم و کان أزواجی عونا لی و کان شیطان ادم کافرا و زوجته عونا علی خطیئته** یعنی مجھے آدم علیہ السلام پر دو خوبیوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔

(۱) ایک یہ ہے کہ میرا شیطان کافر تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا (۲) دوسری یہ ہے کہ میری ازواج میری مددگار ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا (اور کافر ہی رہا) اور ان کی بیوی ان کی لغزش میں مددگار تھیں۔ یہ حدیث حضور ﷺ کے ہمزاد کے اسلام لانے کے بارے میں صریح ہے لہٰذا یہ حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔ (☆۲۳)

یہ حدیث حضور ﷺ کے ہمزاد کے اسلام کے بارے میں صریح ہے لہٰذا یہ حضور ﷺ کا خاصہ ہے۔

انسان کو اس کا فرشتہ اور شیطان کیا حکم دیتا ہے:۔

(۲۵۶) امام ترمذی اور امام نسائی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **إن للشیطان لمّة بابن ادم و للملک لمّة بابن ادم فأما لمّة الشطان فإیعاز بالشر و تکذیب بالحق**

(☆۲۳) حضور ﷺ کے ہمزاد مسلمان ہو گئے اور یہ حدیث اس بات کی شاہد عدل ہے اور یہ حضور ﷺ ہی کی خصوصیت ہے۔۱۲ اعظمی

و أما لـمّة الـملـک فإیعاز بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجد ذالک فـلیعلم أنه من الله تعالیٰ فلیحمد الله و من وجد الأخریٰ فلیتعوذ بالله من الشیـطـان الـرجیـم ثـم قـرأ ﴿ اَلشَّیْـطَـانُ یَـعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَ یَأْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ﴾...... الآیة (پارہ۳،سورۃالبقرہ،آیت نمبر۲۶۸) انسان میں شیطان کا بھی تصرف ہے اور فرشتہ کا بھی تصرف ہے اور شیطان کا تصرف یہ ہے کہ وہ انسان کو برائی کی دعوت دیتا ہے اور حق کو جھٹلانے پر آمادہ کرتا ہے اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ بھلائی کی دعوت دیتا ہے اور حق بات کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا جس کے دل میں بھلائی اور حق کا خیال آتا ہے تو اسے اللہ کی جانب سے سمجھے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے اور جس کے دل میں برائی کا خیال پیدا ہو تو اسے شیطان مردود کی طرف سے سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی اس شیطان مردود سے پناہ مانگے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿اَلشَّیْـطَـانُ یَـعِـدُکُـمُ الْـفَـقْـرَ وَ یَأْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ﴾ (سورۃ بقرہ،آیت ۲۶۸) یعنی شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے۔ یعنی صدقہ خیرات کرو گے تو مفلس و نادار ہو جاؤ گے، بخل اور صدقہ و زکوٰۃ نہ دینے کا حکم دیتا ہے۔

مؤمن اپنے شیطان کو تھکا دیتا ہے:۔

(۲۵۷) امام احمد اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن الـمؤمـن لیـضـنـی شیطانه کما یضنی أحدکم بعیره فی السفر یعنی بے شک مؤمن بندہ اپنے شیطان کو اس

طرح بے بس کر دیتا ہے جس طرح تم میں کا کوئی شخص سفر میں اپنے اونٹ کو تھکا دیتا ہے۔

مؤمن کا شیطان کمزور ہوتا ہے:۔

(۲۵۸) ابن ابی الدنیا حضرت ابن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کا شیطان کمزور اور پریشان رہتا ہے۔ (☆۲۴)

شیطان پلے سے چڑیا بن گیا:۔

(۲۵۹) ابن ابی الدنیا حضرت قیس بن حجاج سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے شیطان نے مجھے بتایا جب میں تجھ میں داخل ہوا تھا تو کتے کے پلے (چھوٹے بچے) کے مثل تھا اور آج چڑیا کی مانند ہوں میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوا؟ اس نے کہا آپ مجھے اللہ عزوجل کی کتاب (قرآن کریم) کے ساتھ پگھلا دیتے ہیں (قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر عمل کر کے)۔

شیطان کافر انسان کے ساتھ کھاتا، پیتا اور سوتا ہے:۔

(۲۶۰) امام احمد "الزھد" میں حضرت وھب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جو اس کے ساتھ مقرر ہے کافر کا شیطان کافر کے ساتھ اس کے کھانے سے کھاتا ہے اس کے ساتھ اس کے پانی سے

(☆۲۴) فائدہ:۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مؤمن اور کافر کے شیطانوں کی آپس میں ملاقات ہوئی تو مؤمن کا شیطان کمزور تھا اور کافر کا موٹا تازہ تو کافر کے شیطان نے مؤمن کے شیطان سے پوچھا تم کمزور کیوں ہو؟ اس نے کہا کیا بتاؤں اس کے پاس میرا کوئی حصہ نہیں جب وہ گھر میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے جب کھانا کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے جب پیتا ہے تو اللہ کا ذکر کرتا ہے کافر کے شیطان نے کہا لیکن میں تو اس کے ساتھ کھاتا بھی ہوں پیتا بھی ہوں اس لئے موٹا تازہ ہوں۔ ۱۲ اعظمی

پیتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے بستر پر سوتا بھی ہے لیکن مؤمن کا شیطان مؤمن سے چھپا رہتا ہے اور اس کی تاک میں لگا رہتا ہے کہ مؤمن اپنی عقل سے کب غافل ہوتا ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے شیطان زیادہ کھانے والے اور زیادہ سونے والے آدمیوں کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

کافر کا شیطان جہنم میں جائیگا:۔

(۲۶۱) عبدالرزاق اور ابن المنذر حضرت سعید الجریری سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطَانًا ۝﴾ (پ۲۵، سورۂ زخرف، آیت ۳۶) یعنی اور جسے رحمٰن کے ذکر سے اندھاپن آئے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کریں (کہ وہ اس کا ساتھی رہے) اس ارشاد کی تفسیر میں حضرت سعید جریری فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ کافر کو جب قیامت کے دن زندہ کیا جائے گا تو اس کا شیطان اس کے سامنے چلتا ہوگا اس سے جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جہنم میں ڈال دیگا تو اس وقت شیطان آرزو کرے گا اور کہے گا ﴿یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ ۝﴾ (پ۲۵، سورۂ زخرف، آیت ۳۸) ہائے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔ لیکن مؤمن کو جب قیامت کے دن اٹھائے گا تو مؤمن کو لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک ایک فرشتہ سپرد ہوگا اس کے بعد اس کو جنت میں داخل کردیا جائیگا۔

فصل

شیطان کے وسوسہ کا بیان

فائدہ:۔ وسوسہ کے لغوی معنی نرم آواز کے ہیں اور اصطلاح میں وسوسہ برے اور فاسد خیالات کو کہتے ہیں اور اچھے خیالات کو الہام کہتے ہیں وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام رحمٰن کی طرف سے ہوتا ہے وسوسہ کا حکم یہ ہے کہ ان برے خیالات پر مواخذہ (گرفت) نہیں ہوتا اور یہ اسی امت محمدیہ کی خصوصیت ہے گزشتہ امتوں میں اس پر بھی پکڑ و گرفت تھی واضح رہے کہ ارادہ اور وسوسہ میں فرق ہے۔ برے خیالات پر مواخذہ نہیں ہوتا لیکن برے ارادے پر گرفت ہے اس مقام پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں جو برا خیال دل میں اچانک آجاتا ہے اسے "ھاجس" کہتے ہیں یہ آنی فانی ہوتا ہے آیا اور گیا یہ امم سابقہ (گذشتہ امتوں) سے بھی معاف تھا اور اس امت (محمدیہ) سے بھی معاف ہے لیکن جو برا خیال دل میں باقی رہ جائے وہ ہم سے معاف ہے اور امم سابقہ سے معاف نہ تھا اور اگر اس کے ساتھ دل میں لذت وخوشی پیدا ہوجائے جسے "ہم" کہا جاتا ہے اس پر بھی گرفت نہیں اور اگر اس کو کر گزرنے کا ارادہ بھی ہو تو یہ "عزم" ہے اس پر پکڑ ہے ہر عاقل بالغ انسان کے ساتھ وسوسہ دلانے کے لئے ایک شیطان اور الہام کیلئے ایک فرشتہ ہر وقت رہتا ہے۔

شیطان ہر وقت انسان کو وسوسہ میں مبتلا کرتا رہتا ہے حتی کہ وضو و نماز میں بھی

وسوسہ دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ آدمی وضو کے متعلق مشکوک ہو جاتا ہے اور نماز کی رکعتوں میں بھی شک ڈالتا ہے وضو کے اندر وسوسہ ڈالنے والے کو ولہان اور نماز میں مشتبہ کرنے والے کو خنزب (بمعنی سڑا گوشت) ان وسوسوں سے نجات حاصل کرنے کے چند طریقے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں (۱) رجوع الی اللہ (۲) اعوذ باللہ الخ (۳) لاحول الخ (۴) سورۂ ناس (۵) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ (۶) ھُوَ الْاَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ ھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ O (۷) سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَ مَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ O (۸) اور وسوسہ کا بالکل خیال نہ کرنا بلکہ اسے دفع کرنا بھی وسوسہ کو دفع کر دیتا ہے۔ (مترجم)

(۲۶۲) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ O مَلِکِ النَّاسِ O اِلٰہِ النَّاسِ O مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ O اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ O مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ O (پ۳۰، سورۂ ناس) یعنی تم کہو میں اس کی پناہ مانگتا ہوں جو سب لوگوں کا رب، سب لوگوں کا بادشاہ، سب کا معبود ہے دل میں برے خطرے ڈالنے والے کے شر سے اور جن اور آدمی میں سے چھپ کر وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں وسواس (وسوسہ ڈالنے والا) کے متعلق ایک احتمال تو یہ ہے کہ ایک مخفی کلام ہے جس کا دل ادراک کر لیتا ہے اور ایک احتمال یہ ہے کہ وسواس وہ چیز ہے جو فکر کرتے وقت واقع ہو جاتی ہے اور اس سے اجزائے انسان میں مس و شکوک اور دخول ہوتا ہے (یعنی چھوتا ہے، شک میں ڈالتا ہے

اور داخل ہوتا ہے)۔ بعض متکلمین انسانوں کے اجسام میں شیطانوں کے دخول کا انکار کرتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ ایک جسم میں دو روحوں کا موجود رہنا جائز نہیں ہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ O﴾ دلالت کرتا ہے یعنی جو لوگوں کے دلوں میں برے خطرے ڈالتا ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد بھی دلالت کرتا ہے إن الشیطان یجری من إبن ادم مجری الدم و إنی خشیت أن یقذف فی قلوبھم شیئا شیطان انسان کی رگوں میں اسی طرح جاری و ساری ہے جیسے خون جاری و ساری ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ ان کے دلوں میں کوئی مہلک چیز نہ ڈال دے۔

وسوسہ کی حقیقت:۔

(۲۶۳) سوال:۔ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ اگر سوال کیا جائے کہ ابلیس کا وسوسہ کیسا ہوتا ہے اور وہ دل تک کیسے پہنچ جاتا ہے؟

جواب:۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وسوسہ ایک پوشیدہ کلام ہے جس کی طرف نفوس (نفسانی خواہشات) اور طبائع (طبیعت و فطرت) خود مائل ہو جاتے ہیں اور یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ انسان کے وجدان (جاننے کی قوت) میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ ایک لطیف جسم ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے اور وسوسہ یہ ہے کہ نفس فاسد اور ردی افکار کی تلقین کرتا ہے۔

وسوسہ سے بچنے کی دعا:۔

(۲۶۴) ابو بکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت معاویہ بن ابی طلحہ سے

روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے

أَللّٰهُمَّ أَعْمِرْ قَلْبِيْ مِنْ وَسَاوِسِ ذِكْرِكَ وَ اطْرُدْ عَنِّيْ وَسَاوِسَ الشَّيْطَانِ

یعنی اے اللہ! میرے دل کو اپنے ذکر کے خیالات سے معمور فرما دے اور مجھ سے شیطانی خیالات دفع فرما دے۔

﴿اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ O﴾ کی تفسیر:۔

(۲۶۵) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس'' کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیطان کی مثال نیولے (چوہے کی قسم کا جانور جو سانپ کا دشمن ہے) کی طرح ہے جس نے اپنا منہ دل کے سوراخ پر رکھا ہوا ہے اسی سے دل میں وسوسے ڈالتا ہے جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب خاموش ہوتا ہے تو شیطان اس کی طرف واپس آ جاتا ہے اسی کو اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاس کہتے ہیں۔

شیطان وسوسہ کہاں اور کیسے ڈالتا ہے؟:۔

(۲۶۶) سعید بن منصور اور ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت عروہ بن رُویم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا عرض کی کہ ان (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو انسانوں میں شیطان کے رہنے کی جگہ دیکھائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرما دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ شیطان کا سر سانپ کے سر کی طرح ہے جس نے اپنا سر دل کے دھانے پر رکھا ہوا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ اپنا سر ہٹا لیتا ہے اور جب بندہ اللہ کا

ذکر چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اسے آزماتا ہے اور وسوسے ڈالنے لگتا ہے یعنی اس کی طرف واپس آ کر وسوسے ڈالتا ہے۔

غافل آدمی کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے:۔

(۲۶۷) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور ابو یعلیٰ اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا إن الشيطان واضع خطمه على قلب ابن ادم فإذا ذكر الله خنس و إن نسى الله إلتقم قلبه یعنی بے شک شیطان نے اپنی سونڈھ انسان کے دل پر رکھی ہوئی ہے جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کو بھول جاتا ہے تو شیطان اس کے دل میں چپکے چپکے باتیں کرتا ہے۔

وسوسہ ڈالنے والے شیطان کی شکل:۔

(۲۶۸) علامہ سہیلی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے حکایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سوال عرض کیا کہ اس کو شیطان کی جگہ دیکھا دے تو اس کو ایک تعجب خیز جسم دکھایا گیا جس کا اندرونی حصہ باہر سے نظر آ رہا تھا اور شیطان مینڈک کی شکل میں دل اور کندھے کے درمیان (جوڑ کی جگہ) بیٹھا ہوا تھا مچھر کی ناک جیسی اس کی ناک تھی جس کو شیطان اس کے دل میں داخل کر کے وسوسہ ڈال رہا تھا۔

حضور ﷺ کی مہر ختم نبوت کندھے پر کیوں تھی؟:۔

(۲۶۹) علامہ سہیلی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی مہر ختم نبوت کندھے کے ختم ہونے کی جگہ اس لئے تھی کہ آپ شیطان کے وسوسے سے معصوم ہیں اسی جگہ سے شیطان انسانوں کو وسوسہ میں ڈالتا ہے۔

وسواس کا دروازہ انسان کے دل میں:۔

(۲۷۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن ابی الدنیا حضرت یحیٰی بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ انسان کے سینہ (دل) میں وسواس کا ایک دروازہ ہے جس سے (شیطان) وسوسہ ڈالتا ہے۔

شیطان کو دل سے دفع کرنے کا وظیفہ:

(۲۷۱) ابن ابی الدنیا حضرت ابوالجوزاء سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں شیطان انسان کے دل کے ساتھ چمٹا رہتا ہے جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر پاتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ انسان بازاروں اور مجالس میں سارا دن گزار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتا مگر حلف اٹھاتے وقت اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ" کے سوا شیطان کو کوئی چیز دل سے دفع نہیں کر سکتی پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ﴿وَ اِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۝﴾ (پ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۴۶) اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو تو وہ شیاطین (کفار وغیرہ) پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں۔

انسانوں میں شیطان کی حرکت سے لڑائی ہوتی ہے:۔

(۲۷۲) ابن ابی الدنیا اور ابونعیم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ شیطان سب سے نچلی زمین (ساتویں زمین) میں مقید ہے جب وہ حرکت کرتا ہے تو زمین کے اوپر جن دو یا دو سے زائد آدمیوں کے درمیان لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں وہ اسی حرکت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

شیطان وسوسہ کس کے دل میں ڈالتا ہے:۔

(۲۷۳) ابوبکر بن ابی داؤد "ذم الوسوسہ" میں ابن جریر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے فرماتے ہیں کہ مجھے بہت وسوسہ ہوتا تھا میں نے حضرت علاء بن زیاد سے کہا تو انہوں نے فرمایا اے بھتیجے! اس کی مثال چوروں جیسی ہے جب وہ کسی ایسے گھر سے گذرتے ہیں جس میں بھلائی ہوتی ہے تو اس کو چرا لیتے ہیں اور اگر اس گھر میں بھلائی نہیں ہوتی ہے تو اس کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

وسوسہ صالح مؤمن کو بھی ہوتا ہے:۔

(۲۷۴) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام احمد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وسوسہ کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ ہم (دلوں میں) ایسے خیالات پاتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک آسمان سے گر پڑنے کو اسے زبان پر لانے سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کھلے ہوئے اور خالص ایمان کی دلیل ہے۔

(۲۷۵) بزار نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے روایت کی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس وسوسہ کے متعلق پوچھا جو ہم میں سے کوئی اپنے اندر پاتا ہے اس کے بیان کرنے سے بہتر ہے کہ وہ شخص ثریا ستارے سے گر پڑے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **ذالک صریح الإیمان إن الشیطان یأتی العبد فیما دون ذالک فإذا عصم منه وقع فیما هنالک** یعنی یہ خالص ایمان کی دلیل ہے اس لئے کہ شیطان بندے کے پاس دوسرے اعمال کے ذریعہ سے حملہ کرتا ہے جب وہ اس سے محفوظ ہوجاتا ہے تو وہ دل پر حملہ کرتا ہے (وسوسہ ڈالتا ہے)۔

وسوسہ آنا ایمان کی دلیل ہے:۔

(۲۷۶) ابوداؤد اور نسائی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میرے دل میں ایسے وسوسے آتے ہیں گویا کسی چیز پر ڈھال کے بات کہتا ہے۔ آپ نے ارشادفرمایا **الحمد لله الذی رد کیده إلی الوسوسة** یعنی تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے شیطان کے مکروفریب کو وسوسہ سے بدل دیا۔

وضو میں وسوسہ ہو تو اللہ کی پناہ مانگو:۔

(۲۷۷) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا **تعوذ بالله من وسوسة الوضوء** یعنی وضوء کے وسوسہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

وضوء میں وسوسہ دینے والے شیطان کا نام ولہان:۔

(۲۷۸) امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **إن للوضوء شیطانا یقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء** یعنی وضو کا بھی ایک شیطان ہے جس کا نام ولہان ہے تم پانی کے وسواس سے بچو۔

(۲۷۹) ابن ابی الدنیا حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں وضوء کے شیطان کا نام ولہان ہے یہ وضوء میں لوگوں کا مذاق اڑاتا ہے۔

(۲۸۰) اور حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ یہ تمام شیطانوں سے زیادہ سخت و طاقتور ہے۔

وسوسہ وضوء سے شروع ہوتا ہے:۔

(۲۸۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن ابی شیبہ حضرت ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں وسوسے کی ابتدا وضوء سے ہوتی ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسے اور نسیان کی بیماری ہوتی ہے:۔

(۲۸۲) امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا **لایبولن أحدکم فی مستحمه فإن عامة الوسواس منه** یعنی تم میں کا کوئی غسل خانہ میں ہرگز پیشاب نہ کرے اس لئے کہ عام طور پر وسوسے کی بیماری اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

(۲۸۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن مغفل

ؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسہ کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کرنے میں وسوسہ سے بچنے کی ایک صورت:۔

(۲۸۴) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت حسن بصری ؓ کے بھائی حضرت سعید بن ابی الحسن سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے اور اگر پانی کے بہاؤ میں پیشاب کرے تو، میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔

نماز میں وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا نام خنزب ہے:۔

(۲۸۵) امام مسلم حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ شیطان میرے اور میری نماز اور تلاوت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور مجھے شبہ میں ڈال دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے لہٰذا جب کبھی تم اپنے دل میں کوئی وسوسہ محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین بار تھتکار دو حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دفع فرما دیا۔

شیطان کے وسوسہ سے بچنے کا طریقہ جو اس کیلئے نشتر ہے:۔

(۲۸۶) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں بزار اور طبرانی حضرت ابوالملیح سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ! میں آپ کی خدمت میں اس وسوسہ کی شکایت عرض کرنے حاضر ہوا ہوں جو میں اپنے دل میں پاتا ہوں ''میں نماز شروع کرتا ہوں تو مجھے یاد نہیں رہتا کہ دو رکعت ہوئی یا ایک'' تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **فإذا وجدت ذلک فارفع أصبعک السبابة اليمنى فاطعنه في فخذک اليسرى و قل: باسم الله فإنها سكين الشيطان** یعنی جب تمہیں یہ صورت پیش آئے تو (نماز سے پہلے) اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی اٹھا کر اپنی الٹے ران میں چبھا دو اور **بسم اللہ** پڑھو اس لئے کہ یہ کلمہ شیطان کے لئے چھری ہے۔

وسوسہ سے بچنے کا دوسرا طریقہ:۔

(۲۸۷) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت ابوحازم سے روایت کرتے ہیں ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس شیطان آتا ہے اور مجھے وسوسہ ڈالتا ہے اور میں خود بھی شیطان کو اپنے پاس آتے ہوئے دیکھتا ہوں شیطان مجھ سے کہتا ہے تو نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے حضرت ابوحازم نے اس سے پوچھا کیا تو نے میرے پاس آ کر اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی؟ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کو آپ کے پاس کبھی طلاق نہیں دی تو حضرت ابوحازم نے فرمایا جس طرح تو نے میرے سامنے قسم کھائی اسی طرح شیطان کے سامنے بھی قسم کھا لے۔

(۲۸۸) ابن ابی شیبہ حضرت عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں وہ وسوسے جنہیں تم دیکھتے ہو وہ تمہارے عمل سے زیادہ خطرناک نہیں۔

دل کی بات لوگوں میں خناس مشہور کرتا ہے:۔

(۲۸۹) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے اپنے دل میں ایک عورت کا خیال کیا لیکن اس کا کسی سے تذکرہ نہ فرمایا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ نے فلاں عورت کا خیال کیا ہے وہ بہت خوبصورت شریف ہے نیک گھرانے کی ہے حضرت عمر ؓ نے فرمایا تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟ اس نے کہا لوگ یہ بات کہہ رہے ہیں آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تو یہ بات کسی کے سامنے ظاہر ہی نہیں کی ہے تو لوگوں میں یہ کہاں سے مشہور ہوگئی۔ پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا میں جانتا ہوں خناس نے یہ بات پھیلائی ہے۔

وسوسہ کی ایک عجیب حکایت:۔

(۲۹۰) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت ابوالجوزاء سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور اپنے دل میں ارادہ کیا کہ جمعہ کے دن میں اسے رجوع کرلوں گا اور میں نے اس بات کی کسی کو اطلاع نہ دی تو میری بیوی نے مجھ سے کہا آپ کا یہ ارادہ ہے کہ آپ جمعہ کے دن مجھے رجوع فرمالیں گے میں نے کہا یہ ایسی بات ہے جو میں نے کسی سے بیان نہیں کی پھر مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بات یاد آئی کہ ایک آدمی کے وسوسہ کو دوسرے آدمی کا وسواس (وسوسہ ڈالنے والا) اطلاع کردیتا ہے پھر بات مشہور ہوجاتی ہے۔

حجاج بن یوسف کی حکایت:۔

(۲۹۱) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حجاج بن یوسف سے روایت کرتے ہیں اس کے پاس ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا جس کی طرف جادوگری کی نسبت کی گئی تھی تو حجاج نے اس سے پوچھا کیا تو جادوگر ہے؟ اس نے کہا نہیں تو حجاج نے ایک مٹھی کنکری لی اور ان کو شمار کیا اور پوچھا میرے ہاتھ میں کتنی کنکریاں ہیں؟ اس نے کہا اتنی اور اتنی تو حجاج نے ان کو پھینک دیا پھر ایک دوسری مٹھی بھری اور ان کو شمار نہ کیا پھر پوچھا یہ میرے ہاتھ میں کتنی ہیں؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا حجاج نے کہا تجھے پہلی تعداد کیسے معلوم ہوئی اور دوسری تعداد کیوں نہیں معلوم ہوئی؟ تو اس نے کہا ان کی تعداد آپ جانتے تھے تو آپ کے وسواس (وسوسہ ڈالنے والے) کو علم ہوگیا پھر آپ کے وسواس نے میرے وسواس کو بتادیا اور یہ (دوسری مٹھی کی) تعداد آپ کو نہیں معلوم تھی تو آپ کے وسواس کو بھی اس کا علم نہ ہوا اس لئے اس نے میرے وسواس کو خبر نہیں دی تو مجھے بھی اس کا علم نہ ہوسکا۔

حضرت امیر معاویہ کی حکایت:۔

(۲۹۲) ابوبکر بن ابی داؤد ''ذم الوسوسہ'' میں حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے منشی کو حکم دیا کہ ایک خفیہ رجسٹر تیار کرو تو اسی دوران کہ وہ لکھ رہا تھا ایک مکھی اس رجسٹر کے کنارہ پر آکر بیٹھ گئی تو اس منشی نے اس کو قلم سے مارا جس سے اس کے کچھ ہاتھ پاؤں کٹ گئے پھر وہ منشی باہر آیا تو لوگوں نے محل کے دروازہ پر اس کا استقبال کیا اور کہنے لگے امیر

المؤمنین نے ایسا ویسا لکھوایا ہے اس منشی نے پوچھا تمہیں کس نے بتایا لوگوں نے کہا لنگڑے حبشی نے جو ہمارے سامنے نکل کر آیا اس نے ہمیں اطلاع دی تو وہ منشی حضرت امیر معاویہ ؓ کے پاس واپس آیا اور انہیں اطلاع دی تو حضرت امیر معاویہ ؓ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ حبشی وہی مکھی ہے جس کو تو نے مارا تھا۔

فصل

جنوں کا انسانوں کو مرگی میں مبتلا کرنا

جن مرگی والے کے جسم میں داخل ہوتا ہے یا نہیں؟:۔

فرقۂ معتزلہ کے ایک گروہ نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ جنات مرگی والے کے بدن میں داخل ہو۔ حضرت امام ابوالحسن اشعری ؒ بیان فرماتے ہیں کہ اہلسنّت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جن مرگی والے کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۝﴾ (پ۳، سورۂ بقرہ، آیت ۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن (اپنی قبروں سے) ایسے اٹھیں جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان (آسیب) نے چھو کر باولا کر دیا ہے۔

امام احمد کا مذہب:۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل علیہما الرحمہ مرگی والے کے جسم میں جن

کے داخل ہونے کے متعلق اپنے والد امام احمد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت امام احمد ؒ سے عرض کیا کہ ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ مرگی والے انسان کے جسم میں جن داخل نہیں ہوتا تو میرے والد نے ارشاد فرمایا اے بیٹے! یہ جھوٹ بولتے ہیں وہی تو اس کی زبان پر بول رہا ہے۔

حضور ﷺ نے دیوانہ کے پیٹ سے جن نکالا:۔

(۲۹۳) مسند احمد، دارمی، طبرانی، ابونعیم اور امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت بابرکت میں لے کر آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میرے اس بیٹے کو جنون (دیوانگی) ہے اور یہ جنون اس کو صبح اور شام کے کھانے کے وقت پکڑ لیتا ہے یہ ہماری زندگی کا مزہ تلخ وخراب کر دیتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس بچہ کے سینہ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور اس کے لئے دعا فرمائی تو اس بچے نے قے کی تو اس کے پیٹ سے کتے کا سیاہ پلّا نکلا جو بھاگ گیا (حقیقت میں یہ جن ہی تھا جس نے سیاہ کتے کے بچے کی شکل اختیار کر لی تھی)۔

حضور ﷺ نے ایک اور بچے سے جن نکالا:۔

(۲۹۴) امام احمد، امام ابوداؤد اور طبرانی حضرت ام ابان بنت الوازع کی حدیث ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک دیوانہ بچہ لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کو میرے قریب لاؤ اور اس کی پیٹھ میرے سامنے کرو پھر حضور ﷺ نے اوپر نیچے سے اس کے

کپڑے پکڑے اور اس کی پیٹھ پر مارتے جاتے اور فرماتے جاتے اے اللہ کے دشمن! نکل جا تو وہ بچہ تندرست ہو کر دیکھنے لگا۔

(۲۹۵) ابو یعلیٰ، ابو نعیم اور امام بیہقی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو مقام بطن روحاء میں ایک عورت اپنا بچہ لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ میرا بیٹا ہے جس دن سے میں نے اسے جنا ہے اب تک اس کو افاقہ نہیں ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے بچہ لے لیا اور اس کو اپنے سینے اور ٹانگوں کے درمیان رکھ لیا اور اس کے منہ میں تھتکارا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں پھر حضور ﷺ نے وہ بچہ اس کی والدہ کو دے دیا اور فرمایا اس کو لے جا اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہے۔

امام احمد کے جن نکالنے کا واقعہ:۔

(۲۹۶) قاضی ابو یعلیٰ ''طبقات الحنفیہ'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت احمد بن عبداللہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن احمد بن علی عسکری سے سنا وہ کہتے ہیں میرے والد نے میرے دادا سے حدیث بیان کی میرے دادا کہتے ہیں کہ میں امام احمد بن حنبل کی مسجد میں موجود تھا کہ ان کی خدمت میں متوکل (بادشاہ) نے اپنا ایک وزیر بھیجا کہ وہ آپ کو مطلع کرے کہ اس کی شہزادی کو مرگی ہو گئی ہے اور عرض کرے کہ آپ اس کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں تو حضرت امام احمد بن حنبل ؒ نے وضوء کرنے کے لئے کھجور کے پتے کا تسمہ لگا ہوا لکڑی کا جوتا (کھڑاؤں جس کا

پتا کھجور کے پتے کا تھا) نکالا اور اس وزیر سے فرمایا امیر المؤمنین کے گھر جاؤ اس لڑکی کے سر کے پاس بیٹھو اور اس جن سے کہو کہ (امام) احمد فرما رہے ہیں تمہیں کیا پسند ہے آیا اس لڑکی سے نکل جانا پسند کرتے ہو یا اس (احمد) کے جوتے سے ستر (۷۰) جوتے کھانا پسند کرتے ہو؟ چنانچہ وہ وزیر اس جن کے پاس گیا اور اسے یہ پیغام پہنچا دیا اس سرکش جن نے لڑکی کی زبان سے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اگر امام احمد ہمیں عراق میں نہ رہنے کا حکم فرمائیں گے تو ہم عراق میں بھی نہیں رکیں گے وہ تو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے ہیں اور جو اللہ کی فرماں برداری کرتا ہے اس کی تو ساری کائنات فرماں بردار ہوتی ہے چنانچہ وہ جن اس لڑکی سے نکل گیا وہ لڑکی تندرست ہوگئی اور اس کے یہاں اولاد بھی ہوئی پھر جب امام احمد ؒ کا وصال ہو گیا تو وہ سرکش جن اس لڑکی پر دوبارہ آ گیا متوکل بادشاہ نے اپنے وزیر کو امام احمد کے شاگرد حضرت ابوبکر مروزی کی خدمت میں بھیجا تو اس نے پورے واقعہ سے مطلع کیا چنانچہ حضرت ابوبکر مروزی نے جوتا لیا اور اس لڑکی کے پاس گئے تو اس سرکش جن نے اس لڑکی کی زبان سے گفتگو کی اور کہا میں اس لڑکی سے نہیں نکلوں گا اور میں تمہاری اطاعت نہیں کروں گا اور تمہاری بات نہ مانوں گا امام احمد بن حنبل ؒ تو اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار بندے تھے اس لئے انہوں نے ہمیں اپنی اطاعت کا حکم دیا (ہم نے ان کی فرماں برداری کی وجہ سے ان کی اطاعت کی)۔

(۲۹۷) ابن تیمیہ نے مجموعہ فتاویٰ میں کہا انسانوں کو جنات کی مرگی کبھی تو شہوت اور خواہش و عشق کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی بغض و حسد اور تکلیف دینے میں

حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے ہوتی ہے خواہ پیشاب کے ذریعہ یا پانی انڈیل کر یا کسی جن کو مار ڈالنے کی وجہ سے اگرچہ وہ انسان اس (جن) کو نہ پہچانتا ہو اور جن میں ظلم اور جہالت ہوتی ہے تو انہیں جتنی سزا کے مستحق ہیں اس سے زائد سزا دینے کی وجہ سے بھی سوار ہو جاتے ہیں اور کبھی ان کے ساتھ محض کھیل کود اور شر کی وجہ سے ہوتی ہے جیسے بیوقوف انسانوں سے ہو جاتا ہے۔

پہلی صورت (شہوت، خواہش اور عشق) میں جن باتیں کرتا ہے اور علم ہو جاتا ہے کہ یہ حرام ہے اور گناہ کی وجہ سے ہے اور دوسری صورت (بغض، حسد، تکلیف دینے اور انتقام وغیرہ) میں انسان کو علم نہیں ہوتا اور جو انسان جنوں کو تکلیف دینے کا قصد نہیں کرتا وہ جنوں کی طرف سے سزا کا مستحق نہیں ہوتا بشرطیکہ اس نے ان کی تکلیف کا کام اپنے گھر اور اپنی ملکیت میں کیا ہو اور وہ یہ عذر کرتا ہے کہ یہ جگہ اس کی ملک میں ہے لہٰذا اسے ہر قسم کے تصرف کا حق حاصل ہے اور تم (جنات) انسان کی ملکیت میں بغیر ان کی اجازت کے نہیں رہ سکتے بلکہ تمہارے (جنوں) لئے وہ مقامات ہیں جہاں انسان نہیں رہتے مثلاً ویران اور میدان و خالی جگہیں۔

جنوں کے شر سے بچنے اور ان کے دفاع کے طریقے:۔

جنوں پر قابو پانے کے لئے ذکر، دعا اور معوذتین (سورۂ فلق، سورۂ ناس) پڑھنے اور نماز کے ذریعہ مدد حاصل کی جاتی ہے اگر جنوں کی وجہ سے کچھ لوگوں کو بیماری یا موت لاحق ہو جائے تو یہ خود اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں سب سے بڑا عمل جس سے جنوں کے خلاف مدد حاصل ہوتی ہے وہ آیت الکرسی کا پڑھنا ہے تجربہ کار حضرات

نے بار ہا اسے آزمایا ہے انسانوں کے نفس سے شیاطین کو دفع کرنے اور مرگی والوں سے مرگی دور کرنے اور جنوں کے حالات کو باطل کرنے میں آیت الکرسی کی بڑی عظیم تاثیر ہے اور ان گناہوں اور آفتوں سے بچنے میں بھی آیت الکرسی کی بڑی عظیم تاثیر ہے (البتہ جنوں کو دفع کرنے اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے بہت سے ایسے وظیفے وغیرہ پڑھے لکھے جاتے ہیں جن کے معنی معلوم نہیں ہوتے ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ اس معاملے میں عام طور پر عاملین اور عام لوگ پڑھتے ہیں ان میں اکثر شرکیہ الفاظ بھی ہوتے ہیں ایسے منتر سے احتراز کیا جائے۔

فائدہ جلیلہ از مترجم

کونسا جھاڑ پھونک جائز اور کونسا ناجائز:۔

جھاڑ پھونک کرنے کرانے میں کوئی حرج نہیں خصوصاً نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے میں مگر اس میں ناجائز یا کفریہ و شرکیہ الفاظ نہ ہوں چنانچہ بے شمار احادیث مبارکہ اس کی تائید میں وارد ہیں اور حدیث میں جہاں جھاڑ پھونک کی ممانعت آئی ہے وہاں خلاف شرع و کفریہ و شرکیہ الفاظ کے ذریعہ جھاڑنا پھونکنا مراد ہے۔

جھاڑ پھونک اور تعویذ کی اجرت لینا بھی جائز ہے اگرچہ قرآن کریم کی آیات یا سورت ہی سے پڑھ کر جھاڑے یا دم کرے کہ یہ تلاوت نہیں ہے حدیث شریف میں ایک صحابی کا سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا اور اس کا اچھا ہو جانا اور ان صحابی کا

پہلے ہی سے اجرت مقرر کر لینا اور اس کے اچھے ہونے کے بعد لینا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں معاملہ پیش کرنا اور حضور ﷺ کا انکار نہ فرمانا بلکہ جائز رکھنا اور اس اجرت میں سے اپنے لئے بھی حصہ لینا جھاڑ پھونک اور اجرت لینے کے جواز کی واضح دلیل ہے لیکن جھاڑ پھونک اور تعویذات میں شرعی امور کا لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے مثلاً قرآنی دعائیں اور آیات قرآنیہ اور دعائے ماثورہ یا ان کے اعداد یا کسی اسم کا نقش مظہر یا مضمر (اعداد) لکھا جائے اور ان کے معانی و مطالب کا علم ہونا ضروری نہیں البتہ معتبر علماء و صلحاء اہل سنت سے جو منسوب ہے وہی استعمال کیا جائے کہ اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کا امکان نہیں اور اگر اس تعویذ میں ناجائز الفاظ ہوں یا شرک و کفر کے الفاظ پر مشتمل ہوں تو ایسا تعویذ لکھنا بھی ناجائز و حرام ہے اور اس کا لینا اور باندھنا سب ناجائز ہے۔ اسمائے باری تعالیٰ اور ادعیہ وغیرہ سے بہت سے ایسے مریض جن کو تمام ڈاکٹروں اور حکیموں نے لاعلاج کہہ کر مایوس کر دیا وہ بھی اس جھاڑ پھونک اور تعویذات سے صحت یاب ہوئے ہیں بارہا کا آزمایا ہوا ہے لیکن بے دین و بدمذہب خصوصاً وہابی، دیوبندی خواہ مخواہ شرک و بدعت قرار دیتے ہیں اور جب خود لاعلاج بیماری میں مبتلاء ہو جاتے ہیں تو یہی شرک و بدعت جائز ہو جاتا ہے۔ ذیل میں ثبوت کے لئے چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے اور غلہ (پہلو کی پھنسیاں) میں جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

(۲) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا۔ (بخاری، مسلم)

(۳) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان (حضرت ام سلمہ) کے گھر میں ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے میں زردی تھی حضور ﷺ نے فرمایا اسے جھاڑ پھونک کرواس لئے کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔
(بخاری، مسلم)

(۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمایا تو عمرو بن حزم کے گھر والے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے جھاڑ پھونک کرنے سے منع فرما دیا اور ہمارے پاس بچھو کے ڈنک کا جھاڑ ہے اور اس جھاڑ کو حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس میں کچھ حرج نہیں جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو نفع پہنچائے۔ (مسلم)

(۵) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے ہم نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ اپنا جھاڑ میرے سامنے پیش کرو ۔ جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس میں شرک نہ ہو۔ (مسلم)

(۶) حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے رخصت ہوئے تو ہمارا عرب کے ایک قبیلہ پر گذر ہوا تو قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ تم اس شخص یعنی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بڑی بھلائی (قرآن کریم) لے کر آئے ہو تو کیا تمہارے پاس کوئی دوا یا جھاڑ پھونک ہے؟ ہمارے

یہاں ایک دیوانہ بیڑیوں میں بندھا ہوا ہے ہم نے کہا ہاں تو وہ اپنے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے دیوانے کو لے آئے میں نے اس پر تین دن تک صبح وشام سورۂ فاتحہ پڑھی اس طرح کہ اپنا تھوک منہ میں جمع کرتا پھر اس پر تھتکار دیتا وہ بالکل اچھا ہوگیا پھر انھوں نے مجھے اس کی کچھ اجرت پیش کی میں نے کہا جب تک میں نبی ﷺ سے پوچھ نہ لوں، نہیں لوں گا آپ نے فرمایا کھاؤ میری عمر کی قسم ہے یہ اس کے لئے برا ہے جو جھوٹے دم سے کھاتا ہے اور تم نے تو سچے دم سے کھایا۔ (ابوداؤد، مسند احمد)......اعظمی

مرگی اور جنات کو دفع کرنے کا لاجواب نسخہ:۔

(۲۹۸) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں حکیم، ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، عقیلی اور ابونعیم "حلیہ" میں اور ابن مردویہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک راستہ سے گزر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص کو مرگی ہوگئی میں اس کے قریب گیا اور میں نے اس کے کان میں تلاوت کی تو اس کو افاقہ ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَّ أَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ O﴾ (پ۱۸، سورۂ مؤمنون، آیت ۱۱۵) آخر سورت تک (مکمل سورت) تلاوت کی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا و الذی نفسی بیدہ لو أن رجلا مؤمنا قرأها علیٰ جبل لزال یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی مؤمن شخص اس آیت کی کسی پہاڑ پر تلاوت کرے تو وہ بھی ٹل جائے۔

جن نکالنے کا عجیب واقعہ:۔

(۲۹۹) ابن ابی الدنیا ابن یاسین سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قبیلۂ بنی سلیم کا ایک دیہاتی مسجد میں آیا اور حضرت حسن بصری ﷺ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اس سے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا میں دیہات کا رہنے والا ہوں میرا ایک بھائی اپنی قوم میں سب سے بڑا پہلوان تھا اس کو ایک ایسی مصیبت آپڑی جو ٹلنے کا نام نہ لیتی حتیٰ کہ ہم نے اس کو لوہے میں جکڑ دیا ہم باہمی باتیں کر رہے تھے کہ ایک غیب سے کہنے والا کہہ رہا ہے **السلام علیکم** اور ہمیں کوئی نظر نہیں آتا ہم نے اس کو جواب دیا ان (جنوں) نے کہا اے لوگو! ہم تمہارے پڑوسی ہیں ہم نے تمہارا پڑوسی بننے میں کوئی حرج نہیں سمجھا تھا لیکن ہمارے ایک بے وقوف نے تمہارے اس ساتھی کا مقابلہ کیا تو ہم نے اس کو چھوڑ دینے پر اکسایا لیکن اس نے انکار کر دیا جب ہمیں یہ بات معلوم ہوئی تو ہم نے چاہا کہ آپ لوگوں سے معذرت کر لیں پھر اس کے بھائی (یعنی مجھ) سے کہا جب فلاں دن ہو تو تم اپنی قوم کو جمع کر لو اور اس کو خوب جکڑ کر باندھ لو اگر یہ تم پر غالب آ جائے تو تم کبھی بھی اس پر قابو نہ پا سکو گے پھر اسے ایک اونٹ پر سوار کرو اور اسے فلاں وادی میں لے آؤ اور اس (وادی) کی سبزی لے کر کوٹ لو پھر اس کو اس پر لیپ چڑھا دو اور اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ یہ تم سے چھوٹنے نہ پائے اگر وہ چھوٹ گیا تو تم کبھی بھی اس پر غالب نہیں آسکو گے میں نے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے مجھے اس وادی اور اس سبزی کا پتہ کون بتائے گا؟ اس نے کہا جب وہ دن آئے تو تمہیں ایک آواز سنائی دے گی لہٰذا تم اس آواز کے

پیچھے چل پڑنا جب وہ دن آیا تو میں نے اس کو ایک اونٹ پر سوار کیا تو اچانک میرے سامنے سے ایک آواز سنائی دی چنانچہ میں اس کے پیچھے چلتا رہا پھر اس نے کہا اس وادی میں اتر جاؤ پھر کہا اے فلاں! اس سبزی سے لے لو اور ایسا ایسا کرلو ہم نے ویسا ہی کیا جب وہ دوا اس کے پیٹ میں پہنچی تو وہ اس جن سے اور اپنی مصیبت سے آزاد ہوگیا اور اپنی آنکھیں کھول دیں اس رہنما جن نے کہا اب اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کی زنجیر کھول دو میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں چھٹتے ہی بھاگ نہ جائے اس جن نے کہا خدا کی قسم یہ جن اب قیامت تک اس کے پاس نہیں آئے گا میں نے کہا خدا تم پر رحم فرمائے تم نے ہم پر احسان کیا لیکن ایک بات رہ گئی ہے اس سے بھی ہمیں مطلع کرتے جاؤ اس جن نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا جب تم نے ہم سے اس سے نجات کا طریقہ بتایا تھا تو میں نے منت مان لی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو صحت و تندرستی عطا فرمادیگا تو میں ناک میں نکیل ڈال کر پیدل حج کروں گا اس نے کہا یہ ایسی بات ہے جس کا ہمیں علم نہیں لیکن میں تمہیں اس کا حل بتاتا ہوں تم اس وادی سے اترو اور بصرہ جاؤ اور حضرت حسن بن ابی الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو اس لئے کہ وہ نیک آدمی ہیں۔

فائدہ:۔ یہ واقعہ ''لقط المرجان فی احکام الجان'' میں مکمل نہیں ہے لیکن ابن ابی الدنیا نے اس واقعہ کو مزید تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ہم یہاں اس کا مختصر خلاصہ نقل کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابن یاسین اس کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گئے تو اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا سارا واقعہ اور اپنی نذر بھی عرض کی تو حضرت

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناک میں نکیل ڈالنا تو شیطانی کام ہے جس کا کرنا تمہارے ذمہ لازم نہیں بلکہ یہ گناہ ہے اور اس کا کوئی کفارہ بھی نہیں البتہ پیدل چل کر بیت اللہ شریف کا حج کر کے اپنی نذر ادا کرلو اس سے تمہاری نذر ادا ہوجائے گی۔(از مترجم)

شاعر کی بیوی پر جن کا حملہ:۔

(۳۰۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ''التذکرة الحمدونیة'' میں ہے کہ ایک شاعر کی بیوی کو جن کی مرگی ہوگئی تو اس نے وہی پڑھ کر جھاڑ پھونک کیا جو عامل حضرات کرتے ہیں پھر اس نے اس سے پوچھا تو مسلمان ہے یا یہودی یا عیسائی؟ تو شیطان نے اس عورت کی زبانی اسے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں تو شاعر نے کہا پھر تو نے میری بیوی پر سوار ہونا کیوں کر حلال جانا جبکہ میں بھی تمہاری طرح مسلمان ہوں؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ میں بھی تمہاری ہی طرح اسے پسند کرتا ہوں شاعر نے کہا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا جرجان سے، شاعر نے پوچھا تو اس پر کیوں سوار ہوا؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ یہ عورت گھر میں ننگے سر چل رہی تھی۔ شاعر نے کہا اگر تو اتنا ہی غیرت مند تھا تو اس کے لئے جرجان سے دوپٹہ کیوں نہیں لے کر آیا جس سے اس کا سر ڈھک جاتا اور اس کا سر نہ کھلا رہتا۔

شیعہ پر جن کا حملہ:۔

(۳۰۱) ابن جوزی کی کتاب ''عقلاء المجانین'' میں ابن ابی الدنیا کے حوالے سے ہے کہتے ہیں ہم سے حسین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے منیٰ

میں ایک مرگی والے مجنون سے ملاقات کی جب وہ کسی فریضہ کی ادائیگی یا اللہ کا ذکر کرنا چاہتا تو اس کو مرگی لاحق ہو جاتی تو میں نے بھی اس سے وہی کہا جو لوگ کہتے تھے کہ اگر تو یہودی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ اور اگر تو عیسائی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واسطہ اور اگر تو مسلمان ہے تو حضور محمد ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو اس کو چھوڑ دے اس نے کہا ہم نہ یہودی ہیں نہ عیسائی، ہم نے اس کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض رکھنے والا پایا اس لئے ہم نے اس کو اہم ترین فرائض سے روک دیا۔

معتزلی پر جن کا حملہ:۔

(۳۰۲) ابن جوزی کی کتاب ''عقلاء الجانین'' میں ابن ابی الدنیا کے حوالے سے حضرت سعید بن یحییٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے ایک مجنون کو حمص (شہر) میں مرگی زدہ دیکھا جس پر لوگوں کا مجمع لگا ہوا ہے میں نے اس کے قریب جا کر اس سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس پر حملہ کرنے کی اجازت دی ہے یا تم خود شرارت کر رہے ہو؟ تو اس نے مجنون کی زبانی کہا ہم اللہ تعالیٰ پر جرأت نہیں کر سکتے لہٰذا تم اسے چھوڑ دو تا کہ یہ مر جائے کیونکہ یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے (اللہ کی صفت کلام نہیں ہے حالانکہ یہ کفر ہے)۔

ایک اور معتزلی پر جن کا حملہ:۔

(۳۰۳) رسالہ قشیری میں حضرت ابراہیم خواص نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات ایسے آدمی کے پاس گیا جس کو شیطان نے مرگی میں مبتلا کر دیا

ہے میں اس کے کان میں اذان دینے لگا تو شیطان نے اس کے اندر سے مجھے پکار کر کہا مجھے چھوڑ دو میں اس کو مار ڈالوں گا اس لئے کہ یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک مخلوق ہے۔

فصل

جنوں کا انسانوں کو اغوا کرنے کا بیان

(۳۰۴) ابن ابی الدنیا حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی قوم کا ایک آدمی عشاء کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلا اور گم ہو گیا تو اس کی بیوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اس کا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے چار سال انتظار کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ اس نے انتظار کیا پھر آپ نے اسے نکاح کی اجازت دے دی اس کے دوسرے نکاح کے (کچھ ہی عرصہ) بعد اس کا پہلا شوہر واپس آ گیا تو لوگوں نے اس کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص ایک طویل زمانہ تک غائب رہتا ہے اور اس کے گھر والوں کو اس کی زندگی کا علم نہیں ہوتا تو اس (غائب ہونے والے) شخص نے عرض کیا مجھے ایک عذر لاحق ہو گیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تمہارا عذر کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں عشاء کی نماز کے لئے نکلا تو مجھے جنوں نے قید کر لیا اور میں ان میں ایک طویل زمانہ تک رہا پھر ان سے مسلمان جنوں نے جنگ کی اور وہ ان پر غالب آ گئے اور ان کے قیدیوں تک

بھی پہنچ گئے اور ان قیدیوں میں میں بھی تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا تمہارا دین و مذہب کیا ہے؟ میں نے کہا میں مسلمان ہوں تو انہوں نے کہا تم تو ہمارے ہی دین پر ہو ہمارے لئے تمہارا قید رہنا حلال نہیں (ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی) چنانچہ انہوں نے مجھے وہاں رہنے یا وہاں سے واپس آنے کا اختیار دے دیا تو میں نے واپسی کو پسند کیا تو وہ رات کو میرے ساتھ انسانی شکل میں ہوتے اور مجھ سے باتیں کرتے اور دن میں ہوا کے بگولے کی صورت میں ہوتے میں ان کے پیچھے پیچھے چلتا حضرت عمر ؓ نے پوچھا تم کیا کھاتے تھے؟ عرض کیا ہر وہ کھانا جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا پھر پوچھا تم کیا پیتے تھے؟ عرض کیا وہ رس جس میں ابھی نشہ نہ آیا ہو (شراب نہ بنی ہو) تو حضرت عمر ؓ نے اس شخص کو عورت کو بیوی بنانے یا اس کو طلاق دینے کا اختیار دے دیا۔

فائدہ:- دار قطنی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفقود و لاپتہ کی بیوی جب تک بیان نہ آ جائے (اس کی موت یا طلاق دینا نہ معلوم ہو جائے) اسی کی بیوی ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق میں ہے حضرت علی ؓ نے مفقود کی بیوی کے متعلق فرمایا کہ وہ ایک ایسی عورت ہے جو مصیبت میں مبتلاء کی گئی اس کو صبر کرنا چاہئے جب تک اس کے شوہر کے مرنے یا طلاق کی خبر نہ آ جائے جس کی مدت فقہاء نے ستر (۷۰) سال بیان کی ہے یعنی جب مفقود کی عمر ستر سال کی ہو جائے اور اس کے تمام ہم عمر و ہم وطن انتقال کر جائیں تو اس کی موت کا حکم دے دیا جائے گا اس کے بعد وہ عدت کے چار ماہ دس دن گزار کر دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے

لیکن اگر اس کے بعد بھی آ گیا تو اسے دوسرے شوہر سے جدا کر کے پہلے شوہر کے حوالے کر دیا جائے گا یا یہ کہ شوہر اول طلاق دیدے اور عدت گزار کر دوسرے شوہر سے دوبارہ نکاح کر لے۔ (اعظمی)

جنات کا ایک لڑکی کو اٹھانے کا واقعہ:۔

(۳۰۵) خرائطی ''ھواتف'' میں امام شعبی کی سند سے حضرت نضر بن عمرو حارثی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہماری جانب ایک کنواں تھا میں نے اپنی بیٹی کو ایک پیالہ دیکر بھیجا کہ اس میں ہمارے لئے پانی لے آئے مگر اس نے ہمارے پاس آنے میں دیر لگا دی ہم اس کو تلاش کر کر کے تھک گئے اور ہم اس کے پانے سے ناامید ہو گئے اللہ کی قسم میں ایک رات اپنے سائبان کے نیچے بیٹھا تھا کہ میرے سامنے دور سے ایک سایہ نظر آیا جب وہ قریب ہوا تو وہ میری وہی بیٹی تھی میں نے کہا تو میری بیٹی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں میں آپ کی بیٹی ہوں میں نے پوچھا اے بیٹی! تو کہاں تھی؟ اس نے کہا آپ کو یاد ہے کہ آپ نے مجھے ایک رات کنویں پر بھیجا تھا تو مجھے ایک جن نے پکڑ لیا اور مجھے اڑا لے گیا تو میں اس کے پاس اس وقت تک رہی کہ اس کے اور جنوں کی ایک جماعت کے درمیان جنگ واقع ہوئی تو اس جن نے میرے ساتھ عہد کیا کہ اگر وہ ان پر کامیاب ہو گیا تو وہ مجھے آپ کے پاس واپس لوٹا دے گا چنانچہ وہ کامیاب ہوا اور مجھے آپ کے پاس لوٹا دیا میں نے اس لڑکی کو دیکھا تو سانولے رنگ کی ہو گئی تھی اور اس کے بال کم ہو گئے تھے اور گوشت ختم ہو گیا تھا (دبلی ہو گئی تھی) پھر وہ ہمارے پاس رہ کر تندرست ہو گئی اور اس کے چچازاد بھائی نے

اس سے نکاح کا پیغام بھیجا تو ہم نے اس کا نکاح کر دیا اس جن نے اپنے اور اس لڑکی کے درمیان ایک علامت مقرر کر رکھی تھی کہ جب اسے ضرورت پڑے تو اس جن کو بلا لے جب اس کا شوہر اس لڑکی کو دیکھتا تو وہ شک کرتا کہ وہ اس کو اشارہ کر رہی ہے اور اس کا چچازاد بھائی (اس لڑکی کا شوہر) ہمیشہ اس پر عیب لگاتا تھا ایک مرتبہ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا تو شیطان جن ہے انسان نہیں ہے چنانچہ اس لڑکی نے اسی مقررہ علامت کے ذریعہ اشارہ کیا تو اس کے شوہر کو ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ اگر تو اس کی طرف بڑھا تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دونگا میں نے زمانہ جاہلیت میں اپنے مقام ومرتبہ کی وجہ سے اس کی حفاظت کی ہے اور مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنے دین کے اعتبار سے اس کی حفاظت کرتا رہوں گا تو اس جوان نے کہا تو ہمارے سامنے کیوں نہیں آتا ہم بھی تو تمہیں دیکھیں؟ اس نے کہا یہ ہمارے لئے مناسب نہیں کیونکہ ہمارے باپ دادا نے ہمارے لئے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔

(۱) ہم خود تو دیکھ سکیں لیکن ہمیں کسی کو نہ دکھایا جائے۔

(۲) ہم سطح زمین کے نیچے رہیں۔

(۳) ہمارا ہر ایک بڑھاپے سے اپنے گھٹنوں تک پہنچ کر دوبارہ جوان ہو جائے۔

تو اس نے کہا اے جن! کیا تم ہمیں چوتھی کے بخار کی دوا نہیں بتاؤ گے؟ اس نے کہا کیوں نہیں کیا تو نے مکڑی کی طرح کا جانور پانی پر دیکھا ہے؟ اس کو پکڑ لے اور اس کی کسی ٹانگ کو روئی کے دھاگہ (کچے دھاگہ) سے باندھ لے پھر اس کو اپنے

بائیں بازو پر باندھ تو اس نے ایسا ہی کیا اور وہ اس بخار سے اس طرح نجات پا گیا گویا اسے رسی سے کھول دیا گیا پھر اس نوجوان نے پوچھا اے جن! تم ہمیں اس آدمی کا علاج نہیں بتادو گے؟ جو عورت ارادہ کرتی ہے وہ مرد بھی ارادہ کرے؟ جن نے پوچھا کیا اس سے مردوں کو تکلیف ہوتی ہے؟ اس نے کہا ہاں جن نے کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو میں تجھے اس کا بھی علاج بتادیتا۔

(۳۰۶) امام خرائطی نے ''الھواتف'' میں ابن عمیر کی سند سے حضرت امام شعبی وہ زیاد بن نضر حارثی سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں اپنے ایک کوئیں کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ ایک محلّہ کا آدمی تھا جس کا نام عمرو بن مالک ہے اس کے ساتھ اس کی ایک جوان لڑکی تھی اس نے کہا اے بیٹی! یہ پیالہ پکڑ اور کوئیں سے پانی لا کر مجھے پلا اس کوئیں پر ایک جن تھا جس نے اسے گھیر لیا اور اس نے اس لڑکی کو اچک لیا اور اسے لے گیا لڑکی کے باپ نے اسے گم پایا تو اس نے محلّہ میں آواز لگائی چنانچہ ہم ہر مصیبت وخواری میں نکلے اور ہم نے ہر قبیلۂ پہاڑی اور راستے میں تلاش کیا لیکن اس کا کچھ پتہ نہ چلا پھر جب حضرت عمر بن خطاب ؓ کا زمانہ آیا تو اچانک وہ لڑکی آ گئی اور اس کے بال اور اس کے ناخن لمبے لمبے ہو گئے تھے اس کا باپ اس کی طرف بڑھا اور اس کا بوسہ لیا اور کہا اے بیٹی! تو کہاں تھی؟ اور تجھے زمین نے کہاں سے نکالا؟ اس نے کہا کیا آپ کو کوئیں سے پانی منگانا یاد ہے؟ اس کے باپ نے کہا ہاں اس لڑکی نے کہا اس کوئیں پر ایک جن تھا جس نے مجھے گھیر لیا اور مجھے اچک لے گیا تو اب تک میں ان کے ساتھ ہی رہی اللہ کی قسم اس نے میرے ساتھ کوئی نازیبا

حرکت نہیں کی یہاں تک کہ جب ایک مسلمان قوم (جنوں) نے مشرک جنوں سے جنگ کی ان جنوں نے اللہ کے لئے عہد کیا کہ اگر وہ لوگ کامیاب ہو گئے تو مجھے میرے گھر والوں میں واپس کر دیں گے چنانچہ وہ لوگ کامیاب ہو گئے تو اس نے مجھے اٹھایا جب میں نے صبح کی تو میں آپ لوگوں کو دیکھ رہی ہوں اس جن نے میرے اور اپنے درمیان ایک نشان مقرر کر لیا جب بھی مجھے ان کی ضرورت پڑے تو میں اپنی آواز بلند کردوں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے گھر والوں نے اس کے بال اور اس کے ناخن کاٹ دیئے پھر اس کے باپ نے محلّہ کے ایک نوجوان سے اس کی شادی کر دی پھر ان دونوں میاں بیوی کے درمیان لڑائی ہوئی جیسا کہ میاں بیوی کے درمیان ہوا کرتی ہے تو اس کے شوہر نے کہا اے دیوانی! تیری جنوں ہی میں پرورش ہوئی ہے تو اس لڑکی نے اپنی آواز بلند کی تو اچانک ایک غیب سے آواز دینے والے نے ہمیں آواز دی اے بنو حارث کے نوجوانو! اکٹھا ہو جاؤ اور برائے مہربانی حیا کرو۔ ہم نے کہا اے جن! ہم آواز سن رہے ہیں لیکن ہمیں کچھ نظر نہیں آتا اس جن نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں بھی اپنے مرتبہ و مقام کی وجہ سے اس کی حفاظت کی ہے اور مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنے دین کے لحاظ سے اس کی حفاظت کرتا رہوں گا اللہ کی قسم میں نے اس سے کبھی غلط فائدہ حاصل نہیں کیا میں فلاں زمین میں تھا تو میں نے اس کی آواز سنی تو میں جس کام میں مصروف تھا اسے وہیں چھوڑ کر آ گیا اور میں نے اس سے پوچھا تو اس لڑکی نے بتایا کہ میرے شوہر نے مجھے عار دلایا ہے کہ میں جنوں میں تھی خبردار! اللہ کی قسم اگر تو نے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو میں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا لوگ اس

جن کی طرف بڑھے اور کہا ہمارے سامنے ظاہر ہو ہم تمہیں بدلہ دیں گے ہمارے پاس تمہاری جزاء و بدلہ ہے اس نے کہا ہمارے باپ دادا نے جو سوال کیا وہ یہ ہیں۔ (تین چیزوں کا سوال کیا تھا)

(۱) ہم خود تو دیکھ سکیں لیکن ہمیں کسی کو نہ دکھایا جائے۔

(۲) ہم سطح زمین کے نیچے سے نہ نکلیں۔

(۳) ہمارا بوڑھا دوبارہ جوان ہو جائے۔

اس وقت محلّہ کی ایک بوڑھی عورت نے جن سے کہا اے جن! ایک میری بیٹی ہے جس کو چوتھی کے بخار نے پکڑ لیا ہے تو کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دواء ہے؟ اس نے کہا کھیتی میں اتر جا اور پانی کی لمبے ٹانگوں والی مکھی کی طرف دیکھ جس کے منہ پر نہریں ہوں اس میں سے سات رنگ لے لے یعنی پیلا، سرخ، سبز، کالا، پھر اس کے درمیان میں مکھی رکھ کر اپنی انگلیوں سے مسل دے پھر اس کو اس لڑکی کے بائیں بازو پر باندھ دے چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا تو وہ لڑکی اس بخار سے نجات پا گئی گویا اسے رسی سے کھول دیا گیا ہے۔

جنوں کے واقعات بیان کرنے والا خرافہ:۔

(۳۰۷) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام احمد اور امام ترمذی نے ''شمائل'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک شب ایک واقعہ بیان فرمایا تو آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ مطہرہ نے کہا یہ واقعہ تو خرافہ کا ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم

جانتی ہو خرافہ کون ہے؟ خرافہ ایک آدمی تھا جس کو اسلام سے پہلے کسی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں جنوں نے قید کرلیا تو وہ شخص ان میں ایک طویل مدت تک ٹھہرا رہا پھر جنوں نے اس کو انسانوں میں واپس لوٹا دیا تو وہ لوگوں سے ایسے عجائب بیان کیا کرتا تھا جو اس نے جنوں میں دیکھا تھا اور لوگ تعجب کی بناء پر کہا کرتے تھے کہ یہ بات تو خرافہ کی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو خرافہ کی بات سنائی:۔

(۳۰۸) ابن حبان اپنی تاریخ میں حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ کی ازواج مطہرات تشریف لائیں تو حضور ﷺ ان سے ایسی باتیں فرماتے رہے جیسا کہ انسان اپنے گھر والوں میں کرتا ہے تو ان ازواج میں سے ایک نے کہا یہ تو خرافہ جیسی (عجیب) بات ہے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم لوگ (ازواج مطہرات) جانتی ہو خرافہ کا قصہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم نہیں جانتے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا خرافہ قبیلہ عذرہ میں سے تھا اس کو جن اٹھا کر لے گئے یہ جنوں کے ساتھ کافی عرصہ تک رہا پھر انسانوں میں واپس آیا تو ایسی حکایات بیان کرتا تھا جو جنوں میں ہوا کرتی تھیں اس نے ایک حکایت یہ بیان کی کہ ایک جن کو اس کی ماں نے شادی کرنے کا حکم دیا تو اس نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی وجہ سے تجھے تکلیف ہوگی لیکن اس کی والدہ اس کے پیچھے لگی رہی یہاں تک کہ ایک جن عورت سے اس کی شادی کردی یہ جن ایک رات بیوی کے پاس رہتا اور ایک رات اپنی ماں کے پاس رہتا ایک رات اس کی ماں اکیلی تھی اور یہ اپنی بیوی

کے پاس تھا ایک اجنبی نے اس کی ماں کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اس نے پوچھا کیا رات کو گزارنے کے لئے کوئی جگہ ہے؟ اس نے کہا ہاں ہے پھر اس نے پوچھا کیا کچھ کھانے کو ہے؟ جن کی ماں نے کہا ہاں کھانا بھی ہے اس نے پوچھا کیا کوئی قصہ گوئی کرنے والا بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں تم میرے بیٹے کے پاس کسی کو بھیج دو وہ قصہ گوئی بھی کرے گا اس نے پوچھا یہ کس چیز کی آواز ہے جو ہم تمہارے گھر میں سن رہے ہیں؟ اس نے کہا یہ اونٹ اور بکری ہیں ان میں سے ایک شخص نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا آرزو کرنے والا جو تمنا کرتا ہے دے دو تو خرافہ نے کہا جب صبح ہوئی تو اس عورت کا گھر بکریوں اور اونٹوں سے بھرا ہوا تھا جب اس کی ماں نے اپنے خبیث النفس بیٹے کو دیکھا تو کہا بیٹا! تیرا کیا خیال ہے؟ شاید تیری بیوی نے تجھے کہا ہے کہ ان مویشیوں کو میرے گھر میں منتقل کردے۔ تو اس نے کہا ہاں پھر اس کی ماں نے کہا مجھے اس کے گھر منتقل کردو چنانچہ اس کے بیٹے نے ایسا ہی کیا یہ کچھ عرصہ ٹھہرے ہوں گے کہ وہ دونوں اجنبی ایک دفعہ اس کی بیوی کے پاس گئے جب کہ اس کا شوہر اپنی والدہ کے پاس تھا اس نے سلام کیا تو اس کی بیوی نے جواب دیا اس نے پوچھا کیا یہاں کوئی رات بسر کرنے کی جگہ ہے؟ عورت نے کہا نہیں اس نے کہا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے کہا کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں ہے اس نے پوچھا کیا یہاں کوئی انسان ہے جو ہم سے بات چیت کرے؟ عورت نے کہا وہ بھی نہیں ہے تو اس نے کہا یہ تمہارے گھر میں ہم کسی چیز کی آواز سن رہے ہیں؟ عورت نے کہا یہ درندے ہیں تو ان دونوں میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا آرزومند جس چیز کی تمنا کرے دے دو اگر چہ شر

ہی ہوتو اس عورت کا گھر درندوں سے بھر گیا جب یہ عورت صبح کو اٹھی تو ان درندوں نے ان بکریوں اور اونٹوں کو کھا لیا تھا۔

جنوں کا انسانوں کو وبا اور طاعون میں مبتلا کرنے کا بیان

امت مرحومہ وباء اور طاعون کی وجہ سے ختم ہوگی:۔

(۳۰۹) امام احمد، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا ''الطواعین'' میں اور بزار، ابویعلیٰ، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم اپنی ''صحیح'' میں اور امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں **فناء أمتی بالطعن و الطاعون قالوا یا رسول الله! هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون. قال وخز أعدائکم من الجن** یعنی میری امت وبا اور طاعون سے فناء ہوگی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ یہ طعن (وباء) تو ہم جانتے ہیں مگر طاعون کیا چیز ہے؟ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا یہ تمہارے دشمن جنوں کی چوک (شدت) ہے۔

فائدہ:۔مؤلف علامہ شبلی نے کہا مسند امام احمد کے الفاظ یہ ہیں **وخز أخوانکم** یعنی **وخز أعدائکم** کے بجائے **وخز أخوانکم** ذکر کیا ہے۔(مترجم)

مؤلف (علامہ ابوبکر شبلی) کہتے ہیں اللہ کی قسم یہ الفاظ نہ تو مسند احمد میں ہیں نہ کسی اور حدیث کی کتاب میں حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب ''بذل الماعون فی فضل الطاعون'' میں لکھتے ہیں علماء کی ایک جماعت نے **وخز أخوانکم من الجن**

کے الفاظ ذکر کیے ہیں جب کہ انتہائی تلاش وجستجو وکوشش کے باوجود یہ الفاظ نہیں ملے اور نہ معلوم ہوئے نہ مشہور کتابوں میں نہ مختلف اجزاء میں۔

طاعون میں مرنے والا شہید ہوتا ہے:

(۳۱۰) ابویعلیٰ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ طاعون کے متعلق ارشادفرماتے ہیں! **وخزة تصیب أمتی من أعدائهم من الجن غدة کغدة الإبل من أقام علیها کان مرابطا و من أصیب به کان شهیدا و من فر منه کان کالفار من الزحف** ۔یعنی طاعون میں ایک شدت ہے جو میری امت کو ان کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گی اس کی کوہان اونٹ کی کوہان کی طرح ہوگی جو شخص اس طاعون کے علاقہ میں مقیم رہا وہ شخص اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا مجاہد ہوگا اور جو اس میں انتقال ہوگیا و شہادت کا مرتبہ پائے گا اور جو اس سے بھاگے گا وہ جنگ میں دشمن اسلام کے سامنے سے جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہوگا۔

انسانوں کو جنوں کی نظر بد لگنے کا بیان

(۳۱۱) امام بخاری اور امام مسلم نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی ال تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے گھر میں ایک بچی کو دیکھا جس کو جن کی نظر بد لگی ہوئی تھی تو حضور ﷺ نے ارشادفرمایا اس کو فلاں سے جھاڑ پھونک کرالو کہ اس کو نظر بد لگ گئی ہے۔

فائدہ:-اس حدیث میں النظرۃ (نظر بد) کی جگہ عربی میں سفعة کا لفظ ہے جس کے متعلق حضرت حسین بن مسعود فراء (بغوی محی السنة' قامع البدعة محدث صاحب مصابیح السنة ومعالم التنزیل وغیرہ) فرماتے ہیں کہ سفعة کے معنی جن کی نظر بد لگنے کے ہیں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس بچی کو جن کی نظر بد لگ گئی تھی آکام المرجان فی احکام الجان کے مصنف فرماتے ہیں کہ آنکھ دو قسم کی ہے ایک انسان کی آنکھ، دوسری جن کی آنکھ یعنی ایک انسان کی نظر لگنا دوسری جن کی۔ بعض علمائے کرام اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس نظر بد کا علاج تعویذات اور جھاڑ پھونک سے کرایا اور اس پر بیماری کی تکلیف کا پانی ڈالا اور کہا اس کو جن کی نظر بد لگی تھی اگر وہ نظر لگنے کا علم نہ رکھتے تو انسان کی نظروں کا علاج کرتے۔

فائدہ:۔ جب شیطان کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچے تو أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ O پڑھے اور بائیں جانب تھتکار دے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

(از مترجم)

جنوں اور شیطانوں سے محفوظ رہنے کا بیان

جنوں کے شر سے بچنے کے اعمال و وظائف:۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿وَ إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُO﴾ (پ۲۴، سورۂ حم سجدہ، آیت ۳۶) اور اے سننے والے اگر شیطان تمہیں کوئی کونچا (وسوسہ) دے تو تم اللہ کی پناہ مانگو بے

شک وہی سنتا جانتا ہے۔

آیت الکرسی ہر قسم کے شیطان سے پناہ کا ذریعہ ہے:۔

(۳۱۲) امام بخاری اور امام نسائی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کی حفاظت مجھے سپرد فرمائی تھی ایک شخص آیا اور غلہ بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ کہنے لگا میں محتاج عیال دار ہوں سخت حاجت مند ہوں ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اس نے شدید حاجت اور عیال داری کی شکایت کی اس پر مجھے رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں اس کے انتظار میں تھا چنانچہ وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بہت محتاج ہوں اور بال بچے دار ہوں اب نہیں آؤں گا مجھے چھوڑ دو مجھے رحم آ گیا اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ اس نے سخت حاجت مندی کا اظہار کیا اور عیال داری کی شکایت کی مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور پھر آئے گا میں اس کے انتظار میں تھا کہ وہ آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے پکڑ لیا اور کہا تجھے رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا تین مرتبہ ہو چکا تو کہتا ہے اب نہیں آؤں گا پھر آتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا جب تم بستر پر جاؤ آیۃ الکرسی ﴿اللّٰہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (الآیۃ) پوری پڑھو صبح تک اللہ کی طرف سے تم پر نگہبان ہوگا اور شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے کہا میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا آپ نے فرمایا یہ بات اس نے سچ کہی لیکن وہ بہت بڑا جھوٹا ہے اے ابو ہریرہ! تمہیں معلوم ہے یہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون ہے؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان ہے۔

ایک چور جن کا واقعہ:۔

(۳۱۳) ابو یعلیٰ، ابن حبان اور ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور حاکم نے اور حاکم نے صحیح کہا اور ابو نعیم و امام بیہقی ایک ساتھ ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان کے پاس ایک مشک میں کھجور تھی جس کی میرے والد بہت حفاظت کرتے تھے اس کے باوجود وہ اسے کم پاتے تھے یعنی کھجور کم ہوتی جا رہی تھی وہ ایک رات اس کی حفاظت میں لگے رہے تو بالغ لڑکے کے مشابہ ایک چوپایہ نظر آیا راوی ؓ فرماتے ہیں میں نے اس کو سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا تم کون ہو جن ہو یا انسان ہو؟ اس نے کہا جن ہوں میں نے کہا تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں پکڑا دو تو اس نے اپنا

ہاتھ مجھے پکڑا دیا تو وہ کتے کا ہاتھ اور کتے کے بال معلوم ہوتے تھے میں نے کہا کیا جنوں کی پیدائش اسی طرح ہے؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ جنوں میں مجھ سے بھی زیادہ طاقتور موجود ہیں (سب میری طرح کمزور نہیں ہوتے) میں نے کہا تمہیں اس کام پر کس چیز نے مجبور کیا؟ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو صدقہ کرنے کو پسند کرنے والا شخص ہے تو میں نے بھی قصد کیا کہ تمہارے کھانے سے میں بھی اپنا نصیب لے لوں تو حضرت اُبی ؓ نے اس سے پوچھا اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ کون سا عمل ہے جو ہمیں تجھ سے محفوظ رکھ سکتا ہے کہا یہ آیت ﴿اللّٰہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ (الآیۃ) (آیت الکرسی) تو حضرت اُبی ؓ نے اس کو چھوڑ دیا پھر جب دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کی اطلاع کی تو آپ نے ارشاد فرمایا تجھ سے خبیث نے سچ کہا۔

ایک اور چور جن کا واقعہ:۔

(۳۱۴) ابن ابی الدنیا، طبرانی، حاکم اور ابو نعیم و امام بیہقی حضرت ابو الاسود دؤلی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے گزارش کی کہ آپ مجھے اس شیطان کا قصہ سنائیں جس کو آپ نے گرفتار کیا تھا تو حضرت معاذ بن جبل ؓ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے صدقات کا نگران مقرر فرمایا میں نے ان کھجوروں کو ایک کمرہ میں رکھ دیا پھر میں ـ دیکھا کہ کھجوریں کم ہو رہی ہیں تو میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع کی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ شیطان ہے جو کھجوریں اٹھا کر لے جا رہا ہے تو میں اس کی

میں داخل ہوگیا اور دروازہ کو بند کر دیا تو ایک بہت بڑی تاریکی آ کر دروازہ پر چھا گئی پھر اس نے ہاتھی کی شکل اختیار کی پھر ایک دوسری شکل اختیار کی پھر دروازہ کی درازوں سے داخل ہوگئی تو میں نے بھی ہمت باندھ لی اس نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں چنانچہ میں نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسے پکڑ لیا اور ہاتھ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے دشمن! تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں بوڑھا ہوں' کثیر العیال ہوں' فقیر ہوں اور نصیبین کے جنوں میں سے ہوں تمہارے نبی کی بعثت سے پہلے یہ بستی ہماری تھی ہم یہاں رہتے تھے پھر جب انہیں (تمہارے نبی کو) مبعوث کیا گیا تو ہمیں اس بستی سے نکال دیا گیا لہٰذا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہارے پاس کبھی نہیں آؤں گا چنانچہ میں نے اس کو چھوڑ دیا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی حضور ﷺ کو اطلاع دی تو حضور اقدس ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر ایک منادی نے ندا دی کہ معاذ بن جبل کہاں ہیں؟ تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا ما فعل أسیرک یا معاذ؟ یعنی اے معاذ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے حضور اقدس ﷺ کو سارا واقعہ عرض کر دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ دوبارہ آئے گا لہٰذا تم تیار رہنا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پھر اس کمرہ میں داخل ہوگیا اور دروازہ بند کر لیا چنانچہ وہ پھر آیا اور دروازہ کے شگاف سے داخل ہو کر کھجوریں کھانے لگا تو میں نے پھر اسی طرح کیا جیسے پہلی مرتبہ کیا تھا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو اب میں دوبارہ ہرگز نہیں آؤں گا میں نے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے پہلے بھی یہی نہیں کہا تھا کہ دوبارہ نہیں آئے گا؟ اس نے کہا اب

میں ہرگز نہیں آؤں گا اور اس کی نشانی یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص سورۂ بقرہ کے آخری حصہ کی تلاوت کرے گا تو ہم جنوں میں سے کوئی بھی اس رات اس کے گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

فائدہ:۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس جن نے کہا میں عیالدار ہوں اور نصیبین ہی سے آیا ہوں اگر میں اس کے سوا کچھ پاتا تو اللہ کی قسم میں آپ کے پاس نہ آتا ہم آپ کے اسی شہر میں رہتے تھے جس میں آپ کے نبی ﷺ مبعوث فرمائے گئے جب ان پر دو آیتیں نازل ہوئیں تو ہمیں اس شہر سے نکال کر نصیبین میں ڈال دیا گیا جس گھر میں یہ دو آیتیں تلاوت کی جائیں گی اس گھر میں شیطان تین دن تک داخل نہ ہوگا اگر آپ میرا راستہ چھوڑ دیں تو میں آپ کو وہ دونوں آیتیں سکھا دوں گا میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کا آخری حصہ (امن الرسول سے آخر سورت تک) (یعنی سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات) کا ذکر کیا تو میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس بات کا ذکر کیا جو اس نے کہی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس خبیث جھوٹے نے سچ کہا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد سے میں یہ دونوں آیتیں پڑھتا رہا پھر اس میں کوئی کمی نہیں پاتا۔ (اعظمی)

ایک اور چور جن کا واقعہ:۔

(۳۱۵) ابن ابی شیبہ' امام احمد' امام ترمذی اور امام ترمذی نے اس کو حسن کہا اور ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حاکم اور ابو

نعیم حضرت ابوایوب انصاری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا ایک طاقچہ (چھوٹی محراب) تھا جس میں آپ نے کھجور رکھی ہوئی تھی تو ایک بھوتنی آتی اور اس میں سے کچھ چرا لے جاتی حضرت ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں شکایت کی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم جاؤ اور جب اسے دیکھو تو یہ پڑھو **بسم الله أجيبي رسول الله** ﷺ اللہ تعالیٰ کے نام سے کہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جواب دے۔

راوی کہتے ہیں اس طرح حضرت ابوایوب انصاری ؓ نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے حلف اٹھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا پھر جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابو ایوب! تیرا قیدی کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا اس نے حلف اٹھائی کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اس بھوتنی نے جھوٹ بولا وہ جھوٹی ہونے کی وجہ سے دوبارہ آئے گی تو حضرت ابوایوب ؓ نے اسے دوبارہ پکڑ لیا پھر اس نے قسم کھائی کہ اب نہیں آئے گی چنانچہ پھر حضرت ابوایوب ؓ نے اسے چھوڑ دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے ابوایوب! **ما فعل أسيرك؟** یعنی تیرا قیدی کیا ہوا؟ حضرت ابوایوب ؓ نے عرض کیا اس نے قسم کھائی کہ اب نہیں آئے گی حضور ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا وہ جھوٹی ہونے کی وجہ سے دوبارہ آئے گی حضرت ابوایوب ؓ نے اسے پھر (تیسری بار بھی) پکڑ لیا اور فرمایا اب میں تجھے نہیں چھوڑں گا یہاں تک کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت

اقدس میں لے جاؤں گا اس نے کہا میں تمہیں ایک چیز یعنی آیت الکرسی بتاتی ہوں تم اسے اپنے گھر میں پڑھا کرو تو کوئی شیطان وغیرہ تمہارے قریب نہیں آئے گا پھر جب حضرت ابوایوب انصاری ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارا قیدی کیا ہوا؟ تو انہوں نے وہ بات بتائی جو اس نے کہی تھی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جھوٹی ہے لیکن یہ بات اس نے سچ کہی ہے۔

ابواسید کے ایک بھوتنی کا واقعہ:۔

(۳۱۶) ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابونعیم حضرت ابواسید ساعدی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باغ کے پھل توڑے اور اسے اپنے ایک کمرے میں رکھ دیا ایک بھوتنی کھانے کو آتی اور ان کے پھل چراتی اور ان کو خراب کرتی تو حضرت ابواسید ؓ نے اس بات کی حضور نبی کریم ﷺ سے شکایت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ بھوتنی ہے جب تم اس کی آواز سنو تو یہ کہو **بسم الله أجيبي رسول الله** ﷺ یعنی اللہ تعالیٰ کے نام سے کہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر جواب دے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو بھوتنی نے کہا اے ابواسید! مجھے معاف کر دو اور مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے جانے کی تکلیف نہ کرو میں تمہیں اللہ کے نام کا پکا وعدہ دیتی ہوں میں اب تمہارے گھر میں نہیں آؤں گی اور تمہاری کھجور بھی نہیں چراؤں گی اور میں تمہیں ایک ایسی آیت بتاتی ہوں کہ اگر تم اس کو اپنے گھر میں پڑھو گے اور (جن و شیطان) تمہارے گھر میں آئے گا تو تباہ و برباد ہو جائے گا اور اگر تم اس کو اپنے برتن پر پڑھو گے تو اس کا ڈھکن نہیں کھلے گا اور ان کو اتنا اعتماد دلایا کہ وہ راضی ہو گئے

اس نے کہا آیت جسے میں نے تمہیں بتانے کا وعدہ کیا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے پھر وہ اپنی سرین سے گوز مارتی (آواز سے ریح خارج کرتی) ہوئی بھاگ گئی پھر حضرت ابو اسید ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ جب وہ واپس ہوئی تو اس نے ایک گوز بھی مارا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ جھوٹی ہے۔

حضرت زید بن ثابت کا چور جن:۔

(۳۱۷) ابن ابی الدنیا "مکائد الشیطان" میں اور ابو الشیخ "کتاب العظمۃ" میں حضرت ابو اسحاق ؓ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ایک باغ میں گئے تو انہوں نے ایک شور وغوغا کی آواز سنی تو فرمایا یہ کیا ہے؟ ایک جن نے کہا ہم پر قحط پڑ گیا ہے اس لئے میں نے چاہا کہ آپ کے پھلوں سے کچھ لے لوں لہٰذا آپ خوشی سے ہمیں کچھ ہدیہ عنایت کر دیں؟ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے پھر فرمایا تم ہمیں وہ چیز نہیں بتاؤ گے جس کے ذریعہ ہم تم سے پناہ میں رہیں؟ تو اس نے کہا وہ آیۃ الکرسی ہے۔

شیطان نے آیۃ الکرسی سے علاج بتایا:۔

(۳۱۸) ابن ابی الدنیا "مکائد الشیطان" میں حضرت ولید بن مسلم ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ایک درخت کے پاس آیا اس نے درخت سے کچھ حرکت سنی تو اس نے گفتگو کی مگر اس نے کچھ جواب نہیں دیا پھر اس شخص

نے آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے پاس ایک شیطان اتر آیا تو اس آدمی نے پوچھا ہمارا ایک آدمی بیمار ہے ہم اس کا علاج کس چیز سے کریں؟ شیطان نے کہا اسی سے جس سے تم نے مجھے درخت سے اتارا۔

جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا:۔

(۳۱۹) امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا **لاتجعلوا بیوتکم مقابر و إن البیت الذی تقرأ فیه البقرة لایدخله شیطان** یعنی اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور بے شک وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہو اس میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔

حضرت عمر نے شیطان کو پچھاڑا:۔

(۳۲۰) ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی کہیں تشریف لے گئے ان کی ایک شیطان سے ملاقات و مڈ بھیڑ ہوگئی تو خوب مقابلہ ہوا بالآخر رسول اللہ ﷺ کے صحابی نے اس کو اچھی طرح پچھاڑ دیا تو شیطان نے کہا تم مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہیں تعجب میں ڈال دے گی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا بیان کر اس نے کہا نہیں بتاؤں گا تو دوبارہ پھر دونوں میں مڈ بھیڑ ہوئی تو حضور ﷺ کے صحابی نے اس کو پھر اچھی طرح پچھاڑ دیا اور اس کے سینہ پر سوار ہو کر بیٹھ گئے اور اس کے انگوٹھے کو پکڑ کر چبایا تو شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ضرور بالضرور ایک ایسی بات بتاؤں گا جو تمہیں تعجب میں ڈال دے گی تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور

فرمایا بیان کر اس نے کہا نہیں بتاؤں گا تیسری بار پھر دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو محمد ﷺ کے صحابی نے اس کو پھر اچھی طرح پچھاڑ دیا پھر اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور اس کا انگوٹھا پکڑ کر چبایا تو شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو صحابی رسول نے کہا میں تمہیں اس وقت نہیں چھوڑوں گا جب تک تو مجھے وہ بات نہیں بتائے گا اس نے کہا وہ سورۂ بقرہ ہے اس لئے کہ اس کی ہر آیت ایسی ہے جس کے پڑھنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور جس گھر میں اس سورت کی تلاوت ہوگی اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوگا حضرت ابن مسعود ؓ کے شاگردوں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کون سے صحابی رسول تھے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب ؓ کے سوا تمہیں کون نظر آتا ہے۔

دو آیت سے شیطان کا علاج:۔

(۳۲۱) امام ترمذی حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا أن الله تعالىٰ كتب كتابا قبل أن يخلق السموٰات و الأرض بالفى عام أنزل منه آيتين ختم بهما سورة البقرة و لايقرأن فى دار ثلاث ليال فيقربها شيطان یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی جس سے دو آیتیں نازل فرمائیں جس پر سورۂ بقرہ کو ختم فرمایا جس گھر میں یہ دونوں آیتیں تین رات پڑھی جائیں گی شیطان اس کے قریب بھی نہیں بھٹکے گا۔

شیطان کا سورۂ مومن کی پہلی تین آیتوں اور آیۃ الکرسی سے علاج:

(۳۲۲) امام ترمذی حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا من قرأ ﴿حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ ط لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝﴾ (پارہ۲۴، سورۂ مومن، آیت ۱ تا ۳) و آية الكرسى حين يصبح حفظ بهما حتى يمسى و من قرأ هما حين يمسى حفظ بهما حتى يصبح یعنی جو شخص صبح کے وقت سورۂ مومن کی مذکورہ آیتیں اور آیۃ الکرسی کی تلاوت کرے گا اس کی شام تک ان کے ذریعہ حفاظت کی جائے گی اور جو ان دونوں کو شام کے وقت تلاوت کرے گا اس کی ان کے ذریعہ صبح تک حفاظت کی جائے گی۔

قرآن پاک کی تلاوت سے شیطان بھاگتا ہے:۔

(۳۲۳) ابن ابی الدنیا حضرت ابوخالد الوائلی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ وفد کی صورت میں عمرہ کے لئے روانہ ہوا تو ہم ایک منزل پر اترے اور میرے اہل وعیال میرے پیچھے تھے اچانک میں نے بچوں کا شور وغوغا سنا تو میں نے اپنی آواز قرآن کریم کے ساتھ اونچی کی تو کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی چنانچہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں شیطانوں نے پکڑ لیا اور ہم سے کھیل کود کرنے لگے جب آپ نے قرآن پاک کے ساتھ اپنی آواز بلند کی تو وہ ہمیں پھینک کر بھاگ گئے۔

ایک کلمہ کے چار فائدے:۔

(۳۲۴) امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا من قال "لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" فی الیوم مائة مرة کانت له عدل عشر رقاب و کتبت له مائة حسنة محیت عنه مائة سیئة و کانت له حرزا من الشیطان یومه ذالک حتی یمسی یعنی جو شخص روزانہ سو مرتبہ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ○ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ ○ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ○ وَ هُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ پڑھے گا تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور یہ کلمہ اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے پناہ دے گا۔

اللہ کا ذکر شیطان سے حفاظت کا مضبوط قلعہ ہے:۔

(۳۲۵) امام ترمذی حضرت حارث اشعری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا إن اللہ تعالیٰ أمر یحییٰ بن زکریا بخمس کلمات الحدیث و فیه و أمرکم أن تذکروا اللہ فإن مثل ذالک کمثل رجل خرج العدو فی اثرہ سراعا حتیٰ أتی إلی حصن حصین فأحرز نفسه منهم کذالک العبد لایحرز نفسه من الشیطان إلا بذکر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو پانچ چیزوں کا حکم فرمایا ان

میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس کا ذکر کرو کیونکہ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پیچھے دشمن لگ گئے یہاں تک کہ وہ ایک مضبوط و محفوظ قلعہ میں آ گیا اور اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا لیا اس طرح کوئی شخص اپنے آپ کو شیطان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی کے ذریعہ بچا سکتا ہے۔

ایک کلمہ سے شیطان اپنے تمام ساتھیوں سمیت بے بس ہو گیا:

(۳۲۶) ابن ابی الدنیا "کتاب الهواتف" میں ابو الاسمر عبدی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رات کے وقت کوفہ کے لئے روانہ ہوا تو اچانک تخت کی صورت میں اسے کوئی چیز نظر آئی اور اس کے گرد جماعت بھی جمع تھی جو اسے گھیر رکھے تھی تو یہ شخص ٹھہر کر ان کو دیکھنے لگا اچانک کوئی چیز آئی اور اس تخت پر بیٹھ گئی اس نے ایک بات کی جس کو یہ آدمی سن رہا تھا کہ عروہ بن مغیرہ کیسے ہیں؟ تو اس مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میں اس کو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں تو اس نے کہا ابھی اور اسی وقت فوراً پیش کرو تو اس نے اپنا رخ مدینہ شریف کی طرف کیا اور تھوڑی دیر میں واپس آ گیا اور کہا میرا عروہ پر کوئی بس نہیں چلا اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ وہ صبح و شام ایک کلام پڑھتے ہیں اس لئے ان پر میرا کوئی بس نہیں چل سکتا پھر یہ مجمع منتشر ہو گیا اور یہ آدمی اپنے گھر واپس آ گیا جب صبح ہوئی تو اس آدمی نے ایک اونٹ خریدا اور چل پڑا یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور جب حضرت عروہ بن مغیرہ ؓ سے ملاقات کی اور ان سے اس کلام کے بارے میں پوچھا جو وہ صبح اور شام کے وقت پڑھتے ہیں۔ پھر اس نے ان کے سامنے وہ قصہ بھی بیان کیا تو حضرت عروہ ؓ نے

فرمایا میں صبح اور شام کے وقت ''تین مرتبہ یہ پڑھتا ہوں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ وَكَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ اسْتَمْسَكْتُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ O یعنی میں ایک اللہ پر ایمان لایا بت، کاہن اور جادوگر اور غیر اللہ کا انکار کیا اور مضبوط رسی (اسلام) کو تھام لیا جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

بھوتنی کا خطرناک واقعہ:

(۳۲۷) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ اشجع کے دو آدمی اپنی ایک شادی میں شرکت کے لئے آئے جب وہ ایک جگہ پر پہنچے تو سامنے ایک عورت آ گئی اور اس نے پوچھا تم دونوں کیا چاہتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہماری ایک شادی ہے اس میں جہیز دینا ہے عورت نے کہا مجھے ان تمام باتوں کا خوب علم ہے لہٰذا جب تم دونوں فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس سے گذرنا چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئے تو اس کے پاس سے گذرے اس نے کہا میں تمہارے پیچھے چلوں گی تو انہوں نے دو اونٹوں میں سے ایک پر اس کو سوار کر لیا اور دوسرے کو اس کے پیچھے چلاتے رہے یہاں تک کہ وہ ریت کے ایک ٹیلہ پر جا پہنچے عورت نے کہا مجھے ایک کام ہے تو انہوں نے اس کے لئے اونٹ بٹھا دیا اور انہوں نے ایک گھڑی انتظار کیا جب اس نے دیر کر دی تو ان دونوں میں سے ایک اس کے پیچھے نشانِ قدم پر گیا اور اس نے بھی دیر لگا دی تو وہ شخص کہتا ہے میں اس آدمی کی تلاش میں نکل پڑا جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ عورت اس کے پیٹ پر

سوار ہے اور اس کا جگر نکال کر کھا رہی ہے جب میں نے یہ دیکھا تو واپس لوٹ آیا اور سوار ہو کر اپنا راستہ لیا اور تیزی سے بھاگا تو وہ واپس آ کر کہنے لگی تم نے بہت جلدی کی میں نے کہا تم نے جو دیر لگا دی ہے۔ تو وہ مجھ تک پہنچ گئی اور مجھے آ کر دیکھا کہ میں پیلا پڑ گیا ہوں تو کہنے لگی تمہیں کیا ہو گیا؟ میں نے کہا ہمارے سامنے ایک ظالم و جابر بادشاہ ہے اس نے کہا کیا میں تمہیں ایک دعا نہ بتا دوں کہ جب تو اس کے ذریعہ دعا کرے گا تو وہ اس کو ہلاک کر دے گی اور اس سے تمہارا حق دلا دے گی میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا پڑھو اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَ رَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَ مَا اَقَلَّتْ وَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَ مَا اَذْرَتْ وَ رَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَ مَا اَضَلَّتْ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ تَاْخُذُ لِلْمَظْلُوْمِ مِنَ الظَّالِمِ حَقَّهٗ وَ خُذْ لِيْ حَقِّيْ مِنْ فُلَانٍ فَاِنَّهٗ ظَلَمَنِيْ یعنی اے اللہ! آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جن پر آسمانوں نے سایہ کیا اور زمینوں اور ان کے رب جن کو زمینوں نے اٹھا رکھا ہے اور ہواؤں کے رب اور ان کے جن کو ہواؤں نے اڑا دیا ہے اور شیطانوں اور ان چیزوں کے رب جن کو شیطان نے گمراہ کیا تو احسان فرمانے والا ہے آسمانوں اور زمین کو ایجاد کرنے والا ہے جلال و بزرگی والے اے اللہ! تو ظالم سے مظلوم کا حق دلاتا ہے میرا حق بھی فلاں سے دلا دے کیونکہ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

میں نے کہا اے عورت! یہ دعا مجھے دوبارہ سنا جب میں نے یہ دعا اس عورت سے یاد کر لی تو اسی ڈائن عورت کے خلاف ہی مانگی اور یوں کہا اَللّٰهُمَّ اِنَّهَا ظَلَمَتْنِيْ

وَ أَكَلَتْ أَخِي یعنی اے اللہ! اسی نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور اسی نے میرے بھائی کو کھایا ہے وہ شخص کہتا ہے کہ آسمان سے اس کی شرمگاہ پر آگ اتری جس نے اس کے دو ٹکڑے کردیئے اور اس کا ایک حصہ اس طرف جا گرا اور دوسرا اس طرف یہ عورت بھوتنی تھی جو انسانوں کو کھا جاتی تھی۔

جنات کا ایک اور خطرناک واقعہ:۔

(۳۲۸) ابن ابی الدنیا حضرت ابوالمنذر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے کے بعد ایک بڑے پہاڑ کے سایہ میں اترے قافلے والوں نے گمان کیا کہ یہاں جنات رہتے ہیں اچانک ہم نے ایک بوڑھے کو پانی کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا تو میں نے کہا اے ابوشمیر! تم اس پہاڑ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ تم نے اس پہاڑ میں کبھی کچھ دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک دن میں نے اپنی کمان اور تیر لئے اس پہاڑ پر چڑھ گیا اور پانی کے چشمہ کے پاس درخت کا ایک گھر بنایا اور اس میں رہنے لگا ایک مرتبہ میں نے اچانک کچھ پہاڑی بکریاں دیکھیں جو میری طرف آرہی تھیں کسی چیز سے ڈرتی نہیں تھیں انہوں نے اس چشمہ سے پانی پیا اور اس کے گرد گھٹنے کے بل بیٹھ گئیں ان میں سے ایک دنبہ کو میں نے تیر مارا جو اس کے دل پر لگا تو ایک چیخنے والے نے چیخ ماری اور پہاڑ میں کوئی چیز باقی نہ رہی مگر سب بھاگ گئی ان کے خیال میں حملہ ہوا اور ڈر گئے اور ان بکریوں کو چشمہ کے پاس آنے پر عار دلایا ۔ پرندے ابوشمیر کے قبضہ میں آ گئے اسے ایک تیر آنکھ کی روشنی کی طرح تیزی سے واقع ہوا تو آواز آئی کہ ابن الاصبغ نے اس سے کشتی لڑی تو ایک کہنے والے نے کسی

سے کہا تو تباہ ہو جائے اسے قتل کیوں نہیں کر دیتا اس نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں اس نے کہا تجھ میں کیوں طاقت نہیں؟ کہا اس لئے کہ اس نے پہاڑ کی ٹیک لگاتے وقت (یا پہاڑ پر گھر بناتے وقت) اللہ کی پناہ لے لی تھی جب میں نے یہ بات سنی تو میں مطمئن ہو گیا۔

سورۂ فلق وناس جنوں اور نظر بد سے پناہ دیتی ہے:۔

(۳۲۹) امام ترمذی نے ابونضیرہ بن مسعود اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگتے تھے یہاں تک کہ معوذتین (سورۂ فلق، سورۂ ناس) نازل ہوئیں جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوگئیں تو انہیں اختیار فرمالیا (انہیں کے ذریعہ پناہ لینے لگے) اور باقی دوسرے اوراد و وظائف کو چھوڑ دیا۔

وضو اور نماز بھی شیطان سے پناہ کے ذریعہ ہیں:

فائدہ:۔ آکام المرجان کے مصنف فرماتے ہیں شیطان سے پناہ حاصل کرنے کے اعمال میں سے وضو اور نماز بھی ایک عمل ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے إن الغضب من الشيطان و إن الشيطان خُلق من النار و إنما تطفأ النار بالماء فإذا غضب أحدكم فليتوضأ یعنی بے شک غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے لہٰذا تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے۔ اس حدیث کو امام احمد وابوداؤد نے بھی عطیہ سعدی سے روایت کی۔

چار باتوں سے پرہیز کیا جائے:۔

(۱) فضول نظر (بے کار ادھر ادھر دیکھنے) (۲) اور فضول گفتگو (۳) اور فضول کھانے (ضرورت سے زائد کھانے) (۴) اور لوگوں کی فضول ملاقات سے باز رہنا بھی شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہے اس لئے کہ شیطان ان چار دروازوں سے انسان پر مسلط وحملہ آور ہوتا ہے۔

نظر بد لگانے سے بچنے کا انعام:۔

(۳۳۰) حاکم حضرت حذیفہ ؓ سے راوی کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا النظرة سهم من سهام إبليس مسمومة فمن تركها من خوف الله أثابه جل و عز إيمانا يجده حلاوته في قلبه یعنی نظر بد ابلیس کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے نظر بد کرنا چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پائے گا۔

شیطان کے مکر کا علاج:۔

(۳۳۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور دینوری ''المجالسة'' میں حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا إن جبريل أتاني فقال إن عفريتا من الجن يكيدك فإذا أويت إلى فراشك فاقرأ آية الكرسي یعنی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ عفریت (دیو، بھوت) جنوں میں سے ہے جو آپ کے ساتھ مکر (عیاری) کرتا ہے لہٰذا آپ جب بھی اپنے بستر پر تشریف لے جائیں تو

آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔

آیت الکرسی پڑھنے والے پر دو فرشتے مامور کر دیئے جاتے ہیں:۔

(۳۳۲) ابن الضریس ''فضائل القرآن'' میں حضرت قتادہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں من قرأ آية الكرسي إذا آوى إلى فراشه وُكل به ملكان يحفظانه حتى يصبح یعنی جو شخص اپنے بستر پر ٹیک لگاتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا تو اس کے لئے دو فرشتے مقرر کر دیئے جائیں گے جو صبح تک اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

آیت الکرسی تمام آیتوں کی سردار ہے:۔

(۳۳۳) امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سورة البقرة فيها آية سيدة آي القران لاتقرأ في بيت و فيه شيطان إلا خرج منه آية الكرسي یعنی سورۂ بقرہ میں ایک ایسی آیت کریمہ ہے جو قرآن کریم کی سب آیتوں کی سردار ہے جس گھر میں شیطان ہو یہ آیت پڑھنے سے شیطان نکل جاتا ہے وہ آیت الکرسی ہے۔

(۳۳۴) دارمی، ابن المنذر اور طبرانی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جو شخص رات میں سورۂ بقرہ کی دس آیتیں پڑھ لے گا تو اس رات صبح تک اس گھر میں شیطان داخل نہ ہوگا چار آیتیں سورۂ بقرہ کے ابتداء کی اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں آیۃ الکرسی کے بعد کی اور تین آیتیں سورۂ بقرہ کے آخر کی جو ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ﴾ سے شروع ہوتی ہے۔

جان، مال کی حفاظت اور جنون سے افاقہ کا علاج:۔

(۳۳۵) دارمی اور ابن الضریس حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیتیں پڑھے گا تو اس دن نہ اس کے قریب شیطان آئے گا نہ اس کے اہل خانہ کے پاس آئے گا اور نہ اس کے گھر والوں میں کوئی تکلیف دہ چیز ظاہر ہوگی نہ اس کے مال میں اور اگر انہیں آیتوں کو کسی مجنوں پر پڑھا (دم کیا) جائے تو اس کو جنون سے افاقہ ہو جائے گا۔

نظر بد سے حفاظت کا نسخہ:۔

(۳۳۶) دیلمی حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فاتحة الكتاب و آية الكرسي لا يقرأهما عبد في دار فتصيبهم ذالك اليوم عين إنس أو جن یعنی جو شخص سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اپنے گھر میں پڑھے گا تو اس دن اس کو نہ تو کسی انسان کی نظر بد لگے گی اور نہ کسی جن کی۔

سرکش شیاطین پر سخت آیات:۔

(۳۳۷) دیلمی نے حضرت انس ؓ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لیس شیئ أشد على مردة الجن من هؤلاء الآيات التي في سورة البقرة و إلهكم إله واحد الآيتين شریر جن کے لیے سورۂ بقرہ کی ان دو آیتوں ﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ۝ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝﴾ (پ۲، سورۂ بقرہ، آیت ۱۶۳۔۱۶۴) سے شریر جن کے لیے زیادہ سخت اور کوئی آیت نہیں ہے۔

مذکورہ بالا آیتوں کا ترجمہ:۔ اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان ۝ بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلنا اور وہ کشتی جو لوگوں کے لئے دریا میں چلتی ہے اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو اس سے زندگی دی اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کی گردش اور وہ بادل جو آسمان و زمین کے درمیان حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں ۝

فائدہ:۔ ابوداؤد و ترمذی میں ہے کہ ان دو آیتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

حضرت امام حسن کی ضمانت:۔

(۳۳۸) ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الدعاء'' میں اور خطیب بغدادی نے اپنی ''تاریخ بغداد'' میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی وہ فرماتے ہیں جو شخص ہر رات میں ان بیس (۲۰) آیتوں کی تلاوت کرے گا میں اس کا ضامن

ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر ظالم حکمران، ہر سرکش شیطان، ہر قسم کے درندوں اور ہر عادی چور سے حفاظت فرمائے گا (وہ بیس آیتیں یہ ہیں)

سورہ	آیت نمبر	نمبر شمار
سورۂ بقرہ کی ایک آیت (آیۃ الکرسی)	255	1
سورۂ اعراف کی تین آیتیں	56,55,54	3
سورۂ صافات کی دس آیتیں	1 تا 10	10
سورۂ الرحمٰن کی تین آیتیں	35,34,33	3
سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں	24,23,22	3
		20

مدینہ طیبہ سے جنوں کو کس آیت سے نکالا گیا:۔

(۳۳۹) ابن ابی حاتم حضرت سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ﴾ (پارہ نمبر ۸، سورۂ اعراف، آیت ۵۴) نازل ہوئی تو ایک بہت بڑی جماعت حاضر ہوئی جو نظر تو نہیں آتی تھی لیکن یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ عربی ہیں تو صحابہ کرام نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جنات ہیں مدینہ منورہ سے نکل چکے ہیں اور ہمیں یہاں سے اسی آیت نے نکالا ہے۔

صبح تک فرشتوں کے پر کا سایہ:۔

(۳۴۰) ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ اپنی ''تفسیر'' میں حضرت عبیداللہ بن ابی

مرزوق ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جو شخص سوتے وقت یہ آیت کریمہ ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ پوری آیت پڑھ لے تو ایک فرشتہ صبح تک اس پر اپنا پر پھیلائے رہے گا۔

سورۂ یٰسین شریف کی تاثیر:۔

(۳۴۱) ابوالشیخ نے ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت عبیداللہ بن محمد عمر والدباغ ؓ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں میں ایک ایسے راستہ پر چلا جس پر جن، بھوت رہتے تھے تو اچانک ایک عورت میرے سامنے آئی جس پر پیلے رنگ کے کپڑے تھے جو ایک تخت پر بیٹھی تھی اور (اس کے اردگرد) شمعیں تھیں وہ مجھے بلا رہی تھی جب میں نے دیکھا تو سورۂ یٰسین پڑھنے لگا تو اس کی ساری شمعیں بجھ گئیں اور وہ کہہ رہی تھی اے اللہ کے بندے! تو نے میرے ساتھ کیا کیا اے اللہ کے بندے! تو نے میرے ساتھ کیا کیا اس طرح میں اس سے محفوظ رہا۔

سورۂ یٰسین سے مجنون اچھا ہو گیا:۔

(۳۴۲) ابن الضریس حضرت جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر ؓ نے ایک مجنون پر سورۂ یٰسین کی تلاوت کی تو وہ اچھا ہو گیا۔

ستر ہزار فرشتے حفاظت کرتے ہیں:۔

(۳۴۳) ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا من تعوذ باللہ من الشیطان ثلاث مرات ثم قرأ آخر سورۃ الحشر بعث اللہ تعالیٰ سبعین ألف ملک یطردون عنہ

شیاطین الإنس و الجن إن کان لیلا حتی یصبح و إن کان نهارا حتی یمسی یعنی جوشخص تین مرتبہ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے پھر سورۂ حشر کی آخری آیتیں تلاوت کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے بھیج دیتا ہے جو اس سے جن وانس کے شیطانوں کو دھکا دیتے رہیں گے اگر رات کو پڑھے گا تو صبح تک اور اگر دن کو پڑھے گا تو شام تک۔

(۳۴۴) ابن مردویہ نے حضرت انس ﷜ کی سند سے بھی روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسی کے مثل بیان فرمایا مگر اس میں تعوذ کے متعلق یوں ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان سے دس مرتبہ اللہ کی پناہ مانگے۔

سورۂ حشر کی آخری آیتوں کی تاثیر:۔

(۳۴۵) ابن مردویہ حضرت ابوایوب انصاری ﷜ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر میں کھجور خشک کرنے کی ایک جگہ تھی انہوں نے اس کو کم ہوتا ہوا دیکھا تو رات کو اس کی نگرانی فرمائی چنانچہ اچانک انہوں نے ایک شخص کو دیکھا تو حضرت ابو ایوب ﷜ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں جنوں میں سے ایک مرد ہوں ہمارا اس گھر میں آنے کا ارادہ ہے ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے اس لئے ہم تمہاری کھجور لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں کچھ کمی نہیں فرمائے گا تو حضرت ابوایوب انصاری ﷜ نے فرمایا اگر تو (اپنے کو جن کہنے میں) سچا ہے تو اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا تو وہ کتے کے ہاتھ کی طرح بالوں والا تھا تو اس کو حضرت ابوایوب انصاری ﷜ نے فرمایا اب تک تم ہماری جتنی کھجوریں

لے چکے ہو وہ تمہارے لئے حلال و معاف ہیں کیا تم وہ افضل ترین عمل نہیں بتاؤ گے جس کے ذریعہ آدمی جن سے پناہ حاصل کرتا ہے؟ تو اس نے کہا وہ سورۂ حشر کی آخری آیتیں ہیں۔

سورۂ اخلاص کی تاثیر:۔

(۳۴۶) ابن عساکر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں من صلی صلاۃ الفجر ثم لم یتکلم حتیٰ یقرأ سورة ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۞﴾ عشر مرات لم یدرکه ذالک الیوم ذنب و أجیر من الشیطان یعنی جو شخص صبح کی نماز ادا کرے اور بات چیت نہ کرے یہاں تک کہ وہ سورۂ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۞﴾ پوری سورۂ دس مرتبہ پڑھ لے تو اس کو اس دن کوئی تکلف اور نقصان نہ پہنچے گا اور شیطان سے بھی اس کی حفاظت ہوگی۔

شیطان کے شعلہ سے نجات کا وظیفہ:۔

(۳۴۷) ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابن مسعود ﷜ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اس رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا جس رات جنوں کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کی گئی تھی جنوں کی ایک جماعت آگ کا شعلہ لیے ہوئے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے آئی تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل ؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! ﷺ میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتادوں جب آپ ان کو پڑھیں تو ان کا شعلہ بجھ جائے اور وہ ناک کے بل

گر جائیں آپ یہ کلمات پڑھیں أَعُوذُ بِاللّٰهِ الْكَرِيمِ وَ كَلِمَاتِهِ التَّامَّةِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيهَا مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَ فِتَنِ النَّهَارِ وَ مِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ یعنی اللہ کریم کی اور اس کے ان کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی بدتجاوز وسبقت نہیں کرسکتا اس شر سے جو شر آسمان سے اترتے یا آسمان میں چڑھتے ہیں اور زمین میں ہر داخل ہونے والے اور نکلنے والے شر سے اور رات ودن کے فتنوں کے شر سے اور رات ودن کے چوروں کے شر سے مگر بھلائی لانے والے کی بھلائی سے اے بڑی رحمت والے (اللہ)۔

شیاطین کا حملہ اور حضور ﷺ کا دفاعی وظیفہ:۔

(۳۴۸) ابونعیم اور امام بیہقی حضرت ابوالتیاح سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن خنبش سے پوچھا گیا کہ جب شیاطین رات میں رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوئے تو حضور ﷺ نے کیسے دفاع فرمایا؟ حضرت عبد الرحمٰن نے جواب دیا کہ شیطانوں نے رسول اللہ ﷺ پر پہاڑوں اور وادیوں سے دھاوا بول دیا تھا ان میں سے ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ بھی تھا اس نے اس سے رسول اللہ ﷺ کو جلانا چاہا تو آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! ﷺ آپ یہ پڑھیں أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ ذَرَأَ وَ بَرَأَ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مِنْ

شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَ فِتَنِ النَّهَارِ وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقٌ يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ یعنی اللہ کے ان کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی برا تجاوز وسبقت نہیں کرسکتا اس شر سے جو پیدا ہوا اور داخل ہوا اور خارج ہو اور اس شر سے جو شر آسمان سے اترتے اور جو آسمان میں چڑھتے ہیں اور اس شر سے جو زمین میں داخل ہوا اور اس شر سے جو زمین سے نکلتے ہیں اور رات ودن کے فتنوں کے شر سے اور ہر قسم کے چوروں کے شر سے مگر بھلائی لانے والے کی بھلائی سے اے بڑی رحمت والے (اللہ)۔

حضور ﷺ نے جب یہ کلمات پڑھے تو شیطانوں کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان شیطانوں کو جلا بھی دیا۔

پناہ مانگنے کا اثر:۔

(۳۴۹) ابن سنی نے حضرت انس ﷺ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں من قال حین یصبح أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ أجير من الشيطان حتى يمسى یعنی جو شخص صبح کو أَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ لے گا تو وہ شا
تک شیطان (کے شر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

حضرت خضر والیاس (علیہما السلام) ملاقات کے بعد ان کلمات سے جدا ہوتے

(۳۵۰) عقیلی ''الضعفاء'' میں اور دار قطنی ''الافراد'' میں اور ابن عسا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشادفرمایایلتقی الخضر و إلیاس کل عام فی المواسم و یفترقان عن هؤلآء الکلمات "بسم الله ما شآء الله لایسوق الخیر إلا الله ما کان من نعمة فمن الله بسم الله ما شآء الله لایصرف السوء إلا الله ما شآء اللـه لاحول و لاقوة إلا بـالله یعنی حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام دونوں ہر سال موسم حج میں ملاقات کرتے ہیں اور یہ کلمات کہہ کرایک دوسرے سے جداہوتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ إِلَّا اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّوْءَ إِلَّا اللّٰهُ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یعنی اللہ کے نام کی برکت سے جو اللہ چاہے خیر اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے جو نعمت بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اللہ کے نام سے جو اللہ چاہے آفت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا اللہ جو چاہے کوئی گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جو شخص ان مذکورہ کلمات کو تین مرتبہ صبح اور شام پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو غرق ہونے، جل جانے، چوری ہونے، شیطان و بادشاہ کے ظلم سے اور سانپ و بچھو سے محفوظ رکھے گا۔

ہر قسم کی تکالیف سے نجات کا علاج:۔

(۳۵۱) امام احمد حضرت عبدالرحمٰن بن غنم ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں من قال قبل أن ینصرف و یثنی

رجلـه من صلاة المغرب و الصبح " لا إله إلا الله وحده لا شریک له لـه الملک و له الحمد بیده الخیر یحیی و یمیت و هو علیٰ کل شئی قـدیـر" عشر مـرات کتب له بکل واحد عشر حسنات و محیت عنه عشـر سیئات و رفع له عشر درجات و کانت حرزا من کل مکروه و حـرزا من الشیطان الرجیم یعنی جو شخص نماز مغرب اور نماز صبح سے فارغ ہو کر قبلہ سے پھرنے اور قدم بدلنے سے پہلے پہلے دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے گا لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ تو اس کے لئے ہر دفعہ کے پڑھنے کے بدلے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اسکے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اسکے دس درجے بلند کئے جائیں گے اور یہ کلمات ہر قسم کی مصیبت و پریشانی اور شیطان مردود سے محافظ ہو جائیں گے۔

ترجمہ:- اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے وہی زندگی عطا فرماتا ہے وہی موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

شیطانوں سے محفوظ رہنے کا نسخہ:۔

(۳۵۲) امام ترمذی نے حضرت عمارہ بن شبیب سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا من قال " لا إله إلا الله وحده لا شریک له و لـه الحمد یحیی و یمیت و هو علی کل شئی قدیر" عشر مرا

علی أثر المغرب بعث الله له ملائکة مسلحة یحفظونه من الشیاطین حتی یصبح جوشخص لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْکَ لَهُ لَهُ الْمُلْکُ وَ لَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ یُحْیِی وَ یُمِیْتُ وَ هُوَ عَلیٰ کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ 'نماز مغرب کے بعد دس بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مسلحہ فرشتے (محافظ) بھیج دے گا جو اس کی صبح تک شیطانوں سے نگہبانی کریں گے۔

(۳۵۳) ابن ابی الدنیا نے ''الدعاء'' میں انہیں کلمات کے متعلق نماز مغرب وفجر کے بعد پڑھنا لکھا ہے۔

تورات میں جنات سے حفاظت کا وظیفہ:۔

(۳۵۴) ابن ابی الدنیا ''الدعاء'' میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت کعب (احبار) ؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے غیر محرف (اصل) تورات میں یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ جوشخص ان کلمات کو پڑھے گا تو شیطان شام سے صبح تک اس کے قریب بھی نہ بھٹکے گا وہ کلمات یہ ہیں أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنَ الشَّرِّ فِی السَّامَّةِ وَ الْعَامَّةِ وَ أَعُوْذُ بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنَ الشَّرِّ فِی السَّامَّةِ وَ الْعَامَّةِ وَ أَعُوْذُ بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنْ عَذَابِکَ وَ مِنْ شَرِّ عِبَادِکَ أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنْ خَیْرِ مَا تَسْأَلُ وَ خَیْرِ مَا تُعْطِیْ وَ خَیْرِ مَا تُبْدِیْ وَ خَیْرِ مَا تُخْفِیْ أَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ

بِاسْمِکَ وَ کَلِمَاتِکَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا تَجَلّٰی بِهِ النَّهَارُ وَ إِنْ کَانَ اللَّیْلُ قَالَ مِنْ شَرِّ مَا دَجیٰ بِهِ اللَّیْلُ یعنی اے اللہ! میں تیرے نام کی برکت اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں ہر خاص وعام چیز کے شر سے اور میں تیرے نام کی برکت اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں تیرے عذاب اور تیرے بندوں کے شر سے' اے اللہ! میں تیرے نام کی برکت اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں' اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نام کی برکت اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا تجھ سے سوال کیا جاتا ہے اور اس بھلائی کا جو عطا کی جاتی ہے اور اس بھلائی کا جو ظاہر کی جاتی ہے اور اس بھلائی کا جو پوشیدہ رکھی جاتی ہے' اے اللہ! میں تیرے نام کی برکت اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کے ذریعہ دن روشن ہوتا ہے اور اگر رات ہو تو یوں کہے ہر اس شئے کے شر سے جسے رات لاتی ہے۔

شیطان کو دفع کرنے کا وظیفہ:۔

(۳۵۵) ابن ابی الدنیا حضرت امام نخعی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جوشخص صبح کے وقت دس مرتبہ 'أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ O پڑھ لے گا تو شام تک اس کو شیطان (کے شر) سے پناہ دے دی جائے گی اور جوشخص اسی کو شام کے وقت پڑھ لے گا تو صبح تک اس کی شیطان سے حفاظت کی جائے گی۔

(۳۵۶) ابن ابی الدنیا نے حضرت انس ؓ سے روایت کی کہ حضور نبی کریم

ﷺ نے اسی کے مثل ان سے فرمایا اور اس میں اتنا اضافہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے اور شیطان کے درمیان ایک فرشتہ حائل ورکاوٹ بن جاتا ہے جو شیطان کو اس سے اس طرح سے دفع کرتا ہے جس طرح غیر مملوک (جو کسی کی ملکیت نہ ہو) اونٹ کو دور کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ شریف مہر ہے:۔

(۳۵۷) ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت صفوان بن سلیم سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جنات انسان کے ساز وسامان اور کپڑوں کو استعمال کرتے ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص کپڑا (پہننے کے لئے) اٹھائے یا (اتار کر) رکھے تو ''بسم اللہ شریف'' پڑھ لیا کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مہر ہے بسم اللہ پڑھنے سے جنات ان کپڑوں کو استعمال نہیں کریں گے

مکار کا علاج:۔

(۳۵۸) امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابوالعالیہ ریاحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید ؓ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ جنوں میں سے ایک مکار مجھے فریب دیتا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کلمات پڑھ لو أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ اللَّاتِيْ لَايُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِي السَّمَاءِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو مجھ

سے دفع فرمادیا۔

دعائے مذکور کا ترجمہ:۔ اللہ کے ان کامل کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی برا تجاوز وسبقت نہیں کرسکتا اس شر سے جو زمین میں داخل ہوا اور اس شر سے جو زمین سے خارج ہوا اور اس شر سے جو آسمان سے اترتے ہیں اور جو آسمان میں چڑھتے ہیں اور ہر قسم کے چوروں کے شر سے مگر بھلائی لانے والے کی بھلائی سے اے بڑی رحمت والے (اللہ)۔

حضور ﷺ کے خط سے حضرت ابودجانہ کو جنوں سے نجات مل گئی:۔

(۳۵۹) امام بیہقی حضرت خالد بن ابی دجانہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت ابودجانہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شکایت کی اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے بستر پر سوتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز جیسی آواز سنتا ہوں اور شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ جیسی بھنبھناہٹ سنتا ہوں اور بجلی کی چمک جیسی چمک دیکھتا ہوں جب میں گھبرا کر اور مرعوب ہوکر سر اٹھاتا ہوں تو مجھے ایک سیاہ (کالا) سایہ نظر آتا ہے جو بلند ہوکر میرے گھر کے صحن میں پھیل جاتا ہے پھر میں اس کی طرف مائل ہوتا ہوں اور اس کی جلد چھوتا ہوں تو اس کی جلد سیہی (سیہی ایک جانور ہے جس کے بدن پر کانٹے ہوتے ہیں) کی جلد کی طرح معلوم ہوتی ہے اور وہ میری طرف آگ کے شعلے پھینکتا ہے میرا گمان ہوتا ہے کہ وہ مجھے بھی جلا دے گا اور میرے گھر کو بھی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابودجانہ! تمہارے گھر میں رہنے والا برا (جن) ہے رب کعبہ کی قسم اے ابودجانہ! کیا

تمہارے جیسے کو بھی کوئی ایذا دینے والا ہے؟ پھر فرمایا تم میرے پاس دوات اور کاغذ لے آؤ جب یہ دونوں چیزیں لائی گئیں تو حضور ﷺ نے ان کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور فرمایا اے ابوالحسن! جو میں کہتا ہوں لکھو حضرت علی نے عرض کیا کیا لکھوں حضور ﷺ نے فرمایا لکھو بسم الله الرحمن الرحيم ○ هذا كتاب من محمد رسول رب العالمين إلى من طرق الدار من العمار و الزوار و الصالحين ○ إلا طارقا يطرق بخير يا رحمن أما بعد ○ فان لنا و لكم في الحق منعة فان تک عاشقا مولعا ○ او فاجرا مقتحما ○ او راغبا حقا ○ او مبطلا ○ هذا كتاب الله تبارک و تعالىٰ ينطق علينا و عليكم بالحق ○ إنا كنا تستنسخ ما كنتم تعملون ○ و رسلنا يكتبون ما تمكرون ○ اتركوا صاحب كتابي هذا ○ و انطلقوا إلى عبدة الأصنام ○ و إلى من يزعم أن مع الله إلها آخر ○ لا إله إلا هو كل شئي هالک إلا وجهه له الحكم و إليه ترجعون ○ تغلبون حم لاتنصرون ○ حم عسق ○ تفرق أعداء الله ○و بلغت حجة الله ○ و لاحول و لاقوة إلا بالله فسيكفيكهم الله و هو السميع العليم○

حضرت ابودجانہ فرماتے ہیں میں نے اس خط کو لیا اور لپیٹ لیا اور اپنے گھر لے گیا اور اپنے سر کے نیچے رکھ کر رات اپنے گھر میں گزاری تو ایک چیخنے والے کی چیخ سے ہی میں بیدار ہوا جو یہ کہہ رہا تھا اے ابودجانہ! لات وعزیٰ کی قسم ان کلمات نے ہمیں جلا ڈالا تمہیں تمہارے نبی کا واسطہ ہے اگر تم یہ خط مبارک یہاں سے اٹھالو تو ہم

تیرے گھر میں کبھی نہیں آئیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نہ تمہیں ایذا دیں گے نہ تمہارے پڑوسیوں کو اور نہ اس جگہ پر جہاں یہ خط مبارک ہوگا حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا مجھے میرے محبوب رسول اللہ ﷺ کے واسطہ کی قسم میں اس خط کو یہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کی اجازت نہ حاصل کرلوں حضرت ابودجانہ فرماتے ہیں میری رات مجھ پر جنوں کی چیخ وپکار اور رونے سے طویل ہوگئی جب صبح ہوئی تو میں چلا اور میں نے نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی اور حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی جو میں نے رات میں جنوں سے سنی تھی جو میں نے جنوں کو جواب دیا تھا تو حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا اے ابودجانہ! (وہ خط اب تم) جنوں سے اٹھالو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا وہ جن قیامت تک عذاب کی تکلیف پاتے رہیں گے۔

خط کا ترجمہ:- اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا یہ خط ساری دنیا کے پروردگار کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے گھروں کے دروازہ کھٹکھٹانے والے یعنی عمارتوں میں رہنے والے جنات اور بدکار اور صالحین مگر بھلائی لانے والے اے مہربان اس کے بعد بے شک ہمارے اور تمہارے لئے حق بات وسعت ہے لہٰذا اگر تو بہت گرویدہ ہونے والا عاشق ہے یا مشقت میں ڈالنے والا بدکار ہے یا حق کی طرف راغب ہے یا فساد پیدا کرنے والا ہے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہم پر اور تم پر حق بولنے والی کتاب ہے بے شک ہم ختم کردیتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور ہماری جماعت

(ہماری بھیجی ہوئی جماعت) لکھتی ہے جو کچھ تم فریب دیتے ہو میری اس کتاب والے کو تم لوگ چھوڑ دو اور بتوں کی پوجا اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک ٹھہرانے والے کی طرف بھاگ جاؤ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے مغلوب ہو جاؤ گے تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اللہ کے دشمن جدا ہو جائیں گے اور اللہ کی دلیل پہنچ گئی۔ اور گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی سنتا جانتا ہے۔

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ کی تاثیر:۔

(۳۶۰) دیلمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے اے محبوب! اپنی امت سے کہہ دو کہ وہ **لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** دس مرتبہ صبح کے وقت اور دس مرتبہ شام کے وقت اور دس بار سوتے وقت پڑھا کریں تو سونے کے وقت ان سے دنیا کی مصیبتیں دفع کر دی جائیں گی اور شام کے وقت شیطان کے مکر و فریب دور کر دیے جائیں گے اور صبح کے وقت میرا سخت غضب ختم کر دیا جائے گا۔

تین قسم کے لوگ شیاطین سے محفوظ ہوں گے:۔

(۳۶۱) دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **ثلاثۃ معصومون من شر إبلیس و جنودہ' الذاکرون اللہ کثیرا باللیل و النہار و المستغفرون**

بالاسحار و الباکون من خشیۃ اللہ عز و جل یعنی تین قسم کے لوگ ابلیس اور اس کے لشکر کے شر سے محفوظ رہیں گے (۱) رات دن اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر کرنے والے (۲) سحر کے وقت گناہ کی مغفرت چاہنے والے (۳) اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والے۔

سفید مرغ کی برکات:۔

(۳۶۲) طبرانی ''اوسط'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **إتخذوا الدیک الأبیض فإن دارا فیھا دیک أبیض لایقربھا شیطان و لا ساحر و لا سبع و لا الدویرات حولھا** یعنی سفید مرغ رکھا کرو اس لئے کہ جس گھر میں سفید مرغ ہوگا تو نہ شیطان اس گھر کے قریب ہوگا اور نہ جادوگر اور نہ کوئی درندہ اور نہ ان گھروں کے قریب ہوگا جو اس گھر کے اردگرد ہیں۔

(۳۶۳) امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الدیک یؤذن بالصلوٰۃ من اتخذ دیکا أبیض حفظ من ثلاثۃ: من شر محل الشیطان و ساحر و کاھن** یعنی مرغ نماز کے لئے اذان دیتا ہے جو شخص سفید مرغ رکھے گا اس کی تین چیزوں سے حفاظت کی جائے گی (۱) محل شیطان کے شر سے (۲) جادوگر کے شر سے (۳) کاہن (جنوں سے دریافت کرکے غیب کی خبر بتانے والا) کے شر سے۔

(۳۶۴) حارث بن ابی اسامہ اپنی ''مسند'' میں حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ

سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا الـــــدیک الأبيض صـديـقي و صـديق صديقي يحرس دار صاحبه و سبع دور حـولها یعنی سفید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست کا بھی دوست ہے یہ اپنے مالک کے گھر کی بھی نگہبانی کرتا ہے اور اس کے اردگرد کے سات گھروں کی بھی۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے گھر میں مرغ رکھے تھے:۔

(۳۶۵) عقیلی ''الضعفاء'' میں اور ابوالشیخ ''العظمۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا الـديک الأبيض الأفرق حبيبي و حبيب حبيبي جبريل يحرس بيته و ستة عشر بيتا من جيرانه و أربعة عن اليمين و أربعة عن الشمال و أربعة من قدام و أربعة من خلفه یعنی شاخ دار کلغی والا سفید مرغ میرا دوست ہے اور میرے دوست حضرت جبرئیل کا بھی دوست ہے یہ اپنے گھر کی بھی حفاظت کرتا ہے اور اپنے پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی حفاظت کرتا ہے چار داہنی طرف سے چار بائیں جانب سے اور چار سامنے سے اور چار پیچھے سے۔

(۳۶۶) ابن حبان ''الضعفاء'' میں اور ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لاتسبوا الديک الأبيض، فإنه صديقي، و أنا صديقه و عدوه عـدوي و إنه ليطرد من مدى صوته الجن یعنی تم سفید مرغ کو برا بھلا مت کہو اس لئے کہ یہ میرا دوست ہے اور میں اس کا دوست ہوں اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے

جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے یہ جنوں کو دفع کرتا ہے۔

جنوں کے خاتمہ کا عجیب علاج:۔

(۳۶۷) ابن جوزی کہتے ہیں کہ ایک طالب علم سفر کر رہا تھا کہ راستہ میں ایک شخص اس کے ساتھ ہو گیا جب وہ اس شہر کے قریب پہنچا جہاں اسے جانا تھا تو طالب علم سے کہا میرا تجھ پر ایک حق اور ذمہ ہے میں ایک جن ہوں مجھے تم سے ایک کام ہے طالب علم نے کہا وہ کیا ہے؟ جن نے کہا جب تو فلاں گھر میں جائے گا تو وہاں مرغیوں میں ایک سفید مرغ بھی پائے گا اس کے مالک سے پوچھ کر اس کو خرید لینا اور اسے ذبح کر دینا میں نے کہا اے بھائی! مجھے بھی تم سے ایک کام ہے جن نے پوچھا وہ کیا ہے؟ طالب علم نے کہا جب شیطان سرکش ہو جائے اور اس میں جھاڑ پھونک وغیرہ کچھ فائدہ نہ دے اور آدمی کو پریشان کر دے تو اس کا کیا علاج ہے؟ جن نے کہا چھوٹی دم والے بارہ سنگے کی کھال ایک عدد اتاری جائے جن کے اثر والے آدمی کے ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں پر مضبوطی سے باندھ دی جائے پھر سداب بری (☆۲۵) (کالا دانہ) کا تیل لے کر اس کی ناک کے داہنے نتھ میں چار مرتبہ اور بائیں نتھ میں تین مرتبہ ڈال دیا جائے تو اس کا جن مر جائے گا اس کے بعد پھر کوئی دوسرا جن بھی اس کے پاس نہیں آئے گا وہ طالب علم کہتا ہے جب میں اس شہر میں داخل ہوا تو اس مکان میں آیا معلوم ہوا کہ بڑھیا کا ایک مرغ ہے میں نے اس سے بیچنے کے متعلق پوچھا تو اس نے انکار کر دیا تو میں نے اس کو کئی گنہ قیمت میں خریدا جب میں خرید چکا تو جن

(☆۲۵) سداب بری: ایک قسم کا کالا دانہ ہوتا ہے جس کو عورتیں نظر بد اتارنے کے لیے جلاتی ہیں۔۱۲ اعظمی

نے دور سے مجھے شکل دکھائی اور اشارہ سے کہا اس کو ذبح کر دے تو میں نے ذبح کر دیا جب ذبح کر دیا تو بہت سے مرد اور عورتیں باہر نکل آئے اور مجھے مارنے لگے اور مجھے جادوگر کہنے لگے میں نے کہا نہیں میں جادوگر نہیں ہوں انہوں نے کہا جب سے تو نے مرغ کو ذبح کیا ہے ہماری لڑکی پر جن نے حملہ کر دیا ہے تو میں نے ان سے چھوٹی دم والے بارہ سنگے کی ایک کھال اور سداب بری کا تیل منگوایا جب میں نے وہی عمل کیا تو وہ جن چیخ پڑا اور کہا کیا میں نے تمہیں یہ عمل اپنے خلاف بتلایا تھا پھر میں نے اس کی ناک میں تیل کے قطرے ڈالے تو اسی وقت وہ جن مر کر گر پڑا اور اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو شفا عطا فرمائی اور کوئی شیطان اس کے بعد اس کے پاس نہیں آیا۔

ابلیس کو ناکام کرنے کا وظیفہ:۔

(۳۶۸) حاکم نے اپنی ''تاریخ'' میں اور دیلمی نے ''مسند الفردوس'' میں اور ابن عساکر نے حضرت ھشام بن عروہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے خلیفہ بننے سے قبل میرے والد عروہ بن زبیر کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے گذشتہ رات ایک عجیب واقعہ دیکھا ہے میں اپنے گھر کی چھت پر بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ میں نے راستہ میں ایک شور و غوغا سنا میں نے جھانک کر دیکھا تو شیطان اتر رہے تھے یہاں تک کہ وہ میرے گھر کے پیچھے ویران جگہ میں جمع ہو گئے پھر ابلیس آیا اور بلند آواز سے چلایا کہ میرے پاس عروہ بن زبیر کو کون پیش کرے گا؟ تو ان میں سے ایک جماعت نے کہا ہم پیش کریں گے چنانچہ وہ گئے اور واپس آئے اور کہا ہم اس پر بالکل قابو نہیں پا سکے تو وہ دوسری مرتبہ پہلے سے بھی بلند آواز میں چیخا کہ عروہ بن زبیر کو

میرے پاس کون لائے گا؟ تو ایک دوسری جماعت نے کہا ہم پیش کریں گے تو وہ جماعت گئی اور کافی دیر گزارنے کے بعد واپس آئی اور کہا ہم بھی اس پر قابو نہیں پا سکے پھر وہ (ابلیس) تیسری مرتبہ چلایا میں نے گمان کیا کہ شاید زمین پھٹ گئی ہے کون عروہ بن زبیر کو میرے سامنے پیش کرے گا؟ تو ایک جنوں کی تیسری جماعت اٹھی اور چلی گئی بہت دیر کے بعد واپس لوٹی اور کہا ہم بھی اس پر قابو نہیں پا سکے تو ابلیس غصہ میں گیا اور یہ جن بھی اس کے پیچھے پیچھے گئے تو حضرت عروہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے فرمایا مجھ سے میرے والد حضرت زبیر بن العوام نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے جو شخص رات اور دن کے ابتداء میں یہ دعا پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کو ابلیس اور اس کے لشکر سے محفوظ رکھے گا **بِسْمِ اللّٰهِ ذِي الشَّانِ، عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ، شَدِيْدِ السُّلْطَانِ، مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ** یعنی شان والے اللہ کے نام سے جو عظیم البرہان ہے شدید السلطان (تمام بادشاہوں کا بڑا) ہے جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان سے۔

شیطان کو بے بس کرنے کا نسخہ:۔

(۳۶۹) دینوری ''المجالسہ'' اور ابن عساکر حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ زوال کے وقت مسجد نبوی میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس کسی نے آ کر کہا **السلام علیک یا ابن الزبیر** اے ابن زبیر! تم پر سلام ہو میں نے دائیں بائیں دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا میں نے اس کو جواب تو دے دیا لیکن میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس نے کہا آپ گھبرائیں

نہیں میں خافیہ کے علاقہ کا ایک آدمی ہوں میں آپ کے پاس آپ کو ایک چیز کی خبر دینے آیا ہوں اور ایک چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں میں ابلیس کے ساتھ تین دن تک رہا وہ شام کے وقت کالے منہ والے نیلی آنکھوں والے شیطان سے پوچھ رہا تھا تو نے اس آدمی کے ساتھ کیا کیا؟ تو اس شیطان نے اسے جواب دیا کہ میں اس پر اس کلام کی وجہ سے اس پر قابو نہیں پا سکا جس کلام کو وہ صبح و شام پڑھا کرتا ہے جب تیسرا دن ہوا تو میں نے (کالے) شیطان سے پوچھا کہ تم سے ابلیس کیا پوچھ رہا تھا؟ اس نے کہا وہ مجھ سے عروہ بن زبیرؓ کے بارے میں کہہ رہا تھا کہ میں ان کو اغوا کر کے لے آؤں لیکن میں اس کلام کی وجہ سے ان پر قابو نہ پا سکا جو وہ صبح اور شام پڑھتے ہیں اسی وجہ سے میں آپ کے پاس آیا کہ آپ سے پوچھوں کہ آپ صبح و شام کیا پڑھتے ہیں؟ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے فرمایا میں یہ پڑھتا ہوں اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ، وَ اِعْتَصَمْتُ بِہٖ، وَ کَفَرْتُ بِالطَّاغُوْتِ، وَ اِسْتَمْسَکْتُ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی الَّتِیْ لَا انْفِصَامَ لَھَا، اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ یعنی میں اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لایا اس کو مضبوطی سے تھاما حد سے بڑھنے والے کا انکار کیا اور میں نے بڑی مضبوط رسی تھامی جو ٹوٹنے والی نہیں ہے بے شک اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے۔

جنوں کو اذیت و تکلیف دینے کا بیان

دولہا صحابی اور جن کا قتل:۔

(۳۷۰) امام مسلم اور ابوداؤد حضرت ہشام بن زہرہؓ کے غلام حضرت ابو

السائبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت ابوسعید خدریؓ کے گھر میں حاضر ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں آپ کی نماز مکمل ہونے کی انتظار میں بیٹھ گیا اسی دوران میں نے گھر کے ایک کونہ میں کھجور کے گچھے کی جڑوں میں حرکت سنی میں اس طرف متوجہ ہوا تو وہ ایک سانپ تھا میں اسے مارنے کے لئے اٹھا تو حضرت ابوسعید خدری نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو گھر کے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تم یہ کمرہ دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں دیکھ رہا ہوں حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا اس حجرہ میں ہمارے خاندان کا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی پھر میں اور وہ نوجوان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں گئے یہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر چلا آتا تھا اور رات اس حجرہ میں رہتا تھ ایک دن اس نے حضور ﷺ سے اجازت مانگی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا اپ ہتھیار اپنے ساتھ لیتے جاؤ اس لئے کہ میں تمہارے متعلق بنوقریظہ کے یہودیوں سے اندیشہ کرتا ہوں چنانچہ وہ نوجوان اپنا ہتھیار لے کر روانہ ہو گیا جب وہ گھر کے قریب پ تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی دروازوں کے درمیان کھڑی ہے جس کی وجہ سے اِ شرم و غیرت آ گئی اس کو مارنے کے لئے نیزہ اٹھا لیا اس کی بیوی نے کہا اپنا نیزہ روکو جلدی نہ دکھاؤ پہلے گھر میں جا کر دیکھو تا کہ تمہیں معلوم ہو کہ کس چیز نے مجھے گھر سے نکالا ہے وہ جوان جب گھر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ بس کنڈلی مارے لہرا رہا ہے اس نوجوان نے اس پر نیزہ سے حملہ کیا اور سانپ نیزہ میں

لیا پھر گھر سے باہر نکلا اور نیزہ صحن میں گاڑ دیا پھر سانپ نے تڑپ کر اس پر حملہ کیا اس کے بعد مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان دونوں میں سے پہلے کون مرا سانپ یا نوجوان؟ حضرت ابوسعید خدری ؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہم نے یہ درخواست کی کہ آپ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو ہمارے لئے زندہ فرما دے آپ نے ارشاد فرمایا اپنے ساتھی کے لئے مغفرت کی دعا کرو پھر فرمایا مدینہ میں جو جنات ہیں وہ مسلمان ہو چکے ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین دن تک تنگ کرو (مہلت دو) اگر پھر بھی تمہارے سامنے آئے تو مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان ہی ہے۔ (☆۲۶)

اور ایک روایت میں اس طرح ہے إن لهذه البيوت عوامر، فإذا رأيتم شيئا منها فحرجوا عليها ثلاثا فإن ذهب و إلا فاقتلوه فإنه كافر یعنی انسانوں کے گھروں میں جنات بہت رہتے ہیں لہٰذا جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو اس کو تین مرتبہ نکال دو اگر وہ چلا جائے تو ٹھیک ورنہ اس کو مار ڈالو کیوں کہ وہ کافر جن ہے۔

جنوں کو قتل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳۷۱) ابن تیمیہ نے کہا کہ جنوں کو ناحق و بلا وجہ قتل کرنا جائز نہیں جس طرح انسانوں کو ناحق قتل کرنا جائز نہیں۔ ظلم ہر حال میں حرام ہے لہٰذا کسی کے لئے یہ حلال

(☆۲۶) عمل قلیل مفسد نماز نہیں جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو یہ عمل کثیر ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شک و شبہ ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درمختار، جلد ۱، صفحہ ۵۸۳، بہار شریعت جلد ۳، صفحہ ۱۲۴)..... ۱۲ اعظمی

نہیں کہ وہ کسی پر ظلم کرے اگرچہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو جن مختلف شکلیں بدلتے رہتے ہیں کبھی کبھی گھروں کے سانپ بھی جنات ہوتے ہیں لہٰذا ان کو تین مرتبہ مہلت دینی چاہئے اگر چلے جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ مار ڈالا جائے اگر یہ اصلی سانپ ہوگا تو قتل ہو جائے گا اور اگر یہ جن ہوگا تو سانپ کی شکل میں انسانوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے نافرمان جن کو ظاہر ہونے پر اصرار کرے گا۔

مسلم جن کے قتل کے فدیہ میں بارہ ہزار درہم کا صدقہ:

(۳۷۲) ابو الشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ابو مُلَیکہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جن ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہمیشہ ظاہر ہوتا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو قتل کا حکم دے دیا تو اس کو قتل کر دیا گیا پھر وہ آپ کے خواب میں نظر آیا اور عرض کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے ایک مسلمان بندے کو مروا ڈالا تو انہوں نے فرمایا اگر تو مسلمان ہوتا تو آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے پاس نہ جھانکتا تو اس نے عرض کیا میں تو آپ کے پاس اس وقت آتا تھا جب آپ کا لباس درست ہوتا تھا اور وہ بھی صرف قرآن پاک سننے کے لئے آتا تھا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیدار ہوئیں تو بارہ ہزا درہم صدقہ کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ یہ رقم مساکین پر تقسیم کر دی گئی۔

جن کے قتل کے بدلہ چالیس غلام آزاد کرنا:۔

(۳۷۳) ابن ابی الدنیا حضرت حبیب ؓ سے روایت کرتے ہیں ک ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے حجرے میں ا

سانپ دیکھا تو اسے مار ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا تو وہ اسی رات (خواب) میں آیا اور ام المؤمنین سے کہا کہ یہ جن (جس کو آپ نے قتل کروا دیا) ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے وحی (سورۂ رحمٰن) کو سنا تھا تو ام المؤمنین نے کچھ لوگوں کو یمن بھیجا جو ان کے لئے چالیس غلام خرید کر لائے اور آپ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔

زہریلے اور خبیث سانپوں (جنوں) کو قتل کر دو:۔

(۳۷۴) امام مسلم حضرت نافع سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مخروطی عمارت (جس عمارت کی کرسی تکونی یا چوکور ہو) کے پاس تھے وہاں انہوں نے ایک چمکدار جن دیکھا آپ نے فرمایا اس جن کا پیچھا کرو اور اسے قتل کر دو تو حضرت ابولبابہ انصاریؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو گھروں میں رہنے والے جنوں کے قتل کرنے سے منع فرماتے سنا ہے مگر زہریلے اور خبیث قسم کے سانپ اس لئے کہ یہ دونوں آنکھوں کی روشنی ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے شکم میں موجود بچوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔

گھر کے جنات کو کب قتل کیا جائے؟:۔

(۳۷۵) ابو داؤد حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن الهوام من الجن، فمن رأى في بيته شيئا فليحرج عليه ثلاث مرات فإن عاد فليقتله فإنه شيطان یعنی گھروں میں رہنے والے سانپ بچھو جنات میں سے ہیں لہٰذا جو شخص اپنے گھر میں ان

میں سے کچھ (کسی کو) دیکھے تو اس کو تین مرتبہ تنگ کرے (مہلت دے) پھر اگر اس کے بعد بھی وہ آئے تو اس کو قتل کر دے کیوں کہ وہ شیطان ہے۔

(۳۷۶) ابو داؤد حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گھر کے سانپوں (کو مارنے) کے متعلق سوال کیا گیا؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا رأيتم منهن شيئا في مساكنكم، فقولوا: أنشدكن العهد الذي أخذ عليكن نوح، أنشدكن العهد الذي عليكن سليمان، أن لاتؤذونا فإن عدن فاقتلوهن یعنی جب تم لوگ ان میں سے کسی کو اپنے گھروں میں دیکھو تو کہو ہم تمہیں وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو تم سے حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا اور وہ عہد یاد دلاتے ہیں جو تم سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہمیں تکلیف نہ دو اگر یہ جنات اس کے بعد بھی گھر میں آئیں تو ان کو مار ڈالو۔

کونسا سانپ جن ہوتا ہے؟:۔

(۳۷۷) ابو داؤد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں تم ان سفید جنوں کے سوا جو چاندی کی ڈلی کی طرح (سفید) ہوتے ہیں ہر قسم کے سانپ مار ڈالو۔

فصل

آسمان سے باتیں چرانے والے جنوں کا بیان

فائدہ:۔ بعض کاہنوں (جنوں سے دریافت کر کے غیب کی خبر دینے والوں) کا دعویٰ

تھا کہ ہمارے پاس جنات آ کر غیب کی چیزیں اور غیب کی باتیں بتاتے ہیں کہ شیاطین آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سن کر ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر کاہنوں نجومیوں کو بتاتے ہیں اور بعض کاہن خفیہ و پوشیدہ علامات واسباب سے غیبی چیزوں کا پتہ بتاتے ہیں انہیں عراف کہتے ہیں اور اس عمل کو عرافت یہ دونوں عمل حرام و ناجائز ہیں اور اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے اور کاہن اور نجومیوں کے پاس جانے والوں کی چالیس دن رات کی نمازیں مقبول نہیں ہوتیں ہم یہاں پر اس بیان سے متعلق شہادت کے طور پر ایک بخاری کی حدیث نقل کرتے ہیں جو حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی حکم جاری فرماتا ہے تو فرشتے اس حکم (اللہ کی ہیبت) سے کانپ جاتے ہیں اور وہ اپنے پر بچھا دیتے ہیں گویا وہ حکم اس زنجیر کی آواز کی طرح ہوتا ہے جسے صاف پتھر کی چٹان پر کھینچا جاتا ہے (یعنی اللہ کا حکم و فرمان زنجیر کی آواز کی طرح ہوتا ہے) پھر جب فرشتوں کے دلوں سے وہ ہیبت دور ہو جاتی ہے تو بعض فرشتے بعض مقرب فرشتوں سے پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ کہتے ہیں جو کچھ ہمارے پروردگار نے فرمایا وہ حق ہے یا وہ اس ارشاد خداوندی سے انہیں آگاہ کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات بزرگ و برتر ہے وہ بڑائی والا ہے وہ باتیں جو فرشتوں کے درمیان ہوتی ہیں جن یا شیطان چھپ کر سن لیتے ہیں اور ایسی باتوں کے لئے کان لگائے رہتے ہیں اور ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہوتے ہیں یعنی جن تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سلسلہ وار کھڑے رہتے ہیں حضرت سفیان نے اپنے ہاتھ سے اس طرح بیان کیا کہ اسے مائل کیا اور اپنی انگلیوں

کے درمیان کشادگی کی تو اوپر والا بات سن کر نیچے والے کو خبر پہنچاتا رہتا ہے اور وہ اپنے سے نیچے والے کو یہاں تک سب سے نیچے والا جن ان باتوں کو جادوگروں اور کاہنوں کی زبان تک پہنچا دیتا ہے اور ان جنوں کو مارنے اور بھگانے کے لئے آسمان سے شعلے پھینکے جاتے ہیں تو کبھی یہ شعلہ خبر پہنچانے والے کو خبر پہنچانے سے پہلے پکڑ لیتے ہیں اور کبھی شعلہ پہنچنے سے پہلے خبر پہنچا دیتے ہیں جب یہ خبر کاہن وساحر کو پہنچ جاتی ہے تو وہ کاہن اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے ہم سے فلاں فلاں بات فلاں دن نہیں کہی ہے اسی ایک سچ بات کی وجہ سے اس کاہن کی تصدیق کی جاتی ہے جو اس نے آسمان سے سنی تھی۔ (بخاری)

از مترجم

شیطان آسمان کی باتیں کیسے چراتے تھے؟:۔

(۳۷۸) امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک انصاری صحابی نے خبر دی اس حال میں کہ صحابہ کرام ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے خبر یہ دی کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی پھیل گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس طرح ستارہ ٹوٹتا تھا تو زمانہ جاہلیت میں تم اسے کیا کہتے تھے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں ہم تو زمانہ جاہلیت میں یہ کہا کرتے تھے کہ آج کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ستارے کسی کی موت یا کسی کی پیدائش کے لئے نہیں ٹوٹتے

بلکہ ہمارا پروردگار جس کا نام برکت والا اور بلند و بالا ہے جب وہ کوئی حکم نافذ فرماتا ہے تو عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے فرشتے تسبیح کرتے ہیں جو ان سے قریب ہیں یہاں تک اس دنیا کے آسمان والوں تک ان کی تسبیح پہنچ جاتی ہے پھر وہ فرشتے جو عرش اٹھانے والے فرشتوں کے قریب رہتے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ وہ فرشتے ان فرشتوں کو اپنے رب کے فرمان سے مطلع کر دیتے ہیں پھر اس بات کو ان فرشتوں کے قریب رہنے والے دوسرے فرشتے سے پوچھتے ہیں اور ان سے ان فرشتوں سے قریب رہنے والے فرشتے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتا ہے پھر اس خبر کو وہ جن اچک لیتا ہے جو کان لگائے ایسی خبروں کے انتظار میں رہتا ہے اور اپنے دوستوں کے کانوں تک اس خبر کو پہنچا دیتا ہے اور ان جنوں کو مارنے کے لئے وہ شعلے پھینکتے جاتے ہیں (یعنی جو ستارے نظر آتے ہیں وہ حقیقت میں شعلے ہیں جن کے ذریعہ ان جنوں کو بھگایا جاتا ہے) جو خبر اس طرح کاہنوں اور ساحروں تک پہنچتی ہے وہ درست و صحیح ہوتی ہے لیکن یہ کاہن و ساحر اس میں اپنی طرف سے جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں اور ایک بات کی بہت سی باتیں بنا لیتے ہیں (اسی ملاوٹ اور اپنی جانب سے اضافہ کی وجہ سے جھوٹ ہو جاتی ہے جو قابل قبول نہیں رہ جاتی)۔

ایک حق بات میں سو جھوٹ:۔

(۳۷۹) امام بخاری و امام مسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ

کاہن جو بات کہتے ہیں کبھی کبھی ہم اسے سچ بھی پاتے ہیں (ان کی باتوں پر اعتماد کرنا کیسا ہے؟) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا **تلک الکلمة الحق یحفظها الجنی فیقذفها فی أذن ولیه و یزید فیها مائة كذبة** یعنی وہ بات حق تعالیٰ کی ہے جسے جن اچک لیتا ہے تو وہ اس بات کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے (جس طرح ایک مرغ دوسرے مرغ کے کان میں اپنی آواز پہنچاتا ہے) پھر وہ کاہن اسی حق بات میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتا ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے دن سے ابلیس کو آسمان سے روک دیا گیا:۔

(۳۸۰) زبیر بن بکار اور ابن عساکر حضرت معروف بن خربوذ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس ساتوں آسمانوں میں چلا جاتا تھا جب حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو تین آسمانوں سے روک دیا گیا صرف چار آسمانوں تک جا سکتا تھا پھر جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس کو ساتوں آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔

شہاب حضور ﷺ کی آمد سے شروع ہوئے:۔

(۳۸۱) ابن عبدالبر ابوداؤد کی سند کے طریقہ پر شعبی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی آمد مبارک ہوئی تو شیاطین پر شعلے پھینکے گئے اس سے پہلے شہاب (شعلے) نہیں پھینکے جاتے تھے تو وہ عبد یالیل بن عمرو ثقفی نامی (کاہن، نجومی) کے پاس آئے اور کہا جب سے لوگوں نے ستاروں کا گرنا دیکھا ہے اس وقت سے لوگ فارغ ہو گئے ایک روایت میں ہے کہ بے چین ہو گئے اور اپنے

غلام آزاد کردیئے اور اپنے جانوروں کو باندھ دیا تو جواب میں عبد یالیل نے کہا تم جلدی مت کرو بلکہ انتظار کرو اگر مشہور ستارے گرتے ہیں تو سمجھ لو کہ لوگوں کی فناء کا وقت آ گیا ہے اور اگر غیر معروف ستارے (شہابے) گرتے ہیں تو کوئی نئی چیز ظاہر ہوئی ہے چنانچہ انہوں نے دیکھا تو وہ غیر معروف ستارے گرتے ہیں تو انہوں نے کہا یہ کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے چنانچہ زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ (کی آمد مبارک) کا سن لیا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی شہابے گرتے تھے:۔

(۳۸۲) عبد الرزاق اپنی ''تفسیر'' میں حضرت معمر بن ابی شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے شعلوں کے پھینکے جانے (ستارے گرنے) کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ زمانہ جاہلیت میں بھی گرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں گرتے تھے لیکن جب اسلام ظاہر ہوا تو زیادہ گرنے لگے۔

لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ کی شان میں عجیب حکایت:۔

(۳۸۳) ابن ابی الدنیا ''کتاب الاشرف'' میں اور ابو عبد الرحمٰن ہروی ''کتاب العجائب'' میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں تستر (شہر) کے فتح ہونے کے بعد اس کے راستوں میں سے کسی راستہ پر جا رہا تھا کہ اچانک میں نے (ایک مرتبہ) لَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ پڑھا تو وہاں کے بہادروں میں سے ایک بہادر نے میرا یہ کلام سن لیا تو اس نے کہا جب سے میں نے یہ کلام آسمان سے سنا ہے پھر کسی سے نہیں سنا میں نے

کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا میں ایسا آدمی تھا جو بادشاہوں کے پاس وفد لے کر جایا کرتا تھا کسریٰ وقیصر کے پاس بھی وفد لے جاتا تھا ایک سال میں بادشاہ کسریٰ کے پاس وفد لے کر گیا تو شیطان میری شکل میں آ کر میری بیوی کے پاس رہنے لگا جب میں واپس آیا تو میری بیوی نے کوئی خوشی کا اظہار نہیں کیا جیسا کہ سفر سے واپس آنے والے کی اس کے گھر والے کرتے ہیں تو میں نے کہا تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ گھر والوں نے کہا تم ہم سے غائب ہی نہیں ہوئے ہو پھر وہ شیطان میرے سامنے ظاہر ہو گیا اور کہا تم تسلیم کر لو کہ تمہاری بیوی کا ایک دن تمہارے لئے اور ایک دن میرے لئے ہوگا پھر وہ ایک دن میرے پاس آیا اور کہا میں ان جنوں میں سے ہوں جو (آسمان سے) باتیں چراتے ہیں اور ان کی چوری کی باری مقرر ہوتی ہے آج رات میری باری ہے کیا تم بھی میرے ساتھ چلو گے؟ میں نے کہا ہاں چلوں گا بہادر شخص کہتا ہے جب شام ہوئی تو وہ میرے پاس آیا اور مجھے اپنی پشت پر بٹھا لیا اس وقت اس کی شکل خنزیر جیسی تھی اس نے مجھ سے کہا اچھی طرح مجھے پکڑ لو اس لئے کہ عنقریب تم عجیب اور خطرناک چیزیں دیکھو گے تم مجھے چھوڑنا نہیں ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے'' پھر وہ جنات اوپر چڑھے یہاں تک کہ آسمان سے چمٹ گئے تو میں نے سنا ایک کہنے والا کہہ رہا تھا (لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ، وَ مَا لَمْ یَشَآءْ لَایَکُوْن) یعنی گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ پھر ان جنات پر آگ پھینکی گئی تو وہ آبادی کے پیچھے پاخانہ اور درخت پر جا گرے اور میں نے کلمات یاد کر لئے جب صبح ہوئی تو میں اپنی بیوی کے

پاس آیا اور جب وہ (شیطان) آتا تو میں یہی کلمات پڑھتا تو اس سے وہ بہت گھبراتا یہاں تک کہ گھر کے روشندان سے نکل جاتا پھر میں ان کلمات کو ہمیشہ پڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے جدا ہو گیا۔

(۳۸۴) میں (امام سیوطی) امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیاطین آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور وحی کے کلمات سنتے تھے اور ان کلمات کو لے کر زمین پر اترتے اور ان میں نو حصے اضافہ کر دیتے تھے تو زمین والے وہ اصل بات تو حق و صحیح پاتے اور نو باتیں جھوٹ پاتے یہ شیاطین ہمیشہ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو بھیج دیا تو وہ ان شرارتوں سے روک دیئے گئے پھر شیطانوں نے ابلیس سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ زمین میں کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے پھر اس نے شیطانوں کو زمین میں پھیلا دیا چنانچہ ان شیطانوں نے رسول اللہ ﷺ کو نخل کے دو پہاڑوں کے درمیان قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے پایا تو شیطانوں نے کہا اللہ کی قسم یہی وہ نئی بات ہے اور اسی کی وجہ سے ان پر شعلے پھینکے (شہابے چھوڑے) جاتے ہیں جب ستارے تم سے چھپ جاتے ہیں تو وہ اسے پا لیتے ہیں کبھی غلطی نہیں ہوتی لیکن وہ اسے قتل نہیں کرتے البتہ اس کا چہرہ اس کا پہلو اور اس کا ہاتھ جلا دیتے ہیں۔

حضور ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں کو آسمان سے دھتکار دیا گیا:۔

(۳۸۵) ابونعیم اور امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جنوں کے ہر قبیلہ کی آسمان میں ایک نشست ہوتی تھی

جہاں سے وہ وحی سن کر کاہنوں کو خبر دیتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں دھتکار دیا گیا۔

زمانہ فترت تک جنات آسمان پر بیٹھتے تھے:۔

(۳۸۶) امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہما السلام کے درمیان زمانہ فترت میں جنات سے آسمان دنیا کی حفاظت نہیں کی جاتی تھی وہ جنات آسمان میں سننے کے لیے اپنی نشست گاہوں پر بیٹھتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان کی بہت زیادہ حفاظت کر دی گئی اور شیاطین پر شہابے چھوڑے جانے لگے۔

(۳۸۷) ابونعیم حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا شیاطین پر شہابے نہیں چھوڑے گئے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو نبی بنایا گیا تو ان پر شہابے پھینکے گئے۔

فصل

ماہ رمضان المبارک میں شیاطین کو قید کرنے کا بیان

(۳۸۸) امام ترمذی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا كان أول ليلة من رمضان صفدت الشياطين و مردة الجن یعنی جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لئے جاتے ہیں یعنی مضبوطی کے ساتھ جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ یہ

حدیث مسند احمد میں بھی ہے۔

(۳۸۹) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کے متعلق اپنے والد سے پوچھا اور عرض کیا کہ رمضان المبارک میں بھی تو انسان کو وسوسہ ہوتا ہے اور مرگی کا حملہ ہوتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا حدیث شریف میں ایسے ہی وارد ہوا ہے۔ (☆۲۷)

(☆۲۷) فائدہ:- اس حدیث میں امام احمد نے جو فرمایا کہ حدیث میں ایسے ہی آیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ اس کا حقیقی معنی مراد ہے۔ اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی حکیم محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں کہ روزے کے تین درجے ہیں۔

(۱) عام لوگوں کا روزہ:- پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔

(۲) خواص کا روزہ:- ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔

(۳) خاص الخاص کا روزہ:- اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیز سے مکمل طور پر جدا کر کے صرف اللہ ہی طرف متوجہ رہنا۔ مذکورہ سوال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں شیاطین زنجیروں میں اس لئے جکڑ دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ روزہ داروں کو گناہوں میں مبتلا نہ کرسکیں یہی وجہ ہے کہ اگر کچھ لوگ گناہوں میں ملوث رہتے ہیں وہ رمضان المبارک میں گناہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں البتہ وہ حرکتیں جو بعض لوگوں میں پائی جاتی ہیں یہ سرکش جنوں کی تاثیر کے اوہام ہوتے ہیں جو ان شریر نفوس میں پیوست ہوچکے ہوتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں پنجے گاڑ چکے ہوتے ہیں بعض علمائے کرام نے اس کا یہ جواب بھی دیا ہے کہ شریر جنات کے سرداروں اور ان میں کے برائی کی طرف دعوت دینے والے جنوں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے لیکن ان کے چیلوں اور چھوٹے جنوں و شیاطین کو قید نہیں کیا جاتا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو لوگ روزہ کے تمام شرائط و لوازمات کا لحاظ کرتے ہوئے روزہ ادا کرتے ہیں انہیں ان چھوٹے شیاطین سے بھی محفوظ کر دیا جاتا ہے یا یہ بھی ہوسکتا ہے شیاطین تمام روزہ داروں سے روک دیئے جاتے ہیں لیکن سرکشی کسی اور وجہ سے ہوتی ہے مثلاً نفس کی خباثت و دل کی کجی ہوتی ہے یا سرکش جنات تو قید میں ہوتے ہیں اور یہ شرارت و خباثت غیر سرکش جن سے ظاہر ہوجاتی ہے۔۱۲ اعظمی

جنوں کے مجموعی حالات

مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد کی خبر سب سے پہلے جنات نے دی:۔

(۳۹۰) طبرانی ''اوسط'' میں اور ابو نعیم و بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضور اقدس ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سب سے پہلے اس طرح پہنچی کہ مدینہ منورہ میں ایک عورت رہتی تھی جس کے تابع ایک جن تھا وہ ایک پرندہ کی شکل میں آیا اور اس عورت کے گھروں کی دیوار پر بیٹھ گیا تو عورت نے اس سے کہا اتر آؤ ہم تمہیں کچھ سنائیں اور کچھ تم ہمیں سناؤ اس نے کہا اب ایسا نہیں ہوسکتا کیوں کہ مکہ میں ایک نبی مبعوث ہوا ہے جس نے ہمیں دوستی سے منع کر دیا ہے اور ہم پر زنا کو بھی حرام کر دیا ہے۔

جنوں کے اشعار کا بیان

حضور ﷺ کی بعثت اور ان پر ایمان لانے کی خبر جنات نے دی:۔

(۳۹۱) امام بیہقی حضرت براء ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے حضرت سواد بن قارب ؓ سے فرمایا ہمیں اپنی ابتداء اسلام کی بات سناؤ وہ کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہندوستان سے آیا تھا اور میرا ایک مشیر جن تھا جس کی میں ساری باتیں مانا کرتا تھا کہتے ہیں میں ایک رات سو رہا تھا کہ اچانک میرے پاس کوئی آیا اور کہا اٹھو اگر تم عقل رکھتے ہو تو غور و فکر کرو اور سمجھو لوئی بن غالب کے نسب سے ایک رسول کی بعثت ہوئی ہے پھر اس نے یہ اشعار کہے:۔

عجبت للجن و أنجاسها   و شدها العيس بأحلاسها

میں جنوں اور ان کی نجاستوں سے اور بھورے رنگ کے (قیمتی) اونٹ کو بے قیمت ٹاٹ سے باندھنے پر حیران ومتعجب ہوں۔

تهوى إلى مكة تبغي الهدى   ما مؤمنوها مثل أرجاسها

تم ہدایت کی تلاش میں مکہ جاؤ آپ پر ایمان لانے والے وہاں کے مؤمن وہاں کے پلیدوں (کافروں) کی طرح نہیں ہیں۔

فانهض إلى الصفوة من هاشم   واسم بعينيك إلى رأسها

بنو ہاشم کی پونجی (نبی ﷺ) کے پاس حاضری دو اور اس پونجی (نبی ﷺ) کے سر کو اپنی آنکھوں سے چوم لو۔

پھر اس نے مجھے بیدار کر کے پریشان کیا اور کہا اے سواد بن قارب! بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل نے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے تم ان کے پاس جاؤ اور رشد و ہدایت حاصل کرو پھر جب دوسری رات آئی تو وہ پھر میرے پاس آیا اور جگا کر یہ اشعار کہے۔

عجبت للجن و تطلابها   و شدها العيس بأقتابها

میں جنوں سے اور ان کی سرگردانی سے اور ان کے بھورے اونٹ کو کجاوہ سے باندھنے سے متعجب وحیران ہوں۔

تهوى إلى مكة تبغي الهدى   ما صادق الجن ككذابها

تم ہدایت تلاش کرنے مکہ جاؤ جنوں کی سچائی ان کے جھوٹوں کے مثل نہیں ہے۔

فانهض إلى صفوة من هاشم   و اسم بعينيك إلى بابها

تم بنو ہاشم کے سردار (محمد ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان کے دروازے کو اپنی آنکھوں سے بوسہ دو۔

پھر جب تیسری رات ہوئی تو پھر میرے پاس آیا اور بیدار کر کے کہا:۔

عجبت للجن و تخبارها   و شدها العيس بأكوارها

میں جنوں سے اور ان کے خبر دینے اور بھورے اونٹ کو عمامہ کے پیچوں کے ساتھ باندھنے سے متعجب وحیران ہوں۔

تهوى إلى مكة تبغي الهدى   ليس ذوو الشر كأخيارها

تم ہدایت حاصل کرنے کے لئے مکہ جاؤ شریر جن نیکوکار جنوں کی طرح نہیں ہیں۔

فانهض إلى صفوة من هاشم   ما مؤمنو الجن ككفارها

بنوہاشم کے عظیم الشان نبی کی بارگاہ میں جلدی جاؤ ایمان لانے والے خوش بخت جن (جنات) حضور ﷺ کا انکار کرنے والے کافروں کی طرح بد بخت نہیں ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اب بھی وہ تمہارا مشیر جن تمہارے پاس آتا ہے؟ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا ہے وہ میرے پاس نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اس جن کا بہترین عوض (بدلہ) ہے۔

صداقتِ نبوت کے چند واقعات

عباس بن مرداس کے اسلام لانے کا واقعہ:۔

(۳۹۲) ابن ابی الدنیا' طبرانی' ابونعیم اور خرائطی ''الھواتف'' میں حضرت عباس بن مرداس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دوپہر کے وقت نر کھجور کے شگوفہ کے پاس تھے کہ اچانک ان کے سامنے روئی کے مثل ایک سفید شتر مرغ ظاہر ہوا جس پر ایک سفید آدمی سفید کپڑوں میں سوار تھا اس نے مجھ سے کہا اے عباس بن مرداس! تم دیکھتے نہیں آسمان پر پہرے دار مقرر کر دیئے گئے ہیں اور جنات گھبرا گئے اور گھوڑوں نے اپنے سوار اتار دیئے اور جو ذات والا صفات نیکی اور تقویٰ کے ساتھ پیر کے دن منگل کی شب مبعوث ہوئی ہے وہ قصواء نامی اونٹنی والے ہیں تو جو کچھ میں نے سنا اور دیکھا اس سے مرعوب ہو کر میں نکلا یہاں تک کہ میں اپنے ایک ضمار نامی بت کے پاس آیا جس کی ہم پوجا کرتے تھے اس کے اندر سے آواز آتی تھی میں اس کے پاس آیا اس کے ارد گرد جھاڑو دیا پھر اس کو چھوا اور بوسہ دیا تو اچانک اس کے اندر سے چیخ مارنے والے نے چیخ ماری جو کہہ رہا تھا:۔

قل للقبائل من سلیم کلها　　　هلک الضمار و عاش اهل المسجد

قبیلہ بنو سلیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو کہ ضمار (بت) ہلاک ہو گیا اور مسجد والے (مسلمان) کامیاب و کامران ہو گئے۔

هلک الضمار و کان یعبد مرة　　　قبل الکتاب إلی النبی محمد

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی طرف کتاب نازل ہونے سے پہلے جس ضمار بت کی پوجا کی جاتی تھی وہ ہلاک و برباد ہو گیا۔

إن الذی ورث النبوة و الهدی　　　بعد إبن مریم من قریش مهتدی

وہ ذات جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بعد نبوت و ہدایت کی وارث ہوئی وہ ہدایت یافتہ قریش میں سے (تشریف لا چکی) ہے۔

فائدہ:۔ ''آکام المرجان'' اور ''مکائد الشیطان'' میں اس واقعہ کے اخیر میں قدرے اضافہ بھی ہے کہ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں میں یہ سن کر خوفزدہ ہوا اور اپنی قوم میں آ کر پورا واقعہ سنایا پھر میں اپنی قوم بنی حارث کے تین سو افراد کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس مدینہ منورہ مسجد نبوی میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا اے عباس! تم کیسے مسلمان ہو گئے؟ تو میں نے آپ کے سامنے سارا واقعہ سنایا آپ نے فرمایا تم (عباس) نے سچ کہا اس طرح سے میں اور میری قوم (سب) مسلمان ہو گئے۔ اور اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ منگل کی شب میں پیدا ہوئے جب کہ صحیح ترین روایتوں سے ثابت ہے کہ شب پیر کو پیدا ہوئے تفصیل فتاویٰ رضویہ جلد ۱۲ میں ملاحظہ کریں۔ (مترجم)

میلاد النبی ﷺ پر جبل ابو قبیس پر جنوں کی نداء:

(۳۹۳) ابن ابی الدنیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ سے روایت کی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف ہوئی تو جبل ابو قبیس اور حجون کے پہاڑوں پر چڑھ کر جن نے نداء کی۔

حجون پہاڑ کے جن نے یہ اشعار کہے:۔

فأقسم لا أنثی من الناس أنجبت

و لا ولدت أنثی من الناس واحده

میں قسم کھاتا ہوں انسانوں میں سے کوئی عورت مرتبہ والی نہیں ہوئی اور نہ انسانوں میں سے کسی عورت نے کوئی (ایسا) بچہ جنا۔

کما ولدت زهرية ذات مفخر

مجنبة يوم القبائل ماجده

جیسا فخر وصفات والا بچہ حضرت آمنہ زہریہ (بنوزہرہ ایک قبیلہ ہے) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جنا ہے یہ شان وشوکت والی قبائل کی ملامت سے دور رہنے والی ہے۔

فقد ولدت خير القبائل أحمدا

فأكرم بمولود و أكرم بوالده

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام قبیلوں سے بہترین اور بڑھکر بیٹا حضرت احمد (ﷺ) کو جنا ہے تو بڑی عظمت اور شان وشوکت والا بیٹا ہے اور بڑی ہی مکرم ومعظم شان والی ماں ہے۔

اور وہ جن جو جبل ابوقبیس پر تھا اس نے یہ اشعار کہے:۔

(۱)

يا ساكني البطحاء لا تغلطوا

وميزوا الأمر بعقل مضى

اے بطحاء (مکہ مکرمہ) کے رہنے والو! غلطی نہ کرو معاملہ کو روشن عقل کے ذریعہ ممتاز وجدا گانہ کرلو۔

(۲)

إن بني زهرة من سركم

في غابر الدهر و عند البدى

قبیلہ بنوزہرہ تمہاری نسل میں سے ہیں زمانہ قدیم میں بھی اور اس زمانہ میں بھی۔

(۳)

واحدة منكم فهاتوا لنا

فيمن مضى في الناس أو من بقي

لوگوں میں سے جو گذر چکے یا جو موجود ہیں ان میں سے ایک خاتون ایسی ہو تو اسے ہمارے سامنے لاؤ۔

(۴)

واحدة من غيركم مثلها

جنينها مثل النبي المتقي

ایک ایسی خاتون غیروں ہی میں سے لاکر دیکھا دو جس نے نبی مکرم جیسا پاکباز نبی جنا ہو۔

مازن طائی کیسے مسلمان ہوئے؟:۔

(۳۹۴) امام بیہقی ھشام بن محمد کلبی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں مجھے قبیلہ بنو طے کے شیوخ میں سے ایک شیخ نے بیان کیا کہ حضرت مازن طائی عمان کے علاقہ میں رہتے تھے اور اپنے علاقہ میں بتوں کی خدمت کرتے تھے ان کا اپنا بھی ایک بت تھا جس کا نام ''ناجر'' تھا حضرت مازن ﷺ فرماتے ہیں میں نے ناجر پر قربان کرنے والے دن ایک جانور ذبح کیا تو اس بت سے آواز سنی جو کہہ رہا تھا:۔

(۱)

یــا مـــازن أقبــل إلــى أقبــل
تســمــع مــا لا يــجهــل

اے مازن! میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ اور ایسی بات سنو جس سے نا واقف نہیں رہا جا سکتا۔

(۲)

هــذا نبــي مــرســل   جــاء بــحق مــنـزل

یہ بھیجے ہوئے نبی ہیں جو نازل شدہ حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔

(۳)

فــآمــن بــه كــي تعدل   عــن حــر نــار تشعــل

تم ان پر ایمان لے آؤ تا کہ تو بھڑکنے والی آگ کی تپش سے بچ سکو۔

وقودها بالجندل

اس آگ کا ایندھن بڑی بڑی چٹانیں ہوں گی۔

حضرت مازن ﷺ فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے (کہ بت بھی بول رہا ہے) پھر میں نے چند دن بعد ایک اور عتیرہ (جانور) قربان کیا تو پہلے سے بھی زیادہ واضح آواز میں سنا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے۔(☆۲۸)

(۱)

یــا مــازن اســمــع تســر   ظهــر خيــر و بطــن شــر

اے مازن! سنو خوشی کا اظہار کرو خیر ظاہر ہو گیا اور شر چھپ گیا۔

(۲)

بــعــث نبــي مــن مضــر   بــديــن اللــه الكبــر

قبیلہ مضر سے اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے دین کے ساتھ ایک نبی (حضرت محمد ﷺ) بھیجے گئے۔

(☆۲۸) فائدہ:۔ عتیرہ اس ذبح کئے ہوئے جانور کو کہتے ہیں جو اہل عرب رجب کے مہینہ میں بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے ابتدائے اسلام میں مسلمان بھی رجب کے مہینہ میں اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے جسے رجبیہ کہتے تھے جب قربانی کا حکم آ گیا تو رجبیہ کی سنت منسوخ ہو گئی لیکن اباحت اب بھی باقی ہے جس مہینہ جس دن چاہے اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے۔ چنانچہ ایک صاحب نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عتیرہ کیا کرتے تھے اب ہمارے لئے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اللہ کے نام ہر ماہ میں کر سکتے ہو۔۱۲ اعظمی

(۳)

فدع نحیتا من حجر   تسلم من حر سقر

پتھر سے تراشے ہوئے (بت) کو چھوڑ دو تو دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

حضرت ذباب بن الحارث کس طرح مسلمان ہوئے؟:۔

(۳۹۵) ابن شاہین ''الصحابہ'' میں اور معافی ''الجلیس'' میں حضرت ابو خیثمہ عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں مجھ سے حضرت ذباب بن حارث صحابی نے فرمایا کہ ابن وقشہ کا ایک مشیر جن تھا جو اس کو چند پیش آنے والی باتوں سے آگاہ کر دیتا تھا ایک دن وہ آیا اور اس کو ایک بات بتلائی تو ابن وقشہ نے میری طرف دیکھا اور کہا۔

(۱)

یا ذباب یا ذباب   اسمع العجب العجاب

اے ذباب! اے ذباب! ایک عجیب وغریب بات سنو۔

(۲)

بعث محمد بالکتاب   یدعو بمکة فلا یجاب

محمد ﷺ کو مکہ مکرمہ میں کتاب کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا گیا ہے وہ مکہ مکرمہ میں بلا رہے ہیں لیکن ان کو مانا نہیں جا رہا ہے۔

میں نے اس سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا

ایسے ہی (جن کی طرف سے) کہا گیا ہے۔

ام معبد کو بعثت کی خبر:۔

(۳۹۶) ابن اسحاق کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہجرت کے ارادے سے نکلے تو تین راتوں تک ہمیں خبر نہ ہوئی کہ حضور ﷺ کس طرف تشریف لے گئے ہیں یہاں تک کہ مکہ کی نچلی جانب سے ایک جن ظاہر ہوا جو عرب کے گنگنانے والے اشعار گا رہا تھا لوگ اس کے پیچھے پیچھے اس کی آواز سنتے جا رہے تھے لوگ اسے دیکھ نہیں رہے تھے (نظروں سے اوجھل تھا) یہاں تک کہ وہ مکہ کی نچلی جانب سے نکل گیا وہ یہ اشعار کہہ رہا تھا۔

(۱)

جزی الله رب الناس خیر جزائه

رفیقین حلا خیمتی أم معبد

انسانوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے ان دو ساتھیوں پر جنہوں نے ام معبد کے خیموں میں قیلولہ کیا۔

(۲)

هما نزلا بالبر ثم ترحلا   فأفلح من أمسى رفيق محمد

وہ دونوں حضرات میدان میں اتر پڑے پھر کوچ کیا پس وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے محمد ﷺ کی رفاقت میں شام کی۔

(۳)

لیھن بنی کعب مقام فتاتھم

و مقعدھا للمؤمنین بمرصد

بنی کعب کو مبارک ہو کہ بنو کعب کے جوان اس جگہ سے خیریت سے گزر گئے جو کہ مؤمنوں کے لئے گھات کی جگہ تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب ہم نے اس کی بات سنی تو معلوم ہوا کہ آپ کس جگہ تشریف لے گئے ہیں آپ اس وقت مدینہ منورہ کی طرف رخ فرما چکے تھے۔

سعد بن معاذ و سعد بن عبادہ کے اسلام کی خبر:

(۳۹۷) ابن ابی الدنیا اور خرائطی و بیہقی حضرت عبدالمجید بن ابی عبس سے اور وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ قریش نے جبل ابوقبیس پر ایک بلند آواز سے پکارنے والے کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا۔

فإن یسلم السعدان یصبح محمد

بمکة لایخشی خلاف المخالف

یعنی اگر دونوں سعد (سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ) مسلمان ہوجائیں تو حضرت محمد ﷺ مکہ مکرمہ میں کسی مخالف کی مخالفت سے فکرمند نہ ہوں گے۔

تو ابوسفیان اور اشراف قریش نے کہا یہ سعدان کون ہیں؟ کیا یہ سعد بن ابی بکر، سعد بن زید اور سعد بن قضاعہ ہیں؟ پھر جب دوسری رات ہوئی تو ان لوگوں نے

جبل ابوقبیس پر (دوبارہ) پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔

(۱)

أیا سعد سعد الأوس کن أنت ناصرا

و یا سعد سعد الخزرجین الغطارف

اے قبیلہ اوس کے سعد! تم مددگار ہوجاؤ اور اے سخاوت والے قبیلہ خزرج کے سعد! تم بھی مددگار ہوجاؤ۔

(۲)

أجیبا إلی داعی الھدی و تمنیا

علی اللہ فی الفردوس زلفة عارف

اے دونوں سعد! تم ہدایت کی دعوت دینے والے (حضرت محمد ﷺ) کی دعوت قبول کرو اور تم دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے جنت الفردوس میں عارف الٰہی کے قرب کی آرزو و تمنا کرو۔

(۳)

فإن ثواب اللہ لطالب الھدی

جنان من الفردوس ذات رفارف

اس لئے کہ ہدایت کے طلب گار کے لئے اللہ تعالیٰ کا ثواب وہ جنت الفردوس ہے جس کے فرش اور تکیے باریک ریشمی کپڑوں کے ہیں۔

اشراف قریش نے کہا اس سعدان سے تو حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت

سعد بن معاذ مراد ہیں۔

(۳۹۸) ابن عبد البر حضرت عبد المجید بن ابی عبس ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رات کے کسی حصہ میں مدینہ منورہ میں ایک ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔

(۱)

خیر کهلین فی بنی الخزرج العز

بشیرو إبن سعد بن عباده

اے عزت وشرف والے قبیلہ بنوخزرج کے بوڑھوں کے بہترین لوگو! سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کی طرف چلو۔

(۲)

المجیبان إذ دعا أحمد الخیر

فنالتهما هناک السعاده

جب حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ نے ان کو بھلائی (اسلام) کی دعوت دی تو انہوں نے اس کو قبول کیا اور ان دونوں کو اسی وقت سعادت و نیک بختی حاصل ہوگئی۔

(۳)

ثم عاشا مهذبین جمیعا

ثم لقاهما الملیک شهاده

پھر ان دونوں نے مہذب انداز میں زندگی گذاری پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے

شہادت عطا فرمائی۔

جنگ بدر میں کفار کی شکست کی اطلاع:۔

(۳۹۹) حضرت قاسم بن ثابت ''دلائل'' میں روایت کرتے ہیں کہ جب مکہ کے قریش میدان بدر کی طرف متوجہ ہوئے تو جس دن کفار پر مسلمانوں نے فتح و کامیابی پائی اسی دن مکہ مکرمہ میں ایک غیبی جن سے سنا گیا وہ ترنم بھری آواز میں یہ اشعار گنگنا رہا تھا جب کہ وہ خود نظر نہیں آ رہا تھا۔

زاد الحنیفیون بدرا وقیعة

سینقض منها رکن کسریٰ وقیصرا

یعنی حنیفیون (قبیلہ حنیف کے لوگوں) نے جنگ بدر میں کیا دیکھا عنقریب اس سے قیصر و کسریٰ کی بنیادیں اکھڑ جائیں گی۔ (☆۲۹)

أبادت رجالا من لؤی و أبرزت

حرائر یضربن الترائب حسرا

یعنی قبیلہ لوئی کے نوجوانوں کو ہلاک و برباد کر دیا اور ان کی عورتیں باہر نکل کر حسرت سے سینہ پیٹنے لگیں۔

فیا ویح من أمسی عدو محمد

لقد حاد عن قصد الهدی و تحیرا

(۲۹ ☆) اس میں سے کسی نے پوچھا کہ یہ حنیفیون کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا یہ محمد ﷺ اور ان کے صحابہ ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف پر ہیں۔ ۱۲ اعظمی

یعنی ہائے افسوس اس پر جس نے حضرت محمد ﷺ سے دشمنی کی یقیناً وہ ہدایت کے قصد وارادہ سے ہٹ گیا ہے اور حیران وپریشان رہا۔

اس کے بعد کچھ دیر نہ ٹھہرے ہوں گے کہ ان کے پاس مسلمانوں کی فتح مبین کی خبر آ گئی

فصل

عورتوں پر جنوں کے ظاہر ہونے کا بیان

(۴۰۰) ابن ابی الدنیا حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر کے صحن میں تھا کہ اچانک میرے پاس میری بیوی کا قاصد آیا اور کہا کہ آپ فلانہ (میری بیوی) کے پاس جائیں چنانچہ میں اندر داخل ہوکر میں نے پوچھا کون ہے؟ تو اس (میری بیوی) نے کہا یہ سانپ ہے جب میں گھروں سے باہر جنگل میں قضائے حاجت کے لئے گئی تو اس کو دیکھا تھا پھر میں کچھ دیر ٹھہری رہی پھر مجھے یہ نظر نہیں آیا اب میں اس کو دیکھ رہی ہوں یہ وہی سانپ ہے میں اس کو پہچانتی ہوں تو حضرت سعد نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں اگر میں نے اس کے بعد تجھ کو دیکھا تو یقیناً تجھے قتل کر ڈالوں گا تو وہ سانپ نکلا اور گھر کے دروازہ سے چلا گیا یہاں تک کہ وہ سانپ مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس آیا اور اس پر چڑھ کر آسمان کی طرف چلا گیا اور غائب ہوگیا۔ (یہ ایک جن تھا جو سانپ کی شکل میں

حضرت سعد بن ابی وقاص کی بیوی کے سامنے ظاہر ہوا تھا)۔

نیک عورت پر جن کا حملہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف حفاظت کا رقعہ:

(۴۰۱) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت حسن بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے کچھ سوال کیے تو انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی نشست پر بیٹھی تھی کہ میرے گھر کی چھت پھٹی اور اونٹ کی طرح یا گدھے کے مثل کالا کوئی جانور میرے اوپر گرا میں نے اس جیسا کالا اور پیدائش اور گھبراہٹ کے اعتبار سے کوئی جانور نہیں دیکھا فرماتی ہیں کہ وہ میرے قریب ہوا وہ مجھے پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے پیچھے ایک چھوٹا سا کاغذ کا رقعہ آیا جب اس کو اس (جن جانور) نے کھولا اور پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

من رب كعب إلى كعب أما بعد فلا سبيل لك على المرأة الصالحة بنت الصالحين یہ رقعہ کعب کے رب کی جانب سے کعب کی طرف ہے اس کے بعد تمہیں حکم ہے کہ تمہیں نیک والدین کی نیک بیٹی پر (شرارت کی) کوئی اجازت نہیں ہے حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ جہاں سے آیا تھا وہیں واپس چلا گیا اور میں اس کا واپس ہونا دیکھ رہی تھی حضرت حسن بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں پھر انہوں نے مجھے وہ رقعہ دکھایا جوان کے پاس ابھی تک موجود تھا۔

ایک اور رقعہ:۔

(۴۰۲) ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی "دلائل" میں حضرت یحییٰ بن سعید ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا وقت آیا تو ان کی خدمت میں بہت سے تابعین کرام جمع ہوئے ان میں حضرت عروہ بن زبیر، حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بھی تھے یہ حضرات ان کے پاس ہی تھے کہ حضرت عروہ کو غشی طاری ہوگئی اور ان حضرات نے چھت پھٹنے کی آواز سنی پھر ایک کالا سانپ (اژدھا) گرا جو کھجور کے بڑے تنہ کے مثل (موٹا اور لمبا) تھا اور وہ اس خاتون کی طرف لپکنے لگا تو اچانک ایک سفید رقعہ گرا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم O من رب كعب إلى كعب O ليس لك على بنات الصالحين سبيل O

اللہ کے نام شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا بنوکعب کے رب کی طرف سے بنوکعب کی طرف تمہیں نیک لوگوں کی بیٹیوں پر ہاتھ بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب اس اژدھا نے یہ سفید کاغذ دیکھا تو اوپر چڑھا اور جہاں سے اترا تھا وہیں سے نکل گیا۔

رقعہ کا ایک اور واقعہ:۔

(۴۰۳) ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عوف بن عفراء ؓ کی صاحبزادی اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں ان کو معلوم بھی نہ ہوا کہ ایک حبشی (سیاہ فام آدمی) ان کے سینہ پر چڑھ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ ان کے حلق میں ڈال دیا تو اچانک پیلے رنگ کا ایک کاغذ آسمان کی طرف سے گر رہا تھا یہاں تک کہ ان کے سینے پر آ گرا تو اس (کالے آدمی) نے اس رقعہ کو لے لیا اور پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

من رب لكين إلى لكين اجتنب إبنة العبد الصالح O فانه لا سبيل لك عليها O یعنی یہ حکم نامہ لکین کے رب کی جانب سے لکین کی طرف ہے کہ نیک انسان کی بیٹی سے دور ہو اس لئے کہ تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔

وہ فرماتی ہیں چنانچہ وہ سیاہ فام آدمی اٹھا اور اپنا ہاتھ میری حلق سے ہٹایا اور اپنا ہاتھ میرے گھٹنے پر مارا کہ سوجن آگئی (اور کالا پڑ گیا) یہاں تک کہ میرا گھٹنا بکری کے سر کی طرح (سوج) گیا وہ فرماتی ہیں کہ پھر میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ واقعہ ان سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اے میرے بھائی کی بیٹی! جب تو حیض میں ہو تو اپنے کپڑوں کو سمٹ کر رکھا کر تو یہ تمہیں ہرگز کبھی تکلیف نہیں دے گا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کو اس کے والد کی وجہ سے حفاظت فرمائی کیوں کہ وہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔

فصل

جنوں کا انسانوں سے علم حاصل کرنے اور انسانوں کو فتویٰ دینے کا بیان

(۴۰۴) ابوعبدالرحمان ہروی بن شکر حضرت یحییٰ بن ثابت علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں حضرت حفص طائفی کے ساتھ منیٰ میں تھا کہ (ہم نے دیکھا) ایک شیخ جو سفید سر والا اور سفید داڑھی والا (جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے) لوگوں کو فتویٰ دے رہا ہے تو حضرت حفص نے مجھ سے فرمایا اے ابوایوب! کیا تم اس بوڑھے کو دیکھ رہے ہو جو لوگوں کو فتوے دے رہا ہے۔ یہ عفریت جن (سخت خبیث) ہے پھر حضرت حفص اس کے قریب گئے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا جب حضرت حفص نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے اپنے جوتے اٹھائے اور بھاگ گیا لوگ بھی اس کے پیچھے بھاگے اور حضرت حفص کہنے لگے اے لوگو! یہ عفریت جن ہے۔

فصل

جنوں کا انسانوں سے وعظ وخطاب کرنے کا بیان

(۴۰۵) ابن ابی الدنیا حضرت ابوخلیفہ عبدی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میرا چھوٹا سا بچہ فوت ہوگیا جس کا مجھے بہت سخت صدمہ ہوا اور میری نیند اچاٹ

ہوگئی خدا کی قسم میں ایک رات اپنے گھر میں اپنے بستر پر تھا اور میرے گھر میں کوئی نہ تھا اور میں اپنے بیٹے کی فکر میں پڑا تھا تو اچانک گھر کے ایک جانب سے کسی پکارنے والے نے مجھے آواز دی اور کہا السلام علیکم و رحمة الله یا أبا خليفة میں نے کہا وعلیکم السلام و رحمة الله جبکہ میں سخت گھبرایا ہوا تھا پھر اس نے سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں تلاوت کیں جب وہ ﴿ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝﴾ (پارہ نمبر۴، آیت نمبر۱۹۸) تک پہنچا تو کہا اے ابوخلیفہ! میں نے کہا لبیک اس نے پوچھا کیا تم چاہتے ہو کہ صرف تمہارے بیٹے ہی کے لئے زندگی مخصوص رہے اور دوسرے کے لئے نہیں؟ کیا تم اللہ کے نزدیک زیادہ شان والے ہو یا حضرت محمد ﷺ؟ حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم بھی تو فوت ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں دل غمگین ہے ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کردے۔ کیا تم اپنے بیٹے سے موت دفع کرنا چاہتے ہو؟ جبکہ تمام مخلوق کے لئے موت لکھی جاچکی ہے۔ یا تم چاہتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ پر ناراض ہوجاؤ اور اس کی مخلوق کے متعلق اس کی تدبیر کو رد کردو۔ اللہ کی قسم اگر موت نہ ہوتی تو زمین اتنی وسیع نہ ہوتی اگر دکھ اور غم نہ ہوتے تو مخلوق کسی عیش سے فائدہ نہیں اٹھاسکتی پھر اس نے کہا کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا میں تیرے پڑوسی جنوں میں سے ایک ہوں۔

جنوں کا گفتگو کرنا

ایک جنات اور سمجھدار آدمی کی حکایت:۔

(۴۰۶) ابن ابی الدنیا حضرت اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی فروہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جنوں کے چند افراد انسانوں کی شکل اختیار کر کے ایک آدمی کے پاس آئے اور کہا تم اپنے لئے کون سی چیز زیادہ پسند کرتے ہو؟ اس آدمی نے کہا اونٹ پسند کرتا ہوں انہوں نے کہا تم نے اپنے لئے سختی، محنت اور طویل مصیبت کو پسند کیا ہے تجھے مسافری لاحق ہوگی جو تمہیں تمہارے دوستوں سے دور کر دے گی (اس لئے کہ اونٹ والوں کو اسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے) پھر وہ جن اس کے پاس سے چلے گئے اور دوسرے آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا تم اپنے لئے کون سی چیز پسند کرتے ہو؟ کہا غلاموں کو پسند کرتا ہوں انہوں نے کہا پھر تو بہت عزت پاؤ گے اور میخوں کی طرح سخت غصہ پاؤ گے اور مال و دولت پاؤ گے اور دور دراز کے سفر کرتے رہو گے پھر یہ جن اس کے پاس سے نکل کر ایک اور تیسرے شخص کے پاس گئے اور پوچھا تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا میں بکریاں پسند کرتا ہوں تو ان جنوں نے کہا کھانا حلال کا ہوگا اور سائل کی ضرورت بھی پوری کرو گے لیکن جنگ میں شرکت نہیں کر سکو گے آرام بھی نہیں پاؤ گے اور درد دکھ سے نجات بھی نہ ملے گی۔ پھر وہ اس کے پاس سے روانہ ہوئے اور ایک چوتھے شخص کے پاس پہنچے اور پوچھا تمہیں اپنے لئے کونسی چیز زیادہ محبوب ہے؟ اس شخص نے کہا درخت پسند کرتا ہوں تو جنوں نے کہا تین

سو ساٹھ کھجور پورے سال کے لئے کافی ہیں جو سردی اور گرمی دونوں موسم کے مال ہیں پھر جنات اس کے پاس سے بھی چلے گئے اور ایک پانچویں آدمی کے پاس آئے اور کہا تم اپنے لئے کونسی چیز پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا میں کھیتی باڑی پسند کرتا ہوں جنوں نے کہا تیری زندگی اس کام کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر کاشت کاری کرے گا تو پائے گا اگر کاشت نہیں کرے گا تو کچھ نہیں پائے گا پھر وہ جن اس کے پاس سے بھی روانہ ہو گئے اور ایک چھٹے آدمی کے پاس پہنچے اور پوچھا تم اپنے لئے کونسی چیز پسند کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا پہلے تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو؟ تاکہ میں تمہاری خاطر کروں چنانچہ وہ جنوں کے لئے روٹی لے آیا تو جنات نے کہا کار آمد گندم ہے پھر وہ ان کے پاس گوشت لے کر آیا تو جنوں نے کہا روح روح کو کھاتی ہے یہ جتنا کم ہوگا اتنا ہی اس کی زیادتی سے بہتر ہے پھر وہ کھجور اور دودھ لے کر آئے تو جنوں نے کہا کھجوروں کی کھجور ہے بکریوں کا دودھ ہے اللہ کا نام لے کر کھاؤ راوی کہتے ہیں جب کھا چکے تو جنوں نے کہا آپ یہ بتائیں کہ کونسی شئی زیادہ میٹھی ہے؟ اور کونسی شئی زیادہ حسین ہے؟ اور کونسی چیز زیادہ خوشبو کے اعتبار سے عمدہ ہے؟ انہوں نے فرمایا سب سے زیادہ میٹھی بھوکی داڑھ ہے جو بھوکی آنتوں میں ڈالتی ہے۔ اور سب سے حسین وہ بارش ہے جو اونچی زمین پر بادل کے ظاہر ہونے پر برسے۔ اور عمدہ خوشبو اس کلی کی ہے جو بارش کی بعد کھلتی ہے۔ ان جنوں نے کہا آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آپ اپنے لئے کونسی شئے پسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں موت کو پسند کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ نے تو ایسی تمنا کی ہے جو آپ سے پہلے کسی نے بھی نہیں کی لہٰذا اب آپ ہمیں کچھ

وصیت فرمائیں اور توشہ سفر عطا کریں تو آپ نے ان کے لئے دودھ کا ایک مشکیزہ دیا اور فرمایا یہ تمہارا توشہ سفر ہے جنوں نے کہا کچھ اور بھی وصیت فرمائیں فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو یہ آگے پیچھے کی سب ضروریات کے لئے کافی ہے اس کے بعد وہ جنات آپ کے پاس سے روانہ ہوگئے اور آپ کو جن وانس پر ترجیح دی۔ حضرت ابوالنضر ہاشم بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھے خبر ملی ہے کہ وہ آدمی جس کے پاس یہ جنات سب سے آخر میں آئے تھے وہ حضرت عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تھے۔

جنوں کا انسانوں کو حکمت سکھانے کا بیان

عجیب ترین علاج:۔

(۴۰۷) ابن ابی الدنیا ''الھواتف'' میں حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنگ میں شرکت کے لئے نکلے تو ہم ایک جزیرہ میں اترے (ٹھہرے) اور ہم نے آگ جلائی اچانک وہاں ایک بہت بڑا حجرہ دکھائی دیا ہماری جماعت کے ایک آدمی نے کہا میں نے ایک بہت بڑا حجرہ دیکھا ہے شاید تمہیں اس کے رہنے والے سے اذیت ہو لہٰذا اپنی آگ یہاں سے اٹھالو (یعنی پڑاؤ کی یہ جگہ بدل لو) جب اس حجرے میں رہنے والا رات کو آیا تو اس (گھر میں رہنے والے نے حجرے کے پاس سے ہٹانے والے) سے کہا تم نے ہمارے گھروں سے اپنے ساتھیوں کو دور کیا اس لئے میں تمہیں حکمت کا علم بتاتا ہوں جس سے تمہیں بھلائی ملے گی وہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض تمہارے پاس درد کی شکایت کرے تو جو کچھ تیرے

جی میں آئے کر کہ یہی اس کی دوا ہے تو وہی اس درد کی دوا ہوگی۔

فائدہ:۔ ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الھواتف'' میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کے پاس مسجد کوفہ میں لوگ علاج کے لئے جاتے تھے ایک مرتبہ ایک بڑے پیٹ والا شخص آیا اور کہا کہ تم مجھے اس بیماری کی کوئی دوا بتادو جو تم میری حالت دیکھ رہے ہو میں کھاؤں یا نہ کھاؤں بہر صورت میری یہی حالت رہتی ہے یعنی پیٹ پھولا رہتا ہے؟ تو اس علاج کرنے والے جوان نے کہا اے لوگو! کیا تم اس بات سے تعجب نہیں کرتے کہ یہ شخص جو مجھ سے علاج پوچھ رہا ہے آج دوپہر میں مرجائے گا تو وہ شخص واپس چلا گیا پھر جب تندرست ہونے کے بعد واپس آیا جب کہ اس حکیم کے پاس اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اس نے آتے ہی کہنا شروع کردیا کہ یہ حکیم جھوٹا ہے میں تو زندہ ہوں حالانکہ اس نے کہا تھا کہ تم دوپہر تک مرجاؤ گے تو حکیم نے کہا اس سے یہ تو پوچھو کہ اس کے درد کا کیا ہوا آرام آیا کہ نہیں اس نے کہا درد تو ختم ہوگیا تو حکیم نے کہا میں نے اسی علاج کے لئے تو تجھے اس طرح ڈرایا تھا۔ (مترجم)

جن وانس کے آپس کا جھگڑا انسانوں سے فیصلہ کرانا

جنات اپنی حق تلفی پر پتھر مارتے تھے:۔

(۴۰۸) حافظ ابوسلیمان محمد بن عبداللہ زکیر ربعی ''کتاب العجائب'' میں حضرت ابومیسرہ حرانی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جن وانس قاضی محمد بن علاثہ کے پاس مدینہ منورہ کے ایک کنوئیں کا جھگڑا لے کر گئے حضرت ابومیسرہ سے

سوال کیا گیا کہ کیا جنات آپ کے سامنے ظاہر بھی ہوا؟ حضرت ابو میسرہ نے فرمایا میرے سامنے ظاہر تو نہیں ہوا لیکن میں نے ان کی گفتگو سنی ہے تو قاضی صاحب نے انسانوں کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلوع آفتاب سے غروب تک اس کوئیں سے پانی لے لیا کریں اور جنوں کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ وہ غروب آفتاب سے طلوع فجر تک اس کنوئیں سے پانی لیا کریں اس حکایت کے راوی کہتے ہیں انسانوں میں سے جب کوئی اس کنوئیں سے غروب آفتاب کے بعد پانی لیتا تو اسے پتھر مارا جاتا۔

جن وانس میں بڑا عالم کون ہے؟:۔

(۴۰۹) ابوعبدالرحمٰن ہروی ''العجائب'' میں علی بن سرح سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ جنوں کے چند افراد جمع ہوئے اور کہا ہمارا عالم انسانوں کے عالم سے بڑا عالم (زیادہ علم رکھتا) ہے تو انسانوں اور جنوں کا اس کے متعلق اختلاف ہو گیا اور طے یہ پایا کہ قائف بن خثعم کے پاس چلتے ہیں چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور اس کے خیمہ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک بہت بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا مقصد ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہمارا اونٹ گم ہو گیا ہے ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ اس میں غور کریں (یہاں کہیں اونٹ تلاش کر دیں) تو بوڑھے نے کہا میں تو بہت کمزور ہوں میرا دل بھی میرے جسم کا ایک حصہ ہی ہے وہ بھی میرے جسم کی طرح کمزور ہو گیا ہے جنوں نے کہا آپ کو ہر حالت میں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا بوڑھے نے کہا میں نے تو تمہیں اپنی حالت بتا دی ہے لیکن تم میرے بیٹے کے پاس جاؤ وہ دیکھ دے گا انہوں نے کہا کیا ہم آپ کے پاس اس لئے

آئے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ کوئی چھوٹا لڑکا بھیج دیں؟ تو بوڑھے نے اس کے سوا دوسرا کام کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ وہ جن بچے کے ساتھ نکل چلے جب خیمے سے نکلے اور کچھ دور ہوئے تو ان کے سامنے سے ایک پرندہ گزرا اس نے ایک پر نیچے کیا اور دوسرا اوپر کیا تو بچہ اٹھ کھڑا ہو گیا اور کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور شیخ نے انکار کر دیا اور میرے علاوہ اس کو کوئی یاد نہیں کر رہا ہے حالانکہ میں تو چھوٹا بچہ ہوں تم اللہ سے ڈرو اور مجھے چھوڑ دو انہوں نے کہا کیوں چھوڑ دیں؟ تمہیں خرابی ہو ہمیں بتاؤ تو سہی۔ بچے نے کہا تم لوگوں نے اس پرندہ کو نہیں دیکھا جو تمہارے سامنے سے گزرا اس نے ایک پر جھکائے ہوئے تھا اور دوسرا اٹھائے ہوئے تھا اس نے مجھے آسمان اور زمین کے رب کی قسم دی ہے کہ ان کا اونٹ گم نہیں ہوا ہے اس لئے یقیناً تم لوگ جن ہو انسان نہیں ہو تو جنوں نے کہا اللہ تمہیں رسوا کرے تم اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ (اس سے ثابت ہوا کہ یقیناً جنوں کے بجائے انسانوں ہی میں بڑے عالم ہیں)۔

جنوں کا انسانوں سے ڈرنا

(۴۱۰) ابن ابی الدنیا حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک رات نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک لڑکا آ کر کھڑا ہو گیا تو میں اسے پکڑنے کے لئے تیار ہوا تو اس نے چھلانگ ماری اور دیوار کے پیچھے جا پڑا میں نے اس کے گرنے کی آواز سنی اس کے بعد وہ پھر کبھی میرے پاس نہیں آیا حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جنات تم (انسانوں) سے اسی طرح سے ڈرتے ہیں جس طرح تم جنات سے ڈرتے ہو۔

(۴۱۱) ابن ابی الدنیا حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جتنا تم (انسانوں) میں سے کوئی شیطان سے گھبراتا ہے شیطان اس سے بھی زیادہ تم سے گھبراتا ہے لہٰذا جب وہ تمہارے سامنے آئے تو تم اس سے نہ گھبرایا کرو ورنہ وہ تم پر سوار ہو جائے گا البتہ تم اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جایا کرو تو وہ بھاگ جائے گا۔

(۴۱۲) ابن ابی الدنیا حضرت ابوشراعہ علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں مجھے یحیٰ جزار نے دیکھا کہ میں رات کے وقت گلیوں میں جانے سے ڈر رہا ہوں تو انہوں نے مجھے فرمایا جس سے تم ڈر رہے ہو وہ اس سے زیادہ تم سے ڈرتا ہے۔

جنوں کا انسانوں کے لئے مسخر و مطیع ہونا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو گھڑوں میں بند کر دیا:۔

(۴۱۳) ابوعبدالرحمٰن محمد بن المنذر الھروی المعروف بشکر "الغرائب" میں حضرت سفیان بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مغرب کے امیر و گورنر موسیٰ بن نصیر سے سوال کیا جب کہ موسیٰ بن نصیر کو لشکر اسلام کا سپہ سالار بنا کر بھیجا جاتا تھا حتیٰ کہ انہوں نے مغرب تک کے علاقے اور ممالک فتح کئے تھے کہ سمندر کی کوئی عجیب بات جو تم نے دیکھی یا سنی ہو بیان کرو۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پہنچے تو ہم نے وہاں ایک تعمیر شدہ گھر دیکھا اور اس میں سترہ (۱۷) سبز گھڑے دیکھے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگی ہوئی تھی تو میں نے سب سے چھوٹے اور درمیانے اور سب سے بڑے گھڑے کو لانے کا حکم

دیا چنانچہ اس گھر کے صحن میں لایا گیا میں نے ان میں سے ایک کے کھولنے کا حکم دیا جب اس میں سوراخ کیا گیا تو اس میں سے ایک شیطان نکلا جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے وہ کہہ رہا تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ (سلیمان علیہ السلام) کو نبوت کا شرف بخشا ہے میں زمین میں فساد کرنے کے لئے پھر کبھی نہیں آؤں گا پھر اس شیطان نے ادھر ادھر دیکھا اور کہا اللہ کی قسم نہ تو میں سلیمان دیکھ رہا ہوں اور نہ ہی ان کا ملک پھر اس نے زمین میں غوطہ لگایا اور غائب ہو گیا پھر میں نے باقی گھڑوں کو ان کی جگہوں پر رکھ دینے کا حکم دیا تو وہ ان کی جگہوں پر رکھ دیا گیا۔

مذکورہ واقعہ کی ایک اور روایت:۔

(۴۱۴) شکر نے "الغرائب" میں حضرت موسیٰ بن نصیر (☆۳۰) سے روایت کیا کہ وہ جہاد کے لئے سمندر کے راستہ سے چلے یہاں تک کہ وہ سمندر کی تاریکی میں پہنچے اور کشتیوں کو ان کے رخ پر چلتا ہوا چھوڑ دیا پھر انہوں نے کشتیوں میں کھٹکھٹانے کی آواز سنی جب دیکھا تو سبز رنگ کے مہر لگے ہوئے گھڑے نظر آئے ان میں سے ایک گھڑا اٹھا لیا تو اس کی مہر توڑنے سے ڈر گئے فرمایا اس کو نیچے سے سوراخ کرو جب گھڑے کا منہ ایک پیالے کے برابر ہو گیا تو ایک چیخنے والے نے چیخ ماری کہ اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی! میں واپس نہیں آؤں گا تو حضرت موسیٰ بن نصیر نے

(☆۳۰) فائدہ:- یہ وہی حضرت موسیٰ بن نصیر ہیں جو حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں سمندر کے راستوں سے جہاد پر مامور تھے اور اندلس جیسے عظیم ممالک وعلاقے انہوں نے فتح کیے کہا جاتا ہے جتنے زیادہ کفار انہوں نے مقید کیے کسی اور جرنیل نے نہیں کیے۔ ۱۲ اعظمی

کہا یہ تو ان شیطانوں میں سے ہے جن کو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے قید کیا ہے حضرت موسیٰ نے حکم دیا کہ گھڑے کے اس سوراخ کو بند کر دیا جائے پھر اچانک کشتی پر ایک آدمی دکھائی دیا جو گھور رہا تھا اور ان کو دیکھ کر کہہ رہا تھا اللہ کی قسم تم لوگ وہی ہو اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں تم سب کو غرق کر دیتا۔

جنات بھی نیکی اور بدی کا بدلہ چکاتے ہیں

(۴۱۵) ابن ابی الدنیا ولید بن ہشام حذمی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ عبید بن ابرص اور اس کے ساتھی سفر میں تھے کہ یہ ایک سانپ کے پاس سے گزرا جو گرمی کی شدت اور پیاس سے تڑپ رہا تھا ان میں سے ایک شخص نے اس کو قتل کرنا چاہا تو عبید نے کہا یہ جس مصیبت میں گرفتار ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک قطرہ پانی کا زیادہ محتاج ہے پھر وہ شخص اترا اور اس پر پانی ڈال دیا پھر وہ لوگ چل پڑے تو بہت بری طرح سے بھٹک گئے اور راستہ بھی گم ہو گیا یہ اسی پریشانی کے عالم تھے کہ ایک ہاتف نے آواز دے کر کہا۔

(۱)

یا أیها الرکب المضل مذهبه

دونک هذا البکر منا فارکبه

اے اپنے راستہ سے بھٹکے ہوئے مسافرو! یہ جوان اونٹ لے اور اس پر سوار ہو جا۔

(۲)

حتیٰ إذا اللیل تولی مغربه

و سطع الفجر و لاح کوکبه

یہاں تک کہ رات اپنے ڈوبنے کی جگہ پھر جائے اور صبح روشن ہو جائے اور صبح کے ستارے چمکنے لگیں۔

فخل عنه رحله و سببه

تو اسے چھوڑ دے اور اس سے اتر جا۔

عبید کہتے ہیں چنانچہ وہ رات ہی کو وہاں سے چل پڑے جب دس دن اور دس رات کی مسافت کے برابر چلے تو صبح طلوع ہوئی۔

عبید نے اس ہاتف سے کہا:

(۱)

یا أیها البکر قد أنجیت من غمر

و من فیافی تضل الراکب الهادی

اے نوجوان! تو نے ہمیں جہالت و بے خبری اور جنگل و بیابان سے نجات دی جس جنگل میں واقف کار سوار بھی گم ہو جاتے ہیں۔

(۲)

هلا تخبرنا بالحق نعرفه

من الذی جاد بالنعماء فی الوادی

تو کیا تم ہمیں حق بات سے آگاہ نہ کرو گے تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو جائے کہ وہ کون ہے جس نے اس وادی میں نعمتوں کی سخاوت کی ہے۔

تو اس جن نے عبید کو جواب دیتے ہوئے کہا:۔

(۱)

أنا الشجاع الذی أبصرته رمضا

فی ضحضح نازح یسری به صادی

میں وہی بہادر ہوں جس کو تم نے تپتی ہوئی ریت پر تڑپتے ہوئے دیکھا تھا جس کی وجہ سے میرا شکار آسان ہو گیا تھا (مجھے قتل کیا جا سکتا تھا)۔

(۲)

فجدت بالماء لما ضن شاربه

رویت منه و لم تبخل بانجادی

تم نے پانی کی سخاوت و اہتمام اس وقت کیا جب کہ اس کا پینے والا بخل کرتا ہے تم نے اس سے سیراب کیا اور کم ہونے کے خوف سے بخل سے کام نہ لیا۔

(۳)

الخیر یبقی وإن طال الزمان به

و الشر أخبث ما أوعیت من زاد

نیکی باقی رہتی ہے اگر چہ عرصہ دراز گزر جائے اور برائی بدترین چیز ہے جسے کوئی توشہ سفر نہ بنائے۔

جنات اور انسان کا مقابلہ:۔

(۴۱۶) ابن ابی الدنیا نے حضرت ہیثم علیہ الرحمہ سے روایت کی کہتے ہیں میں اور میرا ایک ساتھی دونوں سفر پر نکلے تو اچانک ہم نے ایک عورت کو بیچ راستے میں کھڑا دیکھا اس ساتھی نے ہم سے پوچھا کہ ہم اسے سوار کر لیں تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کو سوار کر لو چنانچہ اس نے اس کو اپنے پیچھے سوار کر لیا میں نے اس عورت کی طرف دیکھا کہ اس نے اپنا منہ کھولا تو اچانک اس کے منہ سے حمام کی بھٹی کے مثل ایک شعلہ نکل رہا ہے تو میں نے اس عورت پر حملہ کر دیا اس عورت نے کہا میں نے تمہارا کیا کیا ہے؟ اور چیخ ماری تو میرے ساتھی نے کہا تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ پھر وہ تھوڑی دیر چلتا رہا پھر میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس عورت نے اپنا منہ کھولا اور اس کے منہ سے حمام کی بھٹی کے مثل ایک شعلہ نکلا تو میں نے پھر اس عورت پر حملہ کر دیا اس عورت نے کہا میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ اور چیخ ماری تو میرے ساتھی نے کہا تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ پھر وہ تھوڑی دیر چلتا رہا پھر میں نے اس کی طرف توجہ کی تو اس عورت نے اپنا منہ کھولا اور اس کے منہ سے حمام کی بھٹی کی طرح ایک شعلہ نکلا تو میں نے پھر اس عورت پر حملہ کر دیا اس عورت نے یہی حرکت تین مرتبہ کی جب میں نے یہ تماشہ بار بار دیکھا تو میں نے پختہ ارادہ کر لیا اور میں نے اس کو دبوچ لیا تو وہ زمین پر گر پڑی اور کہنے لگی اللہ تجھے غارت کرے تیرا دل کتنا سخت ہے جس نے بھی میری یہ حالت دیکھی اس کا دل اکھڑ گیا (ڈر کے مارے اس کا دل ٹوٹ گیا اور اس کو مجھ سے مقابلہ کی سکت نہ رہی لیکن ایک تو ہے کہ ڈرنے کے بجائے مقابلہ کے لئے ڈٹ گیا)۔

جن کے پیشاب سے آدمی کے بال جھڑ گئے:

(۴۱۷) اصمعی کہتے ہیں ایک آدمی حضرموت شہر سے نکلا تو ایک جادوگر جن نے اس کا پیچھا کیا جب اسے خوف ہوا کہ اب جن مجھے پکڑ لے گا تو وہ ایک کنوئیں میں داخل ہوگیا تو جن نے اس کے اوپر پیشاب کر دیا پھر جب وہ آدمی کنوئیں سے باہر نکلا تو اس کے بال گر چکے تھے اور ایک بال بھی اس کے سر پر باقی نہ تھا۔

جنوں کے مویشی ہرن کا بیان

ہرن جنات کے مویشی:۔

(۴۱۸) ابن ابی الدنیا حمید بن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ ''ہرن'' جنات کے مویشی ہیں تو ایک مرتبہ ایک لڑکا آیا جس کے پاس کمان اور تیر تھے جو ارطاۃ درخت (ایک درخت ہے جس کا پھل عناب کی طرح سرخ ہوتا ہے) کے پیچھے چھپا ہوا تھا اور اس کے سامنے ہرن کا ایک ریوڑ تھا اور وہ ان ہرنوں میں سے کسی ایک کا شکار کرنا چاہتا تھا تو ایک ہاتف نے آواز دی جو نظر نہیں آ رہا تھا۔

(۱)

إن غـلامـا عسـر اليـديـن   يسـعى بيـد أو بـلهـزمـين

بے شک لڑکا ہاتھوں کی تیراندازی کا ماہر ہے ہاتھ یا جبڑوں (تیر اور کمان) سے کوشش کرتا ہے۔

(۲)

متـخـذ الأرطـا ة جـنـتيـن   ليـقـتـل التيـس مـع العنـزين

ارطاۃ کے درخت کو ڈھال بنا رکھا ہے تا کہ ہرن یا جنگلی بکرے کو نیزوں سے مار ڈالے۔

جب ہرنوں نے یہ اشعار سنے تو سب منتشر ہوگئے۔

ایک اور واقعہ:۔

(۴۱۹) ابن ابی الدنیا ''کتاب الاشراف'' میں حضرت نعمان بن سہل الحرانی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے ایک آدمی کو ایک بستی میں بھیجا تو اس نے دودھ والی ایک ہرنی دیکھی اس پر حملہ کیا اور اسے پکڑ لیا تو جنوں میں سے ایک جن نے آواز دے کر کہا۔

(۱)

يا صـاحـب الكنانة المكسـورة   خـل سبيـل الظبية المصرورة

اے ٹوٹے ہوئے ترکش و تیر والے دودھ والی ہرنی کا راستہ چھوڑ دے۔

(۲)

فـإنهـا لـصبيـة مـضـرور ة   غـاب أبـوهـم غيـبة مذكـورة

اس لئے کہ یہ ایک محتاج ضرورتمند بچی کی ملکیت ہے جس کے والد کا غائب ہونا مشہور ہو چکا ہے۔

(۳)

فی کورۃ لا بورکت من کورۃ

ایسے کھڈے میں (غائب ہوگیا) جہاں کسی کھڈے سے برکت (مدد) نہیں پہنچائی جاسکتی۔

جن نے نیکی کا بہترین بدلہ دیا:۔

(۴۲۰) ابن ابی الدنیا حضرت مالک بن نصر الدلانی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ کو بیان کرتے سنا فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں مالک بن خزیم اپنے قبیلہ کے چندافراد کے ساتھ بازار عکاظ (☆۳۱) کے ارادے سے نکلے تو انہیں سخت پیاس لگ گئی چنانچہ وہ لوگ پانی کی تلاش میں اس شخص کی طرح نکلے جس طرح کوئی خیمہ کا مالک اپنے خیمہ میں رہتا ہے (اور پانی تلاش کرتا ہے) ان میں سے ایک آدمی نے ایک سانپ کا پیچھا کیا ایک پناہ گاہ کے سامنے آ گیا یہاں تک کہ مالک کے پالان میں داخل ہو کر پناہ لی وہ شخص بھی اس کے نشان پر چلا اور وہاں پہنچ گیا اور کہا اے مالک! بیدار ہو اس لئے کہ سانپ تیرے پاس ہے چنانچہ مالک بیدار ہوا اور سانپ کی طرف دیکھا جو پناہ لئے ہوئے تھا مالک نے اس آدمی سے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اسے چھوڑ دو چنانچہ اس نے چھوڑ دیا اس طرح سانپ بچ گیا اور محفوظ جگہ چلا گیا اور یہ قافلہ بھی چلا گیا جب انہیں سخت پیاس محسوس ہوئی تو ایک ہاتف نے آواز دی جو نظر نہیں آ رہا تھا۔

(☆۳۱) فائدہ:- عکاظ عرب کے ایک بازار کا نام تھا جس میں عرب کے قبیلے جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے تھے اور مفاخرت (بڑائی، شیخی) کے اشعار کہا کرتے تھے۔۱۲ اعظمی

(۱)

یـا أیهـا القوم لا مـاء أمـامکم

حتیٰ تسوموا المطایا یومها التعبا

اے لوگو! تمہارے سامنے پانی نہیں ہے یہاں تک کہ تم اپنی سواریوں کو آج کے دن تکلیف دو یعنی اگرچہ دور دراز تک سفر کرلو۔

(۲)

ثم اعدلوا شامة فالماء عن کثب

عین رواء و ماء یذهب اللغبا

پھر تم سیدھے شامہ چلے جاؤ (اور پیاس پر قابو کرو) تو تمہیں ایک ٹیلہ کے پاس بہت زیادہ پانی مل جائے گا جو کمزوری کو ختم کردے گا۔

(۳)

حتیٰ إذا ما أصبتم منه ریکم

فاسقوا المطایا و منه فاملئوا القربا

یہاں تک کہ جب تم اپنے پھیپھڑوں کو پانی سے سیراب کرلو (خوب سیر ہو کر پی لو) اور تم اپنی سورایوں کو بھی پانی پلاؤ اور اپنے مشکیزے بھی بھرلو۔

ہمارے شیخ فرماتے ہیں یہ لوگ ''شامہ'' پہنچے تو وہاں دیکھا کہ پہاڑ کی جڑ میں ایک پانی کا چشمہ جاری ہے انہوں نے خود بھی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا اور کچھ اپنے ساتھ بھی لے لیا اور بازار عکاظ پہنچ گئے پھر جب واپسی میں اسی مقام پر پہنچے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا اور ایک ہاتف نے آواز دی۔

(۱)

یا مالک عنی جزاک اللہ صالحۃ

ھذا وداع لکم منی و تسلیم

اے مالک! اللہ تعالیٰ تمہیں میری طرف سے بہترین جزاء عطا فرمائے یہ میری جانب سے تمہیں الوداع اور سلام ہے۔

(۲)

لاتزھدن فی اصطناع الخیر مع أحد

إن الذی یحرم المعروف محروم

کسی کے ساتھ نیکی کرنے سے کنارہ کشی اختیار نہ کرو بے شک جو بھلائی کرنے سے محروم کرتا ہے وہ خود بھی محروم رہتا ہے۔

(۳)

من یفعل الخیر لا یعدم مغبته

ما عاش و الکفر بعد الغب مذموم

جو خیر خواہی کرتا ہے وہ قابل رشک ہوتا ہے جب تک زندہ رہتا ہے اور فائدہ اٹھانے کے بعد انکار کرنا مذموم و بری حرکت ہے۔

(۴)

أنا الشجاع الذی أنجیت من رھق

شکرت ذلک إن الشکر مقسوم

میں وہی سانپ ہوں جس کو تم نے موت سے نجات دی میں نے اس کا

شکریہ ادا کیا کیونکہ شکریہ ادا کرنا لازم وقابل رشک بات ہے۔

پھر ان لوگوں نے چشمہ تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملا۔

گمشدہ ہرن تلاش کرنے والا جن:۔

(۴۲۱) ابن ابی الدنیا کہتے ہیں ہم سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی اولاد میں سے ایک شخص حضرت ابوبکر تیمی بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے قبیلہ بنو عقیل کے ایک آدمی سے سنا ہے وہ کہتا تھا کہ میں نے ہرنوں میں سے ایک نر ہرن پکڑا اور اسے اپنے گھر میں لاکر باندھ دیا جب رات ہوئی تو ایک ہاتف کو کہتے ہوئے سنا اے فلاں! تم نے یتیموں کا اونٹ دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں مجھے ایک لڑکے نے بتایا ہے کہ ایک انسان نے اس کو پکڑ لیا ہے رب کعبہ کی قسم اگر اس نے اس میں کوئی نقصان کیا تو میں بھی اسی جیسا نقصان کر ڈالوں گا جب میں نے یہ بات سنی تو اس ہرن کے پاس گیا اور اسے چھوڑ دیا پھر اس سے سنا جو اس کو بلا رہا ہے میں اس آواز کی طرف گیا تو وہ اونٹ کی طرح بَل بَل (اونٹ کی آواز نکالنا) کر رہا تھا اور غضبناک ہو رہا تھا۔

(۴۲۲) حضرت ابوبکر تیمی فرماتے ہیں ایک شخص چوہے کے پاس پہنچا تو اس کے اوپر ہانڈی ڈھانک دی ابھی وہ پانی کے چشمہ کے پاس تھا کہ اچانک اس نے دو ننگے بدن آدمی دیکھے جس میں سے ایک کہہ رہا تھا ہائے کلیجہ اگر یہ خبیث ہے تو اس کو ذبح کر دیا جائے۔ دوسرے نے کہا اگر میں نجات نہیں پاؤں گا تو میں اپنی جماعت کے مالک کو گم کر دوں گا جب میں نے یہ بات سنی تو میں چوہے کے پاس آیا اور اس کے نیچے اس کی ایک چادر تھی پھر میں نے اسے کھول دیا تو وہ ہاتھوں کو اوپر نیچے کرتے

ہوئے چلا گیا۔

(۴۲۳) ابن ابی الدنیا رقاد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہرن کو پکڑا جب رات ہوئی تو اس نے میرے پاس رات بسر کی رات میں ایک ہاتف کو آواز دیتے ہوئے سنا ہاتف کہہ رہا تھا۔

(۱)

أيا طلحة الوادى ألا إن شاتنا

أصيبت بليل و هى منك قريب

اے وادی کے درختِ کیکر! سنو بے شک ہماری وہ بکری جو تم سے قریب تھی وہ رات میں ماردی گئی۔

(۲)

أحس لنا من بات يختل فرقا

له بهليع الواديين دبيب

ہمیں اطلاع دو جس نے رات گزاری اس نے ہرن کے ریوڑ کو فریب دیا اس کا دو وادیوں کے نیچے نومولود بچہ ہے۔

پھر میں نے اس کو اطلاع دیکر چھوڑ دیا۔

انسانوں کا جنوں کی عبادت کرنا

(۴۲۴) امام بخاری ونسائی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہ انسانوں کا ایک طبقہ جنوں کے ایک طبقہ کی عبادت کرتا تھا جنوں کی یہ جماعت تو

مسلمان ہوگئی لیکن انسان پھر بھی ان جنوں کی عبادت کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ﴿أُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ إِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ﴾ (پ ۱۵، سورۂ اسراء، آیت ۵۷) وہ مقبول بندے جن کی یہ کافر عبادت کرتے ہیں وہ (مقبول بندے) خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں۔

فائدہ:- اس آیت کریمہ کے شان نزول میں حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک عرب کی جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتی تھی وہ جنات ایمان لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں عار دلایا اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا بلاشبہ جائز ہے اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (مترجم)

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے متعلق جنوں کی خبریں

حجاج بن علاط نے ایمان کیسے قبول کیا؟:-

(۴۲۵) ابن ابی الدنیا ''ھواتف الجن'' میں حضرت واثلہ بن اسقع ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حجاج بن علاط سلمی چند افراد کے ساتھ مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے جب خوفناک وخطرناک وادی میں رات ہوگئی تو ان کے ساتھیوں نے کہا اے حجاج! اٹھو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے امان پکڑو تو (حجاج اٹھے اور) اپنے ساتھیوں کے گرد چکر لگانے لگے اور یہ شعر کہے رہے تھے۔

أعيـذ نـفسـي و أعيـذ صحبي

مـن كـل جـنـي بهـذا النقب

میں اپنے اوراپنے ساتھیوں کے لئے اس پہاڑی راستہ کے تمام جنوں سے پناہ مانگتا ہوں

حتـى أعـود سـالـمـا و ركبي

حتیٰ کہ میں اورمیری جماعت صحیح سالم لوٹ جائیں۔

حجاج بن علاط کہتے ہیں میں نے ان اشعار کے کہنے کے بعد ایک قاری کو یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ فَانْفُذُوا لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝﴾ (پ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۳۳)

اے جن وانس کے گروہ! اگرتم آسمانوں اورزمین کے کنارے سے نکل سکتے ہوتو نکل جاؤ جہاں نکل کرجاؤ گے اس کی حکومت ہے (تم اللہ تعالیٰ سے کہیں بھاگ نہیں سکتے)۔

جب یہ مکہ مکرمہ میں پہنچے تو کفار قریش کواس بات کی خبر دی جوانہوں نے سنی تھی تو قریش نے کہا اے حجاج! بے شک یہ محمد ﷺ کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت ان پر نازل ہوئی ہے حجاج نے فرمایا اللہ کی قسم اس کو میں نے خود بھی سنا ہے اور میرے ان ساتھیوں نے بھی سنا ہے۔

یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران حضرت عاص بن وائل رضی اللہ عنہ آئے تو کفار قریش نے ان سے پوچھا اے ابوہشام! ابوکلاب جو کہہ رہے ہیں کیا تم نے بھی

سنا ہے؟ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو حجاج بن علاط نے اپنا سارا واقعہ سنایا تو حضرت عاص بن وائل نے کہا تمہیں اس سے تعجب کیوں ہے؟ یہ آیت جس کو تم نے سنا ہے یہ تو حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک پر القاء ہوئی ہے پھر کفار قریش نے مجھے حضور ﷺ کی طرف مائل ہونے سے منع کیا لیکن اس معاملہ میں میری بصیرت اور بڑھتی گئی پھر حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ چلے گئے ہیں تو میں اپنی سواری پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگیا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے جو کچھ سنا تھا آپ سے بھی عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

سمعت و الله الحق هو و الله من كلام ربي الذي أنزل علي و لقد سمعت حقا يا أبا كلاب ! اے ابوکلاب! خدا کی قسم تم نے حق سنا اللہ کی قسم وہ میرے پروردگار کا کلام ہے جو اس نے مجھ پر نازل فرمایا بے شک تم نے حق بات سنی ہے۔

پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے اسلام کی تعلیم ارشاد فرمائیے تو حضور اقدس ﷺ نے مجھے کلمہ اسلام سے گواہی دلوائی اور فرمایا سر إلى قومك فادعهم إلى مثل ما أدعوك إليه فإنه الحق تم اپنی قوم کی طرف جاؤ اوران کو اسی کی دعوت دو جس کی میں نے تمہیں دعوت دی ہے یہ دین حق ہے۔

ہاتف جنات کے ذریعہ ہدایت:۔

(۴۲۶) ابن ابی الدنیا حضرت محمد بن مسلم سے راوی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنی مجلس کے حاضرین سے فرمایا جنات کے واقعات میں

سے کوئی واقعہ بیان کرو! تو ایک صاحب نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ملک شام کے ارادے سے نکلا ہم نے ایک ایسی ہرنی پکڑی جس کی سینگ ٹوٹی ہوئی تھی اس وقت ہم چار تھے ہمارے پیچھے سے ایک شخص آیا اور کہا اس کو چھوڑ دو میں نے کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم میں اس کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا بسا اوقات تم نے ہمیں اس راستہ میں دیکھا ہے اللہ کی قسم ہم دس افراد سے بھی زائد ہیں تو ہم میں کا کوئی ایک کسی کو بھی اچک لے گا اے امیر المؤمنین! پھر اس نے مجھے غافل کر دیا یہاں تک کہ ہم گرجا (راہبوں کے رہنے کی جگہ) پہنچ گئے جس کو ''دیر الضیف'' (مہمانوں کے رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں) پھر ہم وہاں سے بھی روانہ ہوئے اور وہ بھی ہمارے ساتھ تھا کہ اچانک ایک ہاتف نے ندا دی۔

(۱)

یا أیها الرکب السراع الأربعة

خلوا سبیل النافر المروعة

اے چار افراد کی تیز رو جماعت! اس بھاگنے والی خوفزدہ ہرنی کو چھوڑ دو۔

(۲)

مهلا عن العضبا ففی الأرض سعة

ولم أقل قول کذوب إمعة

اس ہرنی کو چھوڑ دو جس کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہے وسیع زمین (جنگل) سے اور

ہرنی مل سکتی ہے میں جھوٹے فسادی کی طرح جھوٹ نہیں بولتا۔

جب اس نے یہ کہا تو اے امیر المؤمنین! پھر میں نے اس کی رسی اپنی سواری سے کھول دی پھر ہماری طرف ایک بہت بڑا قبیلہ آیا اور انہوں نے ہمارے سامنے کھانے اور پینے کی چیزیں پیش کیں پھر ہم ملک شام چلے گئے اور اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو جب ہم اسی جگہ پہنچے جہاں اس قبیلہ نے ہمارا استقبال کیا تھا تو وہ زمین بالکل خالی تھی وہاں کچھ بھی نہ تھا اے امیر المؤمنین! مجھے یقین ہو گیا کہ وہ جنوں کا قبیلہ تھا پھر میں اس گرجا گھر کی طرف متوجہ ہوا جہاں ہم پہلے اترے تھے تو اچانک ایک غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی جو یہ کہہ رہا تھا۔

(۱)

إیاک لا تعجل و خذها من ثقة

إنی أسیر الجد یوم الحقحقة

تم جلدی نہ کرو اور (میری نصیحت) مضبوطی سے تھام لو بے شک میں تیز ترین جانے والے دن کی طرح بہت تیز چلتا ہوں۔

(۲)

قد لاح نجم و استوی بمشرقة

ذو ذنب کالشعلة المحرقة

ایک ستارہ چمکا ہے اور مقام طلوع کو گھیرے میں لے لیا ہے جو جلانے والے شعلہ کی طرح دم دار ہے۔

(۳)

یخرج من ظلماء عسر موبقة

إنی امرؤ أبناؤه مصدقة

یہ ہلاک کردینے والی تنگ وتاریک وادی سے طلوع ہوتا ہے میں وہ شخص ہوں جس کی خبر درست وصحیح ہوتی ہے۔

تو اے امیر المؤمنین! جب میں واپس آیا تو نبی کریم ﷺ ظاہر ہو چکے تھے (اپنی نبوت کا اعلان فرما چکے تھے) اور اسلام کی دعوت دے رہے تھے چنانچہ میں مسلمان ہوگیا۔

ایک اور آدمی نے بیان کیا اے امیر المؤمنین! میں اور میرا ایک ساتھی ہم دونوں بھی اپنے کسی کام کی غرض سے نکلے تو ہم نے ایک سوار شخص کو دیکھا جب ہم مقام مزجر پہنچے تو اس نے بلند آواز سے نداء دی أحمد یا أحمد و الله أعلی و أمجد، محمد أتانا بالله یوحد، یدعوا إلی الخیر و إلیه فاعمد○

اے احمد! اے احمد! اللہ بہت بلند اور بزرگی والا ہے حضرت محمد ﷺ ہمارے پاس صرف ایک معبود کی دعوت دینے کے لئے تشریف لائے وہ ہمیں بھلائی کی دعوت دیتے ہیں تم ان کے پاس جاؤ۔

اس کی اس بات نے ہمیں گھبرا دیا پھر اس نے اپنے بائیں جانب سے آواز دے کر کہا:۔

أنجز ما أوعد من شق القمر

حان له و الله إذا دین ظهر

انہوں نے چاند کے دوٹکڑے کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا اللہ کی قسم اس وقت دین غالب وظاہر ہوگیا۔

جب میں واپس آیا تو نبی کریم ﷺ اسلام کی دعوت دے رہے تھے چنانچہ میں بھی مسلمان ہوگیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک ذبح شدہ جانور کے پاس تھا کہ اس کے اندر سے ایک ہاتف نے آواز دی۔ ''اے ذریح! اے ذریح! چیخنے والا چیخ رہا ہے کامیاب معاملہ' نجات دہندہ (دینے والا) ہدایت کے لئے کہہ رہا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) جب میں واپس آیا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے جو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں چنانچہ میں بھی مسلمان ہوگیا۔ (☆۳۲)

خریم بن فاتک کے اسلام لانے کا سبب:۔

(۴۲۷) محمد بن عثمان اور ابن ابی شیبہ اپنی ''تاریخ'' میں اور طبرانی و ابن عساکر حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ گم ہوگیا میں اس کی تلاش میں نکلا جب ہم ایک وادی میں پہنچے تو ہم یہ کہہ رہے تھے نعوذ بعزیز هذا الوادی یعنی ہم اس وادی کے بادشاہ کی پناہ لیتے ہیں پھر میں نے اپنی اونٹنی کو باندھ دیا اور یہ کہا:۔

أعوذ بعزیز هذا الوادی

أعوذ بعظیم هذا الوادی

(☆۳۲) فائدہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا جو واقعہ مشہور ہے اس اور اس واقعہ میں موافقت کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ یکے بعد دیگرے دونوں واقعات وقوع پذیر ہوئے ہوں یا یہ واقعہ بھی ان کے اسلام لانے کا ایک سبب ہو۔ ۱۲ اعظمی

میں اس وادی کے بادشاہ کی پناہ لیتا ہوں میں اس وادی کی عظیم ہستی کی پناہ لیتا ہوں۔

پھر اچانک ایک غیب سے آواز دینے والے نے آواز دی جو کہہ رہا تھا۔

(۱)

ويحک (الا) عذ بالله ذى الجلال

منزل الحرام و الحلال

خرابی ہو تمہیں (سنو) جلال والے اللہ کی، حرام وحلال کے نازل کرنے والے کی پناہ مانگ۔

(۲)

و وحد الله و لا تبالى

ما هول الجن من الأهوال

اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایک جان اور اس چیز سے خوف زدہ نہ ہو جس سے جنات ڈراتے ہیں۔

(۳)

إذ تذكر الله على الأميال

و فى سهول الأرض و الجبال

میلوں میل اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرو اور زمین اور پہاڑوں کی نرمی میں بھی۔

(۴)

و صار كيد الجن فى سفال

إلا التقى و صالح الأعمال

اور جنوں کے مکر وفریب پستی میں چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اچھے اعمال کرتے رہو۔

میں نے اس کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

يا أيها القائل ما تقول؟

أرشد عندک أم تضليل

اے کہنے والے! تو کیا کہہ رہا ہے؟ کیا تیرے پاس ہدایت کی بات ہے یا گمراہی کی۔

اس نے جواب میں کہا:

(۱)

هذا رسول الله ذو الخيرات

جاء بياسين و حاميمات

یہ اللہ کے رسول ہیں بھلائی کے مالک ہیں یاسین اور حامیمات (کئی حٰمٓ) لے کر تشریف لائے۔

(۲)

و سور بعد مفصلات

محللات و محرمات

اور مفصلات کے بعد حلال وحرام چیزوں کے متعلق بھی سورتیں لے کر آئے۔

(۳)

یأمر بالصلوٰۃ و الزکوٰۃ

و یزجر الأقوام عن ھنات

نمازاورزکوٰۃ کاحکم دیتے ہیں اورقوم کورنج وتکلیف کی چیزوں سے روکتے ہیں۔

قد کن فی الأنام منکرات

مخلوق میں برائیاں ہوگئی ہیں۔

میں نے اس سے پوچھاتم کون ہو؟ اللہ تعالیٰ تم پررحم فرمائے اس نے جواب دیامیں مالک بن مالک جن ہوں میں نے ایمان قبول کرلیاہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے نجد کے جنوں کے پاس بھیجاہے (تاکہ میں انہیں اسلام اوراللہ کی عبادت واطاعت کی دعوت دوں اے خریم! تم بھی اسلام قبول کرلو) میں (خریم) نے کہا کیا مجھے کوئی ایسا شخص مل سکتاہے جو میرے اونٹ کومیرے گھر پہنچادے تاکہ میں ان کے پاس حاضر ہوکراسلام قبول کرلوں اس نے کہامیں اسے تمہارے گھر والوں کے پاس صحیح سلامت پہنچادوں گا جب تم اپنے گھر پہنچو گے توتمہارااونٹ بھی تمہارے گھر پہنچ چکا ہوگا (میں تمہارا گھر ڈھونڈھ کرپہنچادوں گا) حضرت خریم فرماتے ہیں میں دوسرے اونٹ پرسوار ہوکرمدینہ منورہ حاضر ہوا (چونکہ جمعہ کادن تھا) تو نبی کریم ﷺ اس وقت منبر پرخطبہ ارشادفرمانے کے لئے جلوہ افروز ہوچکے تھے جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اس آدمی نے کیا کیا جس نے تیرے لئے ضمانت لی تھی کہ تیرااونٹ تیرے گھر والوں تک صحیح سلامت پہنچادے گاسنو! اس نے تیرااونٹ تیرے گھرصحیح سالم پہنچادیاہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے خریم کہتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچاتو اس وقت حضوراقدس ﷺ منبر پرخطبہ ارشادفرمارہے تھے تو میں نے کہااونٹ کومسجد کے دروازہ پر بیٹھادیتاہوں جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوں گے توآپ کی خدمت میں حاضر ہوکراپناواقعہ عرض کروں گا چنانچہ جب میں اونٹ بیٹھاچکا تو حضرت ابوذر غفاری ﷜ میرے پاس تشریف لائے اور کہااے خریم! خوش آمدید حضور ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بھیجاہے اورحضور ﷺ نے فرمایاہے تمہیں مبارک ہوتمہارے مسلمان ہونے کی خبر مجھے مل چکی ہے آجاؤلوگوں کے ساتھ نمازاداکروتو میں داخل ہوااورصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نمازاداکی پھرآپ کی خدمت میں پہنچااورواقعہ سنایا توآپ نے فرمایاقد وفی لک صاحبک و قد بلغ لک الإبل و ھی بمنزلک تمہارے ساتھی (مالک بن مالک) نے تمہارے ساتھ جووعدہ کیاتھااس نے پوراکردیاہے اورتمہارااونٹ تمہارے گھرمیں پہنچ چکاہے۔

سعد بن عبادہ کوجنوں نے قتل کیا:۔

(۴۲۸) حارث بن ابی اسامہ اپنی ''مسند'' میں حضرت محمد بن سیرین ﷫ سے راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کھڑے تھے (ایک روایت میں ہے کہ پیشاب کررہے تھے) توآپ کوجنوں نے قتل کردیا حاضرین نے کسی کہنے والے کو یہ شعرکہتے ہوئے سنا:۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادة

رمیناه بسهمین فلم یخط فؤاده

ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہم نے اس پر ایسے دو تیر چلائے جو اس کے دل کے نشانہ سے خطا نہ ہوئے۔

شیطان حضرت عمرؓ کو دیکھ کر منہ کے بل گر جاتے :۔

(۴۲۹) ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس خبر لانے والے جن نے حضرت عمرؓ کی خبر لانے میں دیر کر دی تو حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ایک عورت کے پاس گئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا انہوں نے اس سے اس تاخیر کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا میں نے اس کو چادر میں بندھا ہوا چھوڑ دیا (میں اس کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں) وہ (عمرؓ) صدقہ کے اونٹ جمع کر رہے تھے اور حضرت عمرؓ کی یہ شان تھی کہ جب بھی کوئی شیطان آپ کو دیکھ لیتا منہ کے بل گر پڑتا فرشتے آپ کے سامنے ہوتے تھے اور روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) آپ کی زبان پر بولتے۔ (☆۳۳)

مذکورہ واقعہ قدرے تفصیل سے :۔

(۴۳۰) حضرت عبداللہ بن حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما ''فضائل صحابہ'' میں حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

(☆۳۳) ا- فائدہ:- بخاری و مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اے عمر! تم جس راستہ پر چلتے ہو شیطان اس راستہ سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور بیس سے زائد مواقع پر حضرت عمرؓ کے مشورہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیت مقدسہ واحکام نازل فرمائے۔ ۱۲ اعظمی

فرماتے ہیں کہ بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس حضرت عمرؓ کی خبر پہنچنے میں دیر ہو گئی وہاں ایک عورت تھی جس کے پہلو میں شیطان بولتا تھا تو حضرت ابو موسیٰؓ نے اس عورت کے پاس ایک قاصد بھیجا تو اس نے عورت سے جا کر کہا اپنے شیطان سے کہو کہ وہ جا کر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خبر ہمیں لا کر دے اس لئے کہ وہی ہمارے سردار و ہمارے معاملات درست کرنے والے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ وہ اس وقت یمن میں ہے عنقریب آ ہی جائے گا تو یہ تھوڑی دیر انتظار میں رکے رہے پھر وہ حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا تم دوبارہ جاؤ اور حضرت امیر المؤمنین کے متعلق خبر دو کیونکہ وہ ہمارے سردار ہیں اور ان کی خبر کی تاخیر نے ہمیں بہت پریشان کر دیا ہے تو شیطان نے کہا حضرت عمرؓ ایسی شان والے شخص ہیں جن کے قریب جانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان روح القدس جلوہ گر ہیں اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی شیطان پیدا فرمائے جب بھی وہ حضرت عمرؓ کی آواز سنتے ہیں تو منہ کے بل گر ہی جاتے ہیں۔

خبر رساں جن کا واقعہ :۔

(۴۳۱) روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے دشمنان اسلام کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر اسلام روانہ فرمایا پھر (چند دنوں بعد) ایک شخص مدینہ منورہ آیا اور اس نے اطلاع دی کہ مسلمان دشمنوں پر فتح یاب ہو گئے اور یہ خبر مدینہ منورہ میں شائع و عام ہو گئی تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق پوچھا تو آپ کو بتایا گیا تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا یہ ابو الہیثم مسلمان جنوں کے خبر رساں (ڈاکیا) ہیں عنقریب انسانوں کا خبر

رساں بھی پہنچنے والا ہے چنانچہ چند دنوں میں وہ بھی پہنچ گیا(کیونکہ جن تیز رفتار ہوتے ہیں اس لئے اس نے جلدی خبر پہنچا دی اور انسان اتنی جلدی نہیں پہنچ سکتا اس لئے انسان کے ذریعہ دیر میں اطلاع ملی۔)

چند صحابہ کرام اور علماء کرام پر جنوں کے نوحے اور ان کی وفات کی خبر دینا

(۴۳۲) ابن ابی الدنیا حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں اہل مکہ کے ایک شیخ نے مجھے اشی بن نباش بن زرارہ تیمی کے بارے میں خبر دی انہوں نے کہا کہ میں چند افراد کے ساتھ ملک شام کے ارادے سے نکلا تو ہم ایک وادی میں اترے جس وادی کو ''وادی غول'' کہتے ہیں ہمیں اس وادی سے محبت ہوگئی میں رات کے ایک حصہ میں بیدار ہوا تو ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔

(۱)

ألا هلک النساک خير بنی فهر

و ذو الباع و المجد التليد و ذو الفخر

سنو! قبیلہ بنو فہر کے اچھے عبادت گذار لوگ ہلاک ہوگئے فیاضی کرنے والے اور قدیم عزت و بزرگی والے اور بھلائی و بخشش کرنے والے۔

تو میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم میں اس کا جواب ضرور دوں گا چنانچہ میں نے یہ شعر کہا:۔

ألا أيها الناعی أخا الجود و الفخر

من المرء تنعاه لنا من بنی فهر

خبردار اے لوگوں میں سے فیاض اور سخاوت کرنے والے بھائی کی خبر دینے والے قبیلۂ بنو فہر کے ایسے شخص کی تو نے ہمیں خبر دی۔

لقط المرجان کے ص ۱۷۸ سے ۱۹۴ تک بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بعض علمائے اعلام کی شہادت یا ان کی وفات پر جنوں کے نوحہ کرنے اور ان کی وفات کی خبر دینے کے متعلق اشعار و روایت کا ذکر ہے ہم یہاں ذیل میں ان میں سے چند خاص خاص کا ترجمہ بیان کرتے ہیں۔

جن کا امام اعظم پر رونا:۔

(۴۴۸) ابو عاصم رقی بیان کرتے ہیں کہ ہم سے خلیجی نے بیان کیا کہ جس رات امام اعظم ابو حنیفہ کا وصال ہوا تو جنات ان پر رو رہے تھے تو وہ جن آواز سنا رہے تھے مگر وہ نظر نہیں آ رہے تھے وہ یہ کہہ رہے تھے۔

(۱)

ذهب الفقه فلا فقه لكم

فاتقوا الله و كونوا خلفا

فقیہ چلا گیا تو اب تمہارے لئے کوئی فقیہ نہ رہا لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور ان کے پیرو کار اور جانشین بنو۔

(۲)

مـات نـعـمـان فـمـن هـذا الـذی

یـحـی الـلـیـل إذا سـدفـا

حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت کا وصال ہو گیا تو اب کون ہے جو راتوں کو قیام کرے جب رات کی تاریکی ہو۔

حضرت وکیع بن جراح پر جنوں کا نوحہ:۔

(۴۴۹) عباس دوری اپنی "تاریخ" میں کہتے ہیں ہم سے ہمارے اصحاب وہ حضرت وکیع کے متعلق روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت وکیع ایک مرتبہ مکہ مکرمہ کے لئے نکلے تو ان گھر والوں کو ان کے گھر میں ان کا نوحہ سنائی دینے لگا پھر جب لوگ حج سے واپس آئے تو حضرت وکیع کے گھر والوں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ حضرت وکیع کا وصال کب ہوا؟ تو لوگوں نے کہا کہ فلاں فلاں رات میں تو وہ وہی رات تھی جس میں حضرت وکیع کے گھر والوں نے نوحہ سنا تھا۔

فائدہ:۔ حضرت بدر الدین شبلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "الأکام" میں حضرت وکیع ؒ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت وکیع اپنے وقت کے امام اور حافظ الحدیث اور جید عالم تھے جو ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات کثرت سے تلاوت قرآن کرتے اور زہد و تقویٰ کے مالک تھے اور امام اعظم ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے ایک سو ستانوے ۱۹۷ھ میں اڑسٹھ (۶۸) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ (مترجم)

جنوں کا ہارون رشید کی وفات کی خبر دینا:۔

(۴۵۰) حاکم نے تاریخ نیشاپور میں بیان کیا کہ میں ابوالولید حسان بن محمد فقیہ کو فرماتے سنا انہوں نے اپنے والد سے ان کے والد نے ابراہیم بن عبداللہ سعدی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ منارہ پر اذان دینے کے لئے چڑھے اور صبح ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ ایک کتے کی شکل رسی کی طرف آتی ہوئی دکھائی دی اور ایک کتا اس کی مخالف سمت سے آیا ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا سویق! دوسرے نے کہا بلیق! اس نے پوچھا کیا خبر ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ گزشتہ رات امیر المؤمنین انتقال فرما گئے ہیں میں نے منارے سے اتر کر وہ تاریخ نوٹ کر لی بعد میں معلوم ہوا کہ ہارون رشید کا اسی شب انتقال ہو گیا ہے۔

المتوکل جعفر پر جنوں کا نوحہ کرنا:۔

(۴۵۱) ابن ابی الدنیا عمرو بن شیبانی سے روایت کرتے ہیں جس رات متوکل کا قتل ہوا اسی رات کو میں نے خواب دیکھا کہ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا ہے لیکن وہ نظر نہیں آ رہا ہے:۔

(۱)

یـا نـائـم الـلـیـل فی جثمان یقظان

أفض رموعک یا عمرو بن شیبان

اے وہ شخص جس کی آنکھیں جسم میں سوتی ہیں۔ اے عمرو بن شیبان! اپنے آنسو بہاؤ۔

میں اس کی وجہ سے گھبرایا تو یہ آواز تین مرتبہ آئی پھر میں نے لونڈی سے کہا کہ مجھے دوات اور کاغذ دے تو اس نے میرے پاس رکھ دیا پھر یہ اشعار کہے:۔

(۲)

ألا ترى العصبة الأنجاس ما فعلوا

بالهاشمی و بالفتح بن خاقان

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ چند غنڈوں نے ہاشمی بادشاہ اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا کیا۔

(۳)

وافى الى الله مظلوما فعج له

أهل السماوات من مثنى و وحدان

اللہ سے اس ظلم کی فریاد کر رہے ہیں آسمان والوں کے سامنے ان قاتلوں کا بھی بُرا انجام ہوگا۔

(۴)

و سوف تاتيكم أخرى مومة

توقعوها لها شان من الشان

اور عنقریب تم کو بھی وہ مصیبت پہنچے گی کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی ہی ہوتا ہے۔

(۵)

فابكوا على جعفر و ارثوا خليفتكم

فقد بكاه جميع الانس و الجان

خلافت کے منبر پر آؤ اور اپنے خلیفہ کا مرثیہ کہو اور آہ و بکا کرو کہ تمام جن و انس اس پر آہ و بکا کر رہے ہیں۔

جنوں کے لیے جانور ذبح کرنا:۔

(۴۵۲) اور یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں مجھ سے ابن وہب نے کہا کہ بعض خلفاء نے ایک چشمہ جاری کیا اور جنوں کے لیے اس چشمہ پر ایک جانور ذبح کیا تا کہ اس کا پانی جذب نہ ہو پھر وہ جانور لوگوں کو کھلا دیا یہ خبر جب ابن شہاب امام زہری کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ کیا انہوں نے وہ چیز نہیں ذبح کی جو ان کے لیے حلال نہ تھی؟ اور وہ چیز لوگوں کو کھلا دی جو لوگوں کے لیے حلال نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کے کھانے سے منع فرمایا ہے جو جنوں کے لیے اور ان کے نام پر ذبح کی گئی ہو۔

(۴۵۳) آکام کے مصنف علامہ قاضی بدرالدین شبلی فرماتے ہیں میں نے شیخ شمس الدین بن قیم حنبلی کے خط سے نقل کیا انہوں نے مجھ سے بیان کیا اور کہا کہ یہ واقعہ بعینہٖ مکہ مکرمہ میں اسی سال واقع ہوا جس سال خلفاء نے اس چشمہ کو جاری کیا۔ تو مجھ سے امام الحنابلہ نجم الدین خلیفہ بن محمود الکیلانی نے بیان کیا اور کہا کہ جب میں اس جگہ جس کا ذکر ہوا (چشمہ پر) پہنچا تو ایک مرگی زدہ آدمی کنواں کھودنے والوں میں سے نکلا جو بات نہ کرتا تھا اسی حالت میں دیر تک رہا پھر ہم نے سنا کوئی کہہ رہا ہے کہ اے مسلمانو! تمہیں ہم پر ظلم کرنا حلال نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ہم نے تم پر کس طرح ظلم کیا؟ اس نے کہا ہم اس سرزمین پر رہنے والے ہیں اور اللہ کی قسم اس میں میرے سوا کوئی مسلمان نہیں ہے اور تم نے ان کو میرے پیچھے بندھا ہوا چھوڑا ہے

ورنہ تم ان سے بُرائی کے ساتھ ملتے اور انہوں نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے وہ کہتے ہیں ہم تمہیں نہ چھوڑیں گے کہ تم اس پانی کے پاس سے ہماری زمین میں گزرو یہاں تک کہ تم ہمارے لیے ہمارا حق چھوڑ دو (ہمارا حق ادا کرو) میں نے پوچھا تمہارا حق کیا ہے؟ اس نے کہا تم ایک بیل لے کر اسے خوب عمدہ طریقہ سے آراستہ کرو اور اسے کپڑا پہناؤ اور اسے اندرون مکہ سے تیزی کے ساتھ دوڑاؤ یہاں تک کہ وہ یہاں پہنچے پھر تم اسے ذبح کر کے عبدالصمد نامی کنویں میں اس کا خون اور اس کا گوشت پوست اور سری ہمارے لیے ڈال دو تو تمہارا معاملہ باقی رہے گا (پانی جاری رہے گا) ورنہ ہم اس سرزمین میں جاری رہنے والا پانی کبھی نہ چھوڑیں گے (پانی جاری نہ ہوگا) میں نے اس سے کہا ٹھیک ہے میں یہ کام کروں گا یہ کہنا تھا کہ اچانک وہ آدمی جو مرگی زدہ تھا ٹھیک اور تندرست ہو گیا پھر میں نے یہ واقعہ مکہ والوں سے بیان کیا تو انہوں نے ایک بیل خریدا اور اسے آراستہ کیا اور ہم بیل لے کر نکلے اور اسے دوڑایا یہاں تک کہ ہم کنویں کے پاس پہنچے پھر ہم نے اسے ذبح کیا اور اس کا خون اور گوشت پوست وغیرہ سب اسی کنویں میں ڈال دیا جس کنویں میں ڈالنے کا کہا گیا تھا...... راوی کہتے ہیں جب ہم اس جگہ پہنچے تھے تو وہاں پانی جذب ہو جاتا تھا اور ہمیں نہیں معلوم کہ پانی کہاں جاتا تھا اور نہ ہی کوئی چشمہ اور کوئی نشان نظر آتا تھا۔ جب ہم نے اس کنویں میں بیل ذبح کر کے ڈالا تو گویا کسی نے میرے ہاتھ سے لے لیا اور اس نے مجھے وہ جگہ بتا دی اور کہا اس جگہ کنواں کھودو چنانچہ ہم نے وہاں کنواں کھودا تو اس جگہ سے خوب پانی اُبلنے لگا اور مکہ مکرمہ تک پانی پہنچ گیا۔

(۴۵۴) میں (امام جلال الدین سیوطی) کہتا ہوں، ابن حیان نے "تاریخ الضعفاء" میں عبداللہ بن اذینہ کی سند سے تخریج کی وہ ثور بن یزید سے وہ امام زہری سے وہ حمید بن عبدالرحمٰن سے وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کے لیے جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۴۵۵) ابوعبید نے "الغریب" میں اور امام بیہقی نے اپنی "سنن" میں یونس کی سند سے تخریج کی وہ امام زہری سے اور زہری اس حدیث کو مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کے لیے جانور ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۴۵۶) ابوعبید کہتے ہیں لوگوں میں سے کوئی شخص گھر بنا کر فارغ ہوتا تو ایک جانور ذبح کرتا اور کہتے کہ جب کوئی شخص یہ کام (جانور ذبح کرنا) کرلے گا تو جن اس گھر والوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے۔

جنات کا حضرت محمد ﷺ کے بعثت کی خبر کرنا:۔

(۴۵۷) خرائطی ''الهواتف'' میں اور ابن عساکر مرداس بن قیس دوسی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں کاہنوں کا ذکر ہو رہا تھا تو میں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے یہاں بھی اس میں سے کوئی چیز تھی اور وہ یہ کہ ہمارے یہاں ایک لونڈی خلصہ نامی تھی اور ہم اس کے بارے میں اچھائی کے سوا کچھ نہیں جانتے تھے اچانک ایک دن ہمارے پاس وہ آئی اور کہنے لگی کہ اے قبیلہ دوس والو! کیا تم میرے بارے میں بھلائی کے سوا کچھ جانتے ہو؟ ہم نے کہا کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں اپنی بکریوں میں تھی

کہ اچانک مجھے ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور میں نے وہ چیز محسوس کی جو ایک عورت ایک مرد سے محسوس کرتی ہے (کسی نے مجھ سے صحبت کی) پھر کچھ ہی دنوں بعد حمل محسوس ہوا اور میں نے ایک عجیب الخلقت بچہ جنا جس کے کتے کی طرح دو کان تھے وہ ہم میں رہا یہاں تک کہ ایک مرتبہ جب وہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا تو اس نے ایک چھلانگ لگائی اور اپنے کپڑے اتار کر بلند آواز سے چلانے لگا خرابی ہے خرابی اللہ کی قسم گھاٹی کے پیچھے گھوڑسوار ہیں اور خوب صورت لڑکیاں ہم سوار ہوئے ہم نے ان کو پالیا اور ان کو شکست دیکر مال غنیمت حاصل کرلیا اور اس طرح وہ ہم سے جب کبھی کوئی بات کہتا تو وہ ایسے ہی ہوتی جیسا اس نے کہا ہوتا (بالکل درست ہوتی) یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ ہوئی اب وہ ہمیں جھوٹی خبریں دینے لگا ہم نے اس سے کہا تیرا خانہ خراب ہو تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں جو مجھے سچی خبریں دیتا تھا اب وہ جھوٹی خبریں دینے لگا ہے مجھے تین دن میرے گھر میں قید کردو پھر میرے پاس آنا چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا تین دن گذرنے کے بعد جب ہم اس کے پاس پہونچے تو وہ ایسے تھا گویا کہ آگ کا انگارہ اس نے کہا اے قبیلہ دوس کے لوگو! آسمان پر پہرا لگ چکا ہے سید الانبیاء ﷺ تشریف لا چکے ہیں ہم نے پوچھا کہاں؟ اس نے جواب دیا مکہ مکرمہ میں پھر بولا جب میں مرجاؤں تو مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کردینا اور میں جلد ہی آگ بن جاؤں گا جب تم مجھے سلگتا دیکھو تو مجھے تین پتھر مارنا اور ہر پتھر پر کہنا باسمک اللھم اے اللہ! تیرے نام کی برکت سے تو میں ٹھنڈا ہوجاؤں گا اور میری آگ بجھ جائے گی تو ہم نے ایسا ہی کیا۔ یارسول اللہ ﷺ

! کچھ ہی عرصہ بعد جب حجاج واپس لوٹے تو انہوں نے آپ کی بعثت کی خبر دی۔

آٹا پیسنے والا جن:۔

(۴۶۶) خرائطی "اعتلال القلوب" میں اور سلفی "الطیوریات" میں نوف البکالی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک لونڈی تھی جو ہر رات تین قفیز (پیمانے، بوری) آٹا پیستی تھی اس کے پاس شیطان آیا اور اس کو سمندر کی طرف لے گیا تو اسے مشکل پیش آئی اور اس نے چکی لے لی پھر وہ خود ہر رات اس کا گندم لے جاتا اور تھوڑی دیر میں پیس کر آپ کے پاس لے آتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو اس کام سے منع فرمادیا پھر آپ نے اس لونڈی سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے اس واقعہ سے آگاہ کردیا تو آپ نے خود سمندر کے گرد چکی پیسی چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ کام کیا ہے۔

ابلیس کی خواہش پوری ہوگئی:۔

(۴۶۷) ابوالشیخ اپنی "تفسیر" میں حضرت مجاہد مشہور تابعی مفسر سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ وہ خود تو سب کو دیکھے اور اس کو کوئی دوسرا انسان نہ دیکھ سکے اور یہ کہ وہ زمین کے نیچے سے بھی نمودار ہوسکے اور یہ کہ جب وہ بوڑھا ہو تو دوبارہ جوان ہوجائے چنانچہ اس کے یہ تینوں سوال پورے کردیئے گئے۔

جنات شیاطین کو نہیں دیکھ سکتے:۔

(۴۶۸) ابوالشیخ "کتاب العظمۃ" میں نعیم بن عمر سے راوی کہتے ہیں کہ

جنات انسان کی طرح شیطانوں کو نہیں دیکھ سکتے۔

شیطان کے مقابلہ کا طریقہ:۔

(۴۶۹) ابوالشیخ ''کتاب العظمة'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ تم میں سے جس کے سامنے شیطان ظاہر ہوجائے تو وہ شیطان سے منہ نہ موڑے بلکہ اس کی طرف نظر جمائے رہے اس لئے کہ وہ تمہارے ان (شیطان) سے ڈرنے سے زیادہ وہ تم سے ڈرتے ہیں کیوں کہ اگر کوئی اس سے ڈر جائے گا تو وہ اس پر سوار ہوجائے گا اور اگر ڈٹ جائے گا تو وہ بھاگ جائے گا۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں یہ واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا یہاں تک کہ میں نے شیطان کو دیکھا تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان یاد کیا اور میں ڈٹ گیا چنانچہ وہ مجھ سے ڈر کر بھاگ گیا۔

کلام کی حقیقت شیطان نے بتائی:۔

(۴۷۰) طیوریات میں ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے شیاطین قیدیوں میں سے ایک شیطان قیدی سے پوچھا کلام کی کیا حقیقت ہے؟ اس نے کہا "ہوا" آپ نے پوچھا اس کو قبضہ میں لینے کا کیا طریقہ ہے؟ اس نے کہا کتاب۔

جن کی دعوت اسلام کا عجیب واقعہ:۔

(۴۷۱) ابن درید ''الاخبار المنثودة'' میں حضرت کلبی سے راوی کہتے ہیں خنافر بن التوم کاہن تھا وہ ایک سرسبز وادی میں پہنچا زمانہ جاہلیت (کفر وشرک) میں

اس کا ایک رہنما جن تھا جو زمانہ اسلام میں گم ہوگیا یہ کاہن کہتا ہے کہ میں اس وادی میں ایک رات تھا کہ اچانک عقاب کی رفتار کی طرح وہ میرے پاس آیا خنافر کہتا ہے میں نے پوچھا کیا تم شصار (چھوٹے پرندہ) ہو؟ اس نے کہا (ہاں) میں کچھ سنانا چاہتا ہوں میں نے کہا کہو میں سنوں گا اس نے کہا لوٹ آ غنیمت پائے گا ہر امت کی انتہا ہوتی ہے اور ہر ابتدا کی انتہا ہے میں نے کہا ہاں بالکل درست ہے اس نے کہا ہر حکومت کی ایک عمر ہوتی ہے پھر چند سال حکومت کے لئے مقدر ہوتا ہے (کچھ عرصہ بعد ختم ہوجائے گی) تمام دین و مذہب منسوخ ہوگئے ہیں اور حقائق اصل دین کی طرف لوٹ آئے میں نے ملک شام میں آل العدام کے کچھ لوگوں کو حاکموں پر حکام دیکھے ہیں جو با رونق کلام کے طلبگار ہیں وہ گڑھے ہوئے شعر بھی نہیں اور پر تکلف سجع بندی بھی نہیں میں اس کی طرف جھکا تو مجھے ڈانٹا گیا تو میں واپس آ گیا پھر جھانک کر میں نے کہا تم کس شئی سے خوش ہو رہے ہو اور کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہو؟ انہوں نے کہا بہت بڑا خطاب ہے جو بادشاہ جبار کی طرف سے آیا ہے اے شصار! تو بھی وہ سچا کلام سن کر اس کی تصدیق کر اور واضح ترین راستہ پر چل سخت ترین آگ سے نجات پائے گا میں نے پوچھا وہ کون سا کلام ہے؟ انہوں نے کہا وہ کلام کفر و ایمان کے درمیان فرق و امتیاز کرنے والا ہے جس کو قبیلہ مضر کے رسول (حضرت محمد ﷺ) لے کر آئے ہیں پھر انسانوں میں سے بھیجا گیا تو وہ غالب ہوا پھر وہ ایسا فرمان لائے ہیں جو سب پر غالب ہوگیا ہے اور راستہ کو نہایت واضح کرنے والے ہیں جس سے باقی تمام نشان مٹا دیے گئے ہیں اس میں عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا ان بڑی نشانیوں کے ساتھ کون مبعوث ہوئے ہیں؟ انہوں

نے جواب دیا تمام انسانوں سے افضل حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ پر اگر تم ایمان لے آؤ تو دولتوں سے مالا مال کر دیے جاؤ گے اور اگر نافرمانی و مخالفت کرو گے تو دوزخ کی آگ میں جلا دیئے جاؤ گے اے خنافر! میں نے تو ایمان قبول کر لیا ہے اور تیری طرف بھاگا دوڑا آیا ہوں لہٰذا آ تو بھی ہر نجس اور کافر سے دور ہو جا اور ہر مؤمن طاہر کے ہمراہ ہو جا ورنہ تیرا میرا راستہ الگ ہے۔

وہ کاہن کہتا ہے میں سوار ہو کر صنعاء (یمن) میں حضرت معاذ بن جبل ؓ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے اسلام پر بیعت کی اور اسی کے متعلق میں نے کہا ہے۔

(۱)

ألـم تـر أن الـلـه عـاد بـفـضـلـه

و أنـقـذ مـن لـفـح الـرجيم خـنـافـرا

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے لوٹا دیا اور خنافر کو دوزخ کی آگ کی لپٹوں سے نجات عطا فرمائی۔

(۲)

دعـانـی شـصـار للتی لو رفضتها

لأصليت جمرا من لظی الهون جائرا

مجھے شصار نے اس دین کی دعوت دی کہ اگر میں اس کو چھوڑ دیتا تو ظالم بن کر ذلت کے شعلوں کے ساتھ دوزخ کے انگاروں میں ڈال دیا جاتا۔

قتل عثمان غنی ؓ کی جنوں نے بھی مذمت کی:

(۴۷۲) ابن نجار اپنی ''تاریخ'' میں حضرت نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا سے راوی فرماتی ہیں جب حضرت عثمان غنی ؓ کو شہید کرنے کے لئے کچھ لوگ گھر میں داخل ہوئے اس وقت میں کوٹھری میں تھی ایک ہاتف ایک کونے سے ان لوگوں کو پکار کر کہہ رہا تھا جس کو وہ لوگ سن رہے تھے مگر اس کو دیکھ نہیں رہے تھے۔

(۱)

فـإن تـكـن الـدنـيـا تـزول عن الفتى

و يـورث دار الـخـلـد فالخلد أفضل

اگر دنیا اس جوان سے زائل ہو جاتی ہے اور یہ جوان جنت کا وارث بن جاتا ہے تو جنت ہی افضل ہے۔

(۲)

وإن تـكـن الأحـكـام ينزل بهاالقضا

فـمـا حيلة الإنسان و الـحـكم ينزل

اگر شہادت کے احکام نازل ہو چکے ہیں تو اب انسان کیا حیلہ کر سکتا ہے۔

(۳)

فـلاتـقـتـلـوا عـثـمـان بـالـظلم جهلة

فـإنـكـم عـن قتل عـثـمـان تـسـألوا

حضرت عثمان غنی ؓ کو جہالت و ظلم کی وجہ سے قتل مت کرو اس لئے کہ تم سے (قیامت کے دن) حضرت عثمان ؓ کے قتل کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔

لیکن ظالموں نے حضرت عثمان ؓ کو شہید کر دیا اور ہاتف کی آواز کی کوئی

پرواہ نہ کی۔

انسانوں پر جنوں کا سخت ترین غصہ:۔

(۴۷۳) امام احمد اور ابن ابی شیبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے بارے میں ارشاد فرمایا لما نزلت لیلة أسری بی صعدت إلی سماء الدنیا فنظرت أسفل منی فإذا أنا بوهج و دخان و أصوات فقلت ما هذا یا جبریل؟ قال هذه الشیاطین یحومون علی أعین بنی آدم و لایتفکروا فی ملکوت السموٰت و الأرض و لو لا ذالک لرأوا العجائب O یعنی جب شب معراج مجھ پر آئی اور میں پہلے آسمان پر چڑھا تو میں نے اپنے نیچے دیکھا تو مجھے آگ کا شعلہ اور دھواں اور آوازیں نظر آئیں میں نے پوچھا اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ شیاطین ہیں جو انسانوں کے گرد گھوم رہے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں غور و فکر نہیں کرتے اگر یہ اس میں غور و فکر کرتے تو ان کو بڑے بڑے عجائب نظر آتے۔ (☆۴۴)

(☆۴۴) فائدہ:۔ شیاطین، ابلیس کے مردود ہونے اور قیامت تک کے لئے ملعون ہونے کے بعد سے انسانوں کے کھلے دشمن ہوگئے ہیں اور ایسے دشمن ہیں کہ جب ابلیس جنت سے نکالا گیا تو وہ یہ اعلان کرتے ہوئے نکلا لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ O إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ O یعنی (پ۱۴، سورۂ حجر، آیت ۳۹، ۴۰) اے اللہ! میں تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو ضرور بالضرور گمراہ کروں گا۔ چنانچہ شیاطین طرح طرح کے وسوسوں اور خیالات کے دام میں پھنسا کر مسلمانوں کو گمراہی کی ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں اور ان کے پر فریب جال اور مہلک پھندوں سے بچنا بڑا ہی مشکل کام ہے یہ عابدوں کو عابد بن کر مولویوں کو مولوی بن کر صوفیوں کو صوفی بن کر گمراہ کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں اور حد تو یہ ہوگئی کہ کبھی عبادت سے روک کر مسلمانوں کو تباہ کرتے ہیں اور کبھی عبادت کی تبلیغ کر کے اور کبھی عبادت کرا کر بھی گمراہی کے گھاٹ اتار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دام فریب سے محفوظ رکھے آمین۔ ۱۲ اعظمی

بیت المقدس کی تعمیر کا عجیب واقعہ:۔

(۴۷۴) ابو بکر واسطی ''فضائل بیت المقدس'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کا ارادہ کیا تو شیاطین سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ و عزوجل نے ایک ایسا گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے جس کے پتھر لوہے سے نہ کاٹے گئے ہوں تو شیاطین نے کہا اس بات پر اس شیطان کے سوا کسی کو طاقت نہیں جس کے لئے سمندر میں پانی پینے کی ایک جگہ ہے جہاں وہ آیا کرتا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تم اس کے پینے کی جگہ جاؤ اور اس کا پانی نکال کر اس کی جگہ شراب بھر دو جب وہ پینے کے لیے آیا تو اسے بو محسوس ہوئی تو اس نے کچھ کہا اور اس نے پانی نہیں پیا لیکن جب اس کو بہت سخت پیاس لگی تو آ کر اس کو پی لیا (نشہ سے مست ہوگیا) اس طرح اس کو گرفتار کر لیا گیا جب شیاطین اس شیطان کو قید کر کے لا رہے تھے تو راستہ میں ان شیاطین نے ایک شخص کو دیکھا جو پیاز کے بدلے لہسن بیچ رہا تھا تو وہ ہنس پڑا پھر وہ ایک عورت کے پاس سے گذرے جو لوگوں کے سامنے غیب کی باتیں بتا رہی تھی تو اس کو بھی دیکھ کر ہنس پڑا جب اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس کے ہنسنے کی خبر دی گئی یا وہاں بھی ہنسنے لگا تو آپ نے اس سے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس سے گذرا جو دوا (لہسن) کو بیماری (پیاز) کے بدلہ میں بیچ رہا تھا (اس وجہ سے ہنس پڑا) اور میں ایک ایسی عورت کے پاس سے گذرا جو غیب کی خبریں دے رہی تھی حالانکہ اس کے نیچے خزانہ تھا مگر اس کو اس کا ہی علم نہ تھا پھر حضرت سلیمان

علیہ السلام نے اس سے بیت المقدس کی تعمیر کی نوعیت بتائی تو اس شیطان نے کہا کہ اس کے پاس لوہے کی اتنی بڑی دیگ لائی جائے جس کو بہت بڑی جماعت بھی نہ اٹھا سکے پھر اس کو گدھ کے بچوں پر رکھ دی جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر یہ گدھ اس ہانڈی کے پاس گیا لیکن گدھ کے بچوں تک نہ پہنچ سکا اور یہ گدھ آسمانی فضاء میں اڑ گیا پھر واپس آیا تو اس کی چونچ میں ایک لکڑی تھی جس کو اس نے اس ہانڈی پر رکھ دیا اور وہ ہانڈی دو ٹکڑے ہو گئی تو یہ اس لکڑی کے حاصل کرنے کو دوڑے لیکن اس نے اس کو پہلے ہی اٹھا لیا تو (معماروں نے بیت المقدس کے لیے) اس طرح سے بغیر لوہے سے کاٹے پتھر بنائے تھے (اسی لکڑی سے جسے گدھ نے دیگ پر رکھ کر اس کے ٹکڑے کر دیئے تھے) معماروں نے پتھر تراش کر بیت المقدس کی تعمیر کی اس طرح بغیر لوہے کے پتھر تراشنے کا کام لیا گیا۔

بسم اللہ کی طاقت کا عجیب واقعہ:۔

(۴۷۵) دینوری ''المجالسہ'' میں اور ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپس میں فضائل قرآن پر مذاکرہ کر رہے تھے کہ ان میں سے ایک صحابی نے کہا سورۂ توبہ کا آخری حصہ افضل ہے ایک دوسرے صحابی نے کہا سورۂ بنی اسرائیل کا آخری حصہ افضل ہے ایک تیسرے صحابی نے کہا سورۂ کھٰیٰعص اور طٰہٰ افضل ہے اسی طرح سے ہر ایک نے اپنے اپنے علم کے مطابق مختلف اقوال بیان کیے اور ان حضرات میں حضرت عمرو بن معدی کرب الزبیدی رضی اللہ عنہ

بھی موجود تھے انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ لوگوں نے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O'' کے عجیب و غریب فضائل کو کیسے بھلا دیا اللہ کی قسم ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O'' کے عجائبات میں سے ایک بہت ہی عجیب چیز ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابو ماثور! (حضرت عمرو بن معدی کرب کی کنیت ہے) ہم سے ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O'' کے فضائل عجیبہ بیان کرو تو حضرت عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین! زمانۂ جاہلیت میں ہم پر سخت قحط آ پہنچا تو میں نے کچھ رزق کی تلاش کے لئے جنگل میں گھوڑا ڈال دیا میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک گھوڑا کچھ مویشی اور خیمہ نظر آیا جب میں خیمہ کے پاس پہنچا تو وہاں ایک خوبصورت عورت نظر آئی گویا کہ مخلوق کی حسین ترین عورت ہے اور خیمہ کے صحن میں ایک بوڑھا ٹیک لگائے ہوئے ہے میں نے کہا جو کچھ تو نے اپنے لئے مخصوص کیا ہے وہ سب مجھے دے دے تیری ماں تجھ پر روئے اس نے کہا اے شخص! اگر مہمانی چاہتا ہے تو اتر آ اور اگر مدد چاہتا ہے تو ہم تیری مدد کریں گے میں نے کہا تیری ماں تجھ پر روئے یہ سب مجھے دے دے تو وہ بوڑھا ایسے بوڑھے کی طرح اٹھا جو کھڑا نہیں ہو سکتا پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O پڑھتے ہوئے میرے قریب ہوا پھر اس نے مجھے اپنی طرف کھینچا کہ میں اس کے نیچے ہو گیا اور وہ میرے اوپر سوار ہو گیا اس نے مجھ سے کہا میں تجھے قتل کر دوں یا چھوڑ دوں؟ میں نے کہا چھوڑ دو تو وہ میرے اوپر سے اٹھ گیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا اے عمرو! تو عرب کا شہسوار ہے اس بوڑھے کمزور سے بھاگنے سے زیادہ بہتر مر جانا ہے چنانچہ میرے دل نے پھر مقابلہ کے لئے اکسایا اور بھڑکایا تو میں نے کہا یہ سب مال مجھے

دے دے تیری ماں تجھ پر روئے چنانچہ وہ پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O
پڑھتے ہوئے میرے قریب ہوا اور اس نے ایسا کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ گیا اور وہ
میرے سینے پر سیدھا چڑھ کر بیٹھ گیا اور پوچھا کیا میں تجھے قتل کردوں یا چھوڑ دوں؟
میں نے کہا بلکہ معاف کر دے چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا میں نے پھر کہا اپنا سب
مال مجھے دے دے تیری ماں تجھ پر روئے وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O
پڑھتے ہوئے پھر میرے قریب آیا تو مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور اس نے مجھے ایسا
کھینچا کہ میں اس کے نیچے آ پڑا میں نے کہا مجھے چھوڑ دو اس نے کہا اب تیسری بار تو
میں تجھے نہیں چھوڑوں گا پھر اس نے کہا اے لونڈی! تیز دھار کی تلوار لے آ چنانچہ وہ
اس کے پاس تلوار لے آئی تو اس نے میرے سر کا اگلا حصہ (چوٹی) کاٹ دیا پھر اتر گیا
اے امیر المؤمنین! ہم عربوں میں یہ رواج ہے کہ جب ہماری چوٹی کاٹ دی جاتی ہے
تو اس کے اگنے سے پہلے ہمیں اپنے گھر لوٹ جانے میں حیا و شرم آتی تھی چنانچہ میں
ایک سال تک اس کی خدمت کرنے پر راضی ہو گیا جب پورا سال گزر گیا تو اس نے
مجھ سے کہا اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ جنگل کی طرف چلو تو میں اس
کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں پہنچے اس نے جنگل والوں کو بِسْمِ
اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O سے آواز لگائی تو تمام پرندے اپنے اپنے گھونسلے چھوڑ کر
نکل گئے ایک پرندہ بھی باقی نہ رہا پھر دوبارہ آواز لگائی تو تمام درندے اپنے احاطوں
سے باہر چلے گئے پھر تیسری بار آواز لگائی تو ایک لمبے کھجور کے درخت کی طرح لمبا کالا
آدمی نظر آیا جو اونی لباس پہنے ہوئے تھا جس سے مجھ پر رعب طاری ہو گیا اس بوڑھے
نے کہا اے عمرو! گھبرا مت اگر ہم ہار گئے تو تم کہنا میرا ساتھی (بوڑھا) بِسْمِ اللّٰہِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O کی برکت سے اس پر غالب آ جائے گا لیکن مقابلہ میں وہ لمبا
کالا آدمی غالب آ گیا تو میں نے کہا میرا ساتھی لات و عزیٰ کی وجہ سے غالب ہو گا تو
اس نے مجھے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ میرا سر اکھڑ جاتا میں نے کہا میں دوبارہ ایسا نہیں
کروں گا پھر جب ہم جیت گئے تو میں نے کہا میرا ساتھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِیْمِ O کی برکت سے غالب آ گیا تو اس بوڑھے نے اس کو اٹھا کر زمین میں اس
طرح گاڑ دیا جس طرح گھاس کو گاڑا جاتا ہے پھر اس کے پیٹ کو پھاڑ کر اس سے سیاہ
لالٹین کی طرح کوئی چیز نکالی اور کہا اے عمرو! یہ اس کا دھوکہ اور کفر ہے میں نے کہا آپ
کا اور اس پلید کا کیا قصہ ہے؟ اس نے کہا وہ لڑکی جس کو تم نے خیمہ میں دیکھی وہ فارعہ
بنت مستورد ہے ایک جنات مرد تھا جس سے میرا بھائی چارہ تھا اور وہ حضرت مسیح
علیہ السلام کے دین کا پابند تھا یہ اس کی قوم تھی ہر سال ایک جنات ان میں سے میرے
ساتھ جنگ لڑتا تھا تو اللہ تعالیٰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O کی برکت سے مجھے
ان پر فتح عطاء فرماتا تھا۔

پھر ہم جنگل میں چلتے رہے تو اس نے میرے ایک ہاتھ کا تکیہ بنا کر سو گیا اور
میں نے اس کے نیچے سے اس کی تلوار کھینچ کر اس پر ایک وار کر کے دونوں پنڈلیاں
کاٹ دیں اس نے مجھے کہا اے غدار! تو نے کیسا خطرناک دھوکہ دیا ہے لیکن میں اس کو
مارتا رہا یہاں تک کہ میں نے اسے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے پھر میں خیمہ میں آیا تو
لونڈی میرے سامنے آئی اور کہا اے عمرو! بوڑھے نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس کو
جنات نے قتل کر دیا ہے اس نے کہا تو جھوٹ بول رہا ہے بلکہ اے غدار! تو نے اس کو
قتل کیا ہے پھر وہ خیمہ میں جا کر رونے لگی اور یہ اشعار کہہ رہی تھی۔

عيـن جـودي لـفـارسـي مـغـوار

و أنـدبيـه بـواكـفـات غـزار

....

لهف نفسي على بقائك يا عمرو

أسـلـمتـه الـحيـاة للأقـدار

....

بعـد مـا جـزمـا بـه كـنت تسمو

فـي زبيـد و مـعشـر الـكـفـار

....

و لـعـمري لو رميتـه أنت حقا

دمـت مـنـه بـصـارم بتـار

....

فجـزاك الـمليك سوءا وهونا

عشـت مـنـه بـذلة و صـغـار

....

پھر میں اسے قتل کرنے کے لئے خیمہ میں داخل ہوا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا گویا کہ اس کو زمین نے نگل لیا تھا۔

جنوں نے دھوکہ سے بچہ اٹھالیا:۔

(۴۷۶) دینوری نے اصمعی کی سند سے روایت کیا کہتے ہیں کہ مجھے سعد بن نصر نے خبر دی کہ جنوں کے ایک گروہ نے قیافہ بنی اسد کا تذکرہ کیا اور ان کے پاس آ کر کہا ہماری اونٹنی گم ہوگئی ہے اگر تم ہمارے ساتھ قبیلہ ثقیف میں سے کسی کو لگا دو تو اچھا ہے انہوں نے اپنے ایک کم عمر لڑکے کو ساتھ کر دیا جوان کے ساتھ چل پڑا چنانچہ ایک جن نے اس کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اور چل پڑا تو انہیں ایک عقاب نظر آیا جس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا تھا تو وہ لڑکا کانپ کانپ کر رونے لگا جنوں نے اس سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ بچے نے کہا تم نے ایک بازو توڑ دیا اور دوسرا چھوڑ دیا میں علی الاعلان اللہ کی قسم کھاتا ہوں تم انسان نہیں ہو اور نہ اونٹنی کی تلاش میں نکلے ہو چنانچہ وہ اسے وہیں پھینک کر چلے گئے اور وہ لڑکا گھر واپس آ گیا۔

شیطانوں کے ناموں کا بیان

ہر جاندار کو پانی پلانے کا ثواب ملے گا:۔

(۴۷۷) سمویہ اپنی ''فوائد'' میں اور ضیاء مقدسی ''المختارۃ'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا من حضر ماء لم يشرب منه كبد حرى من إنس و جن و لا سبع و لا طائر إلا أجره الله يوم القيامة یعنی جس نے پانی حاضر کیا (یا کنواں کھودا) اس سے کسی انسان یا جن یا درندہ یا پرندہ کے پیاسے جگر نے پیاس بجھائی (جن وانس اور

چرند اور پرند میں سے جس نے یہ پانی پیا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا اسے اجرو ثواب عطا فرمائے گا۔

شیطان کی طرف نسبت کرنا ممنوع ہے:۔

(۴۷۸) ابن اثیر ''نہایہ'' میں نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرب کے ایک قبیلہ کا وفد حاضر ہوا تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا بتاؤ تم کون اور کس قبیلہ کے ہو؟ انہوں نے عرض کیا بنو نہم سے آپ نے ان سے فرمایا نہم تو شیطان ہے (تم شیطان کے بندے نہیں ہو بلکہ) تم اللہ تعالیٰ کے بندے کی اولاد ہو۔

(۴۷۹) ابن اثیر ''نہایہ'' میں حضرت ابوسلمہ کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ الھواء و شیطان سواء تو شیطان کا نام ہے جو نفوس کے ساتھ مقرر کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے شیطان والے نام بدل دیئے:۔

(۴۴۸۰) ابن سعد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول سے فرمایا جن کا نام ''حُباب'' تھا تمہارا نام عبداللہ ہے کیوں کہ حباب شیطان کا نام ہے۔

(۴۸۱) طبرانی حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے میرے والد سے پوچھا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اس کا کیا نام ہے؟ عرض کیا حُباب فرمایا اس کا نام حباب نہ رکھو اس لئے کہ حباب

شیطان کا نام ہے۔

اجدع شیطان کا نام ہے:۔

(۴۸۲) ابن ابی شیبہ حضرت مسروق (مشہور تابعی) سے راوی فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے ملاقات کی تو آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا مسروق بن الاجدع ہوں تو حضرت عمر ﷺ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے الاجدع شیطان یعنی اجدع شیطان کا نام ہے۔

شہاب بھی شیطان کا نام ہے:۔

(۴۸۳) امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جس کو ''شہاب'' کہا جاتا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم ہشام ہو (اب تمہارا نام ہشام رہے گا) اس لئے کہ شہاب شیطان کا نام ہے۔

اشہب بھی شیطان کا نام ہے:۔

(۴۸۴) ابن ابی شیبہ سید المفسرین حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر کے سامنے چھینک ماری اور کہا اشہب تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ''اشہب'' شیطان کا نام ہے ابلیس نے اس کو چھینک اور الحمدللہ کے درمیان مقرر کیا ہے تا کہ اس کو یاد کیا جائے۔

شعراء کی زبان پر شعر القاء کرنے والا جن

(۴۸۵) آمدی ''شرح دیوان الاعشیٰ'' میں کہتے ہیں اعشی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں قیس بن معدی کرب سے ملاقات کے ارادے سے حضر موت (شہر) کے لئے نکلا تو میں یمن کے ابتدائی علاقہ ہی میں بھٹک گیا اور بارش بھی شروع ہوگئی میں نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو میری نگاہ بالوں (اون) کے بنے ہوئے ایک خیمہ پر پڑی چنانچہ میں نے اس کی طرف جانے کا ارادہ کرلیا وہاں خیمہ کے دروازہ پر ایک بوڑھے شخص سے ملاقات ہوئی میں نے اس کو سلام کیا اس نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر وہ میری اونٹنی کو کمرے کے اس جانب لے گیا جس کے دروازے پر وہ خود بیٹھا تھا اس نے مجھے کہا اپنا کجاوہ کھول لو اور کچھ آرام کرلو چنانچہ میں نے کجاوہ کھول دیا اور وہ میرے لئے کوئی چیز لایا میں اس پر بیٹھ گیا اس نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا میں اعشی ہوں اس نے کہا اللہ تیری عمر لمبی کرے کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا میں قیس بن معدی کرب کے پاس جارہا ہوں اس نے کہا میرا خیال ہے کہ تم نے اشعار میں اس کی تعریف کہی ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا وہ مجھے بھی سناؤ چنانچہ میں نے شعر کہنا شروع کیا۔

رحلت سمیه غدوة أحمالها
غضبى عليك فما تقول بدالها

سمیہ صبح اپنی سواری سے چلی گئی اے سمیہ! تجھ پر میرا غضب ہوا اے قیس بن معدی کرب! تم اس کے بیچنے والے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا بس بس کافی ہے کیا یہ قصیدہ تم نے کہا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں میں نے ابھی اس کا صرف ایک ہی شعر سنایا تھا کہ اس نے پوچھا یہ سمیہ کون ہے؟ جس کی طرف تم نے شعر کی نسبت کی ہے۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا لیکن اس کا نام میرے دل میں ڈال دیا گیا ہے اور میں نے اس کو اچھا جانا اس لئے میں نے اس کی طرف شعر کی نسبت کردی تو اس نے پکارا اے سمیہ! باہر آؤ تو ایک پانچ سالہ لڑکی باہر آکر کھڑی ہوگئی اور پوچھا اے ابو کیا کام ہے؟ اس نے کہا اپنے چچا کے سامنے میرا وہ قصیدہ سناؤ جس میں میں نے قیس بن معدی کرب کی تعریف کی ہے اور اس کا پہلا شعر تمہارے نام سے منسوب کیا ہے تو اس نے فوراً شروع سے اخیر تک سارا قصیدہ سنادیا اور ایک حرف بھی نہیں بدلا جب وہ سارا قصیدہ سنا چکی تو اس نے کہا اب واپس چلی جاؤ چنانچہ وہ واپس ہوگئی پھر اس نے پوچھا کیا تو نے اس کے علاوہ بھی کچھ کہا ہے؟ میں نے کہا ہاں میرے اور میرے چچازاد بھائی کے درمیان عداوت تھی جس کا نام یزید بن مسہر ہے اور کنیت ابو ثابت میں نے اس کی برائی بیان کی ہے اور اس کو لاجواب کیا ہے اس نے کہا تم نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے؟ میں نے کہا ایک پورا قصیدہ کہا ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

و دع هريرة إن الركب مرتحل
و هل تطيق و داعا أيها الرجل

میں نے ابھی یہ ایک شعر ہی کہنے پایا تھا کہ اس نے کہا بس کرو پھر اس نے پوچھا یہ ہریرہ کون ہے؟ جس کی طرف تم نے اس شعر کو منسوب کیا ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا اس کو بھی اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح سے سمیہ کا ذکر کیا ہے تو اس نے

آواز دی اے ھریرہ! تو ایک لڑکی پہلی لڑکی کی ہم عمر ظاہر ہوئی اس نے کہا اپنے چچا کو میرا وہ قصیدہ سناؤ جس میں میں نے ابو ثابت یزید بن مسہر کی مذمت بیان کی ہے تو اس نے وہ قصیدہ شروع سے آخر تک بغیر کوئی حرف چھوڑے سب سنا دیا تو میں شرمندہ ہوا اور میں حیرت میں پڑ گیا اور کپکپی نے مجھے گھیر لیا جب اس نے میری یہ حالت دیکھی تو اس نے کہا اے ابوبصیر! گھبراؤ مت میں تمہارا وہی دوست ہوں جو تمہاری زبان پر شعر القاء کرتا ہے تب جا کر میرے نفس کو سکون ہوا اور میرا ہوش ٹھکانے لگ گیا اور بارش بھی رک گئی تو میں نے اس کو کہا مجھے راستہ بتا دو تو اس نے مجھے راستہ بتایا اور میرے روانہ ہونے کی سمت دکھا دی اور کہا ادھر ادھر نہ مڑنا قیس کے علاقہ میں پہنچ جاؤ گے۔

(۴۸۶) وکیع ''الغرر'' میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے راوی کہتے ہیں میں نے زمانۂ جاہلیت میں سفر کیا تو میرے اونٹ پر (سفر میں) رات ہو گئی میں نے اپنے اونٹ کو پانی پلانا چاہا چنانچہ میں چاہنے لگا کہ میرا اونٹ آگے بڑھے تو اللہ کی قسم میرا اونٹ آگے نہ بڑھا اور میں نے پانی کے قریب ہو کر اسے باندھ دیا پھر پانی لایا تو میں نے دیکھا کہ پانی کے پاس کچھ بدشکل لوگ ہیں چنانچہ میں بیٹھ گیا میں ان کے پاس ہی تھا کہ اسی دوران ان کے پاس ایک آدمی آیا جو ان لوگوں سے بھی زیادہ بدشکل تھا ان لوگوں نے کہا یہ شاعر ہے ان لوگوں نے کہا اے ابوفلاں! یہ شعر پڑھ اس لئے کہ یہ مہمان ہے تو اس نے پڑھا۔

ودع هريرة إن الركب مرتحل

وهل تطيق وداعا أيها الرجل

میں نے پوچھا یہ قصیدہ کس نے کہا؟ اس نے کہا یہ قصیدہ میں نے کہا ہے اگر تم

نہ کہتے تو میں تمہیں ضرور خبر دیتا کہ یہ قصیدہ مجھے اعشی بن قیس بن ثعلبہ نے نجران میں اول سال میں سنایا تھا اس نے کہا بالکل تم سچ کہتے ہو میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس کی زبان پر یہ قصیدہ القاء کیا تھا اور میرا نام مسحل ہے کسی شاعر کا شعر ضائع نہ ہوگا جسے میمون بن قیس کے پاس رکھا گیا ہوگا۔

جنوں کا رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر دینے کا بیان

جنات کتے کی شکل میں بھی ہوتے ہیں:۔

(۴۸۷) اصمعی ''کتاب الاصمعیات'' میں کہتے ہیں ہم سے ایوب بن حوط نے بیان کیا وہ حمید بن ھلال سے اور وہ حضرت سعید بن میتب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم گفتگو کر رہے تھے کہ کتے جنات ہوتے ہیں چنانچہ بنی فیروز کا ایک کتا ہمارے کتے کے پاس آیا یا ہمارا کتا بنو فیروز کے کتے کے پاس گیا اس نے کہا مجھے چربی کھلاؤ تو میں تمہیں ایک خبر سناؤں گا دوسرے کتے نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے البتہ میرے گھر والوں نے گوشت بھونا ہے اس کی سیخ لے آتا ہوں تم اس کو کھا لینا چنانچہ وہ اس کے پاس ایک سیخ لے آیا جب وہ کھا کر فارغ ہوا تو بتایا کہ حضرت محمد ﷺ کا وصال ہو گیا ہے چنانچہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے متعلق سب سے پہلی خبر ہے جو فارس والوں کو ملی۔ (☆۳۵)

(☆۳۵) فائدہ:- اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں قبیلوں کے کتے حقیقت میں جن تھے اور جنوں کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں تار وفون کی بہ نسبت بھی بہت جلد خبر پہنچ جاتی ہے اور ہر علاقہ کے جن اسی علاقہ کی زبان بولتے ہیں اور جو شکل وصورت چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ ۱۲ اعظمی

نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا شیطانی کام ہے:۔

(۴۸۸) عبدالرزاق بن معمر ''مصنف'' میں ایک تبع تابعی سے روایت کرتے ہیں جنہوں نے حضرت حسن بصری ؓ کو فرماتے سنا کہ جب کوئی بندہ نماز میں کسی طرف التفات کرتا ہے تو شیطان اس کی گردن موڑ دیتا ہے۔(☆۳۶)

خنیعور بھی شیطان کا نام ہے:۔

(۴۸۹) ابن اثیر جزری ''نہایہ'' میں ذکر کرتے ہیں کہ خنیعور شیطان کا نام ہے اور ''المختار'' میں ہے شیطان کا نام خنیعور ہے۔ ابو ھدرش کہتے ہیں کہ ''خنیعور'' شیطان کی اولاد میں سے ایک ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ ان جنوں میں سے ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے سے زمین پر رہتے تھے اور وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آئے۔

لقط المرجان کے ص ۲۰۶ سے ص ۲۱۰ تک عربی فصاحت و بلاغت کے عمدہ

(☆۳۶) امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ اور حاکم بافادۂ تصحیح حضرت ابوذر غفاری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو بندہ نماز میں ہوتا ہے تو اللہ عزوجل کی رحمتِ خاصہ اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک ادھر ادھر نہ دیکھے جب اس نے منہ پھیرا تو اس کی رحمت بھی پھر جاتی ہے۔ اور ادھر ادھر لومڑی کی طرح دیکھنا ممنوع ہے (امام احمد باسناد حسن) جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اپنی خاص رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب ادھر ادھر دیکھتا ہے تو فرماتا اے ابن آدم! کس طرف التفات کرتا ہے کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے؟ جس کی طرف تو التفات کرتا ہے پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے تو ایسا ہی فرماتا ہے پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے تو اللہ عزوجل اپنی اس رحمت خاص کو اس سے پھیر لیتا ہے۔(بزار) نماز میں التفات سے بچو کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔(ترمذی میں باسناد حسن) جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں ان کی نگاہ اچک لی جائے گی (بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)۔۱۲ اعظمی

ترین اشعار پر مشتمل ہیں عوام الناس کے فائدہ کی چیز نہیں اس سے علماء و ادباء ہی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے ان اشعار کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔

شیطان کا نام نفسوں کا موکل ہے

خواب کا شیطان:۔

(۴۹۰) حکیم ترمذی ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن زہری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وکل بالنفوس شیطان یقال له: اللهو، فهو یخیل إلیها یتراء ی أن ینتهی إذا عرج بها فإذا إنتهی إلی السمآء فمارأت فهی الرؤیا التی تصدق یعنی ایک شیطان نفوس کے لئے مقرر کیا گیا ہے جس کا نام اللھو ہے یہ (نیند کے وقت) نفوس میں خیال ڈالتا ہے اور ان کے درپے رہتا ہے اگر اس نفس کو (خواب میں) اوپر کو بلند کیا جائے تو وہ بھی اس کے ساتھ جاتا ہے جب وہ آسمان تک پہنچ جاتا ہے تو پھر وہ نفس جو خواب دیکھتا ہے وہ سچ ہوتا ہے (اس لئے کہ آسمان تک شیطان کی رسائی نہیں ہوتی وہ صرف زمینی خوابوں میں اپنے برے اثرات ملا سکتا ہے تو وہ خواب کبھی جھوٹے ہوتے ہیں اور کبھی سچے بھی ہوتے ہیں)۔

کیا جنوں کے پر ہوتے ہیں

شیاطین کے پر بھی ہوتے ہیں:۔

(۴۹۱) ابن جریر حضرت عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت

ضحاک سے سوال کیا گیا کہ کیا شیطانوں کے پر ہوتے ہیں؟ تو حضرت ضحاک نے فرمایاہاں ان کے پر ہیں جب ہی تو وہ فضاء میں اڑتے ہیں ورنہ کیسے اڑتے۔

جنوں میں سے چنے ہوئے بندے

صالح جن شیعوں کے گھر میں نہیں رہتے:۔

(۴۹۲) ابن جوزی اپنی کتاب ''صفوۃ الصفوۃ'' میں حضرت سلمہ بن شبیب سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں میں نے مکہ مکرمہ منتقل ہونے کا عزم وارادہ کیا اور اپنا گھر بیچ دیا جب میں نے اس کو خالی کر کے خریدار کے سپرد کر دیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر (جنوں کو مخاطب کر کے) کہا اے گھر والو! ہم تمہارے پڑوسی رہے تو تم نے ہمیں اچھا پڑوس مہیا کیا (یعنی جن ہو کر بھی نہ ستایا) اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے ہم نے تم سے بھلائی ہی دیکھی اب ہم نے اپنا گھر بیچ دیا ہے اور مکہ مکرمہ منتقل ہو رہے ہیں **فعلیکم السلام و رحمة الله و بر کاته** یعنی لہٰذا تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تو گھر میں سے کسی جواب دینے والے نے جواب دیا اللہ تمہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے ہم نے بھی تم سے بھلائی ہی دیکھی اور ہم بھی یہاں سے جا رہے ہیں اس لئے کہ جس نے یہ گھر خریدا ہے وہ رافضی شیعہ ہے جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتا ہے۔

جنوں کا مرنا

ایک آیت کی تلاوت سے چار جنات فوت ہو گئے:۔

(۴۹۳) ابن ابی الدنیا اور ابن جوزی یحییٰ بن عبدالرحمٰن قصری سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت خلید کی بیوی نے اس نے خلید سے روایت بیان کیا حضرت خلید فرماتے ہیں میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہا تھا اور یہ آیت کریمہ میں نے تلاوت کی ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۝﴾ (پ۴، سوۂ آل عمران، آیت ۱۸۵) ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور بار بار اسی آیت کو دہراتا رہا تو گھر کے ایک کونے سے کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا اس آیت کو بار بار کیوں دہراتے ہو؟ تم نے ہمارے چار جنوں کو قتل کر دیا ہے اور اس آیت کو دہرانے کی وجہ سے جن اپنے سر بھی آسمان کی طرف نہیں اٹھا سکے یہاں تک کہ فوت ہو گئے خلید کی بیوی فرماتی ہیں حضرت خلید یہ بیان کرنے کے بعد ایسے بے خود ہو گئے کہ ہم نے پہچاننے سے انکار کر دیا گویا کہ یہ وہ نہیں ہیں جو تھے۔

جنوں کو انسانوں کا علاج کرنا

جنوں کی سری سقطی سے ملاقات:۔

(۴۹۴) ابوعبداللہ بن باکویہ شیرازی ''حکایات الصوفیہ'' میں اور امام بخاری اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن جوزی حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سری سقطی کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ ایک دن سفر میں نکلے اور میں ایک پہاڑ کے دامن میں تھا کہ رات ہو گئی وہاں مجھ سے کوئی انس ومحبت کرنے والا نہ تھا کہ اچانک بیچ رات میں کسی پکارنے والے نے پکارا کہ تاریکیوں میں دل نہیں پگھلنے چاہئے بلکہ محبوب (اللہ تعالیٰ) کے حاصل نہ ہونے کے خوف سے نفوس کو پگھلنا

چاہئے حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں تعجب میں پڑ گیا میں نے پوچھا مجھے جن نے پکارا ہے یا انسان نے پکارا ہے اس نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے مؤمن جن نے پکارا ہے اور میرے ساتھ میرے دوسرے بھائی بھی ہیں میں نے پوچھا کیا ان کے پاس بھی وہ (ایمان) ہے جو تمہارے پاس ہے؟ کہا جی ہاں بلکہ ان کے پاس مجھ سے زیادہ (ایمان) ہے تو ان میں سے دوسرے (جن) نے مجھے آواز دی بدن سے خدا کا غیر اس وقت تک نہیں جاتا جب تک کہ دائمی مسافر (بے گھر) نہ ہو جائے میں نے اپنے دل میں کہا ان کی باتیں کتنے اونچے درجے کی ہیں (بہت اونچا کلام ہے) پھر ان میں سے تیسرے (جن) نے مجھے پکارا کہ جو تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے اسے کسی قسم کی فکر نہیں لاحق ہوتی تو میری چیخ نکل گئی اور غشی طاری ہو گئی پھر مجھے خوشبو سونگھنے ہی سے افاقہ ہوا میں نے دیکھا تو میرے سینہ پر ایک نرگس کا پھول رکھا ہوا ہے میں نے اسے سونگھا تو ہوش آیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کوئی وصیت بھی کرو تو ان سب نے کہا اللہ تعالیٰ متقیوں (ڈرنے والوں) ہی کے دلوں کو جلا و حیات عطا فرماتا ہے لہٰذا جس نے غیر خدا کی طمع کی بے شک اس نے ایسی جگہ طمع کی جو طمع کے قابل نہیں اور جو شخص ڈاکٹر' معالج کے چکر میں رہے گا تو اس کی بیماری ہمیشہ رہے گی۔ اسکے بعد انہوں نے مجھے الوداع کیا اور چلے گئے میں اس وقت سے ہمیشہ کلام کی برکت اپنے دل میں پاتا رہا۔

جنات بھی وعظ و نصیحت سنتے ہیں:۔

(۴۹۵) ابن جوزی کہتے ہیں مجھے ابوالفتح محمد بن محمد خرمی سے خبر پہنچی کہتے ہیں کہ حضرت ابوعلی دقاق نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نیشاپور میں وعظ و تقریر کے لئے

رکا تھا تو مجھے آشوب چشم ہو گیا مجھے اپنی اولاد سے ملاقات کا شوق ہوا چنانچہ میں نے ان راتوں میں سے ایک رات خواب دیکھا گویا کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کہتا ہے اے شیخ! آپ اتنی جلدی واپس نہیں جا سکتے کیوں کہ نوجوان جنوں کی ایک جماعت آپ کی مجلس میں حاضر ہے اور آپ کا وعظ سن رہی ہے اور وہ وعظ کو کسی دوسرے موقع پر سننے کو تیار نہیں جب تک وہ اپنے مقصد تک نہیں پہنچ جاتے (مقصد حاصل نہیں کر لیتے) آپ ان کو چھوڑ کر نہیں جا سکتے شاید اللہ تعالیٰ ان کو جلا بخش دے پھر جب صبح ہوئی تو میری آشوب چشم کا نام و نشان تک نہ تھا گویا مجھے کبھی آشوب چشم تھا ہی نہیں۔

ایک جنات عورت کی نصیحت:۔

(۴۹۶) ابن جوزی "صفوۃ الصفوۃ" میں حضرت صالح بن عبدالکریم سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں کسی جنات سے ملاقات کر کے بات کرنا چاہتا تھا تو میں نے ایک (جنات) عورت کو دیکھا تو اس کے ساتھ ہو لیا میں نے اس سے کہا تو مجھے کچھ نصیحت کر تو اس نے کہا لکھو غزالہ کہتی ہے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جا کہ یہ تمام کاموں (میں مشغول ہونے) سے بہتر ہے اور ایک لحہ بھی غافل مت ہوا گر وہ لحہ تجھ سے فوت ہو گیا تو وہ کبھی ہاتھ نہیں آ سکتا۔

ابن جوزی نے ان حکایات پر "چنے ہوئے جنوں" کے بیان میں باب متعین کیا ہے اور یہ سب جنوں سے بعید ہے۔

گھروں میں رہنے والے مسلمان یا کافر جنات:

(۴۹۷) ابن نجار حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ادخروا لبيوتكم نصيبا من القرآن، فإن البيت إذا قرئ فيه، أنس على أهله، و كثر خيره، و كان سكانه مؤمني الجن، و إذا لم يقرأ فيه، وحش على أهله و قل خيره، و كان سكانه كفرة الجن یعنی تم اپنے گھروں کے لئے قرآن پاک کا کچھ حصہ ذخیرہ کرلو اس لئے کہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جائے گی وہ گھر والوں کے لئے مانوس بن جائے گا اور اس کی خیر و برکت بڑھ جائے گی اور اس میں مؤمن جن رہائش اختیار کریں گے اور جب اس گھر میں تلاوت نہیں کی جائے گی تو وہ گھر اس کے رہنے والوں پر وحشت بن جائے گا اور اس کی خیر و برکت بھی کم ہوجائے گی اور اس میں کافر جنات بسیرا کرلیں گے۔

ان اشعار کا بیان جو سنے گئے
لیکن ان کے کہنے والے نظر نہیں آئے

(۴۹۸) محمد بن داؤد نے ''کتاب الزھرۃ'' میں ایک باب متعین کیا ہے: ''ان اشعار کا بیان جو ایسے لوگوں سے سنے گئے کہ ان کے کہنے والے نظر نہیں آتے'' ان میں بہت سے وہ اشعار ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہتے ہیں میں نے ابوسلیمان کو بیان کرتے سنا ہے کہ بشر بن مروان نے جریر کی ہجو بیان کرنے کے لئے بہت سے شعراء جمع کئے تو بارق کے ایک آدمی کے سوا کسی کو اس کی ہجو (برائی) پر نہیں پایا جب جریر کو اس کی خبر پہنچی تو جریر آیا اور کہا اے

میرے دوست! اگر چراغ روشن ہو تو رات اس کو آدھے مکان سے ہرگز نہیں روک سکتی جس چراغ کو اس کا کوئی غیر شخص روشن کرے پھر جب صبح ہونے کے قریب ہوئی تو ایک ہاتف کو کہے ہوئے سنا!

یہاں بھی لقط المرجان کے ص ۲۱۴ سے ص ۲۳۲ تک امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ''کتاب الزھرۃ'' کے حوالے سے جنوں کے ایسے اشعار بیان کئے ہیں جن کو کسی کہنے والے نے کہا لیکن وہ نظر نہیں آتے تھے ان اشعار میں عوام الناس کے لئے کوئی فائدہ نہ ہونے کی وجہ سے ان اشعار کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صحابی جن:۔

(۵۰۹) ابن العماد کی کتاب ''شرح ارجوزۃ الجان'' میں ہے کہ جب حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؒ نے حج کیا تو آپ کے ساتھ آپ کے چند مریدین بھی ہو لئے جب بھی یہ لوگ کسی منزل پر اترتے تو ان کے پاس سفید کپڑے میں ایک جوان آجاتا مگر نہ تو وہ ان کے ساتھ کھاتا نہ پیتا اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ؒ نے اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی کہ وہ اس سفید پوش نوجوان سے بات چیت نہ کریں پھر جب یہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور ایک گھر میں جا کر قیام کیا جب یہ حضرات گھر سے نکلتے تو وہ شخص داخل ہوجاتا اور جب یہ حضرات داخل ہوتے تو وہ نکل جاتا ایک مرتبہ سب لوگ نکل گئے مگر ان حضرات میں سے ایک صاحب بیت الخلاء میں رہ گئے اسی دوران وہ جن داخل ہوا تو اسے کوئی نظر نہیں آیا چنانچہ اس نے تھیلی کھولی اور ایک گدر کھجور (جو کھجور پکنے کے قریب ہو) اور ایک روایت میں مینگنی آیا

ہے") نکال کر کھانے لگا جب وہ صاحب بیت الخلاء سے نکلے اور ان کی نظر اس (سفید پوش نوجوان) پر پڑی تو وہ نوجوان جن وہاں سے چلا گیا اس کے بعد پھر کبھی ان حضرات کے پاس نہیں آیا پھران صاحب نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کو اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ شخص ان جنوں میں سے ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید سنا ہے۔

حضرت ابراہیم اوران کے ایک ساتھی کا عجیب وغریب واقعہ:۔

(۵۱۰) روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں امام یافعی حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ایک سال میں حج کے لئے گیا میں ایک راستہ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جارہا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ میں سب لوگوں سے الگ ہو کر شارع عام سے ہٹ کر کسی دوسرے راستہ پر چلوں چنانچہ میں نے عام راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلیا تو میں تین دن رات مسلسل چلتا رہا نہ مجھے کھانے کا خیال آیا نہ پینے کا، نہ کوئی دوسری حاجت پیش آئی آخر کار میں ایک ہرے بھرے جنگل میں پہنچا جہاں پھلدار درخت اور خوشبودار پھول تھے اور اس باغ کے درمیان میں ایک چھوٹا سا تالاب تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو جنت ہے اس سے مجھے بہت تعجب ہوا ابھی میں اسی فکر میں تھا کہ اچانک لوگوں کی ایک جماعت میرے سامنے آگئی جن کے چہرے آدمیوں کی طرح تھے نفیس پوشاک خوب صورت پٹکے سے آراستہ وپیراستہ تھے ان لوگوں نے مجھے آتے ہی گھیر لیا اور سب نے مجھے سلام کیا میں نے جواب میں وَ عَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ کہا۔ کہاں میں

اور کہاں آپ لوگ؟ پھر میرے اس سوال کے بعد میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ لوگ جن ہیں اور یہ عجیب وغریب سرزمین ہے اتنے میں ان میں سے ایک شخص بولا ہم لوگوں کے درمیان ایک مسئلہ درپیش ہے اور اس میں ہمارا باہم اختلاف ہے اور ہم لوگ جنوں میں سے ہیں ہم نے لیلۃ الجن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس کلام جناب رسالت پناہ پیغمبر خدا حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے سننے کا شرف حاصل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام کی وجہ سے تمام دنیاوی کام ہم سے چھین لئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جنگل میں یہ تالاب مقدر فرمادیا ہے میں نے دریافت کیا کہ جس مقام پر میں نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑا ہے اس کے اور ہمارے درمیان (یہاں سے) کتنا فاصلہ ہے؟ یہ سن کر ان میں سے ایک مسکرایا اور کہا اے ابو اسحاق! اللہ عزوجل ہی کے لئے اسرار و عجائبات ہیں یہ مقام جہاں اس وقت آپ ہیں آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نوجوان کے سوا آج تک کوئی نہیں آیا اور وہ بھی یہیں وفات پا گیا اور دیکھئے وہ اس کی قبر ہے اور اس کی قبر کی جانب اشارہ کیا وہ قبر تالاب کے کنارے تھی جس کے اردگرد ایسے خوش نما باغ وخوشبودار پھول ہیں جو اس سے پہلے میں نے کبھی نہ دیکھے پھر اس جن نے کہا آپ کے ساتھیوں اور آپ کے درمیان اتنے مہینہ کی مسافت کا فاصلہ ہے اور راوی کہتے ہیں یا اتنے سال کا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں مسافتوں میں سے حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نے کس کا ذکر کیا (مہینہ کہے یا سال) حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے ان جنوں سے کہا اس جوان کا کچھ حال بیان کرو؟ تو ان میں سے ایک نے کہا ہم یہاں تالاب کے کنارے بیٹھے ہوئے محبت کا ذکر کر رہے تھے اس

میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک ایک شخص ہمارے پاس آیا اور ہمیں سلام کیا ہم نے جواب دیا اور ہم نے اس سے دریافت کیا اے نوجوان! تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے جواب دیا نیشا پور کے ایک شہر سے ہم نے پوچھا تم وہاں سے کب نکلے تھے؟ اس نے جواب دیا سات دن ہوئے پھر ہم نے پوچھا تم کو اپنے وطن سے نکلنے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿وَ أَنِيبُوْآ إِلٰى رَبِّكُمْ وَ أَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ O﴾ (پ۲۴،سورۂ زمر، آیت ۵۴) یعنی اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو (توبہ کرو) اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو۔

ہم نے اس سے پوچھا؟ الإنابة ' التسليم ' العذاب کے کیا معنی ہیں؟

اس نے جواب دیا الإنابة کے معنی اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کا ہو جانے کے ہیں راوی کہتے ہیں اصل قصہ میں التسليم کا ذکر نہیں ہے شاید تسلیم کے معنی اپنی جان اسی کے سپرد کر دینا کے ہیں اور یہ جانے کہ اللہ ہی اس کا مالک حقیقی ہے پھر کہا اور عذاب اور ایک زوردار چیخ ماری اور اسی وقت مر گیا ہم لوگوں نے اسے یہاں دفن کر دیا اور یہ اس کی قبر ہے اللہ اس سے راضی ہو۔ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کے اس اوصاف کے بیان کرنے سے مجھے تعجب ہوا پھر میں اس کی قبر کے قریب گیا تو اس کے سرہانے نرگس کے پھولوں کا ایک بہت بڑا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور یہ عبارت لکھی ہوئی تھی هذا قبر حبيب الله قتيل الغيرة یعنی یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے اسے غیرت نے مارا ہے۔ اور ایک ورق پر ''الإنابة'' کا معنی لکھا تھا

فرماتے ہیں جو کچھ لکھا تھا میں نے پڑھا پھر جنوں نے مجھ سے اس کی تفسیر کے متعلق سوال کیا؟ تو میں نے اس کی تفسیر بیان کر دی تو وہ بہت خوش ہوئے پھر جب ان کا اختلاف و اضطراب جاتا رہا تو انہوں نے کہا ہمیں ہمارے مسئلہ کا کافی و شافی جواب مل گیا حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر مجھے نیند آ گئی جب مجھے ہوش آیا اور نیند سے بیدار ہوا تو (مکہ مکرمہ میں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مسجد (تنعیم) کے پاس اپنے آپ کو دیکھا اور میرے پاس پھولوں کا گلدستہ تھا جو سال بھر اسی طرح باقی رہا پھر کچھ عرصہ بعد وہ خود بخود گم ہو گیا۔

ایک لڑکے نے جن عورت کو لاجواب کر دیا:۔

(۵۱۱) مقامات حریری کے مصنف حریری ''درۃ الغواص'' میں بیان کرتے ہیں عرب کی کہانیوں میں سے ایک کہانی یہ ہے کہ ایک جن عورت نے عربوں کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا دلائل سے غالب آنے والے ہر شخص کے سامنے آ کر رک جاتی اور ہر ایک سے مقابلہ کرتی مگر کوئی شخص اس کے مقابلہ میں ثابت قدم نہ رہ سکتا تھا یہاں تک کہ عرب کے نوجوان لڑکوں میں سے ایک نے اس کے سامنے آ کر کہا میں تم سے مقابلہ کروں گا۔

جن عورت:۔ مقابلہ شروع کرو

نوجوان:۔ قریب ہے۔

جن عورت:۔ دولہا بادشاہ ہو جاتا ہے۔

نوجوان:۔ قریب ہے۔

جن عورت:۔ پیدل چلنے والا سوار ہو جاتا ہے۔

نوجوان:۔ قریب ہے۔

جن عورت:۔ شتر مرغ پرندہ ہوتا ہے۔

نوجوان:۔ اب لڑکا خاموش ہوگیا

جن عورت:۔ میں تم سے مقابلہ کروں گی۔

نوجوان:۔ کہو کیا کہتی ہو؟

جن عورت:۔ میں حیران ہوں۔

نوجوان:۔ تم حیران ہو زمین سے کہ اس کی مٹی کیوں خشک نہیں ہوتی اور چارا نہیں اگاتی۔

جن عورت:۔ میں حیران ہوں۔

نوجوان:۔ تو کنکریوں سے حیران ہے کہ چھوٹی کنکریاں بڑی کیوں نہیں ہوتیں اور بڑی کنکریاں بوڑھی کیوں نہیں ہوتیں۔

جن عورت:۔ میں حیران ہوں۔

نوجوان:۔ تو اپنی دونوں رانوں کے درمیان کے گڑھے سے حیران ہے کہ اس کی گہرائی کو کیوں نہیں جانا جاتا اور اس گڑھے کو کیوں نہیں بھرا جاتا۔

کہتے ہیں کہ وہ جن عورت اس نوجوان کا کامل جواب سن کر شرمندہ ہو کر چلی گئی پھر واپس لوٹ کر نہ آئی۔

جن کی نصیحت:۔

(۵۱۲) ابن عساکر اپنی ''تاریخ'' میں اصمعی سے راوی کہتے ہیں ابوعمرو بن العلاء کی انگوٹھی پر یہ عبارت نقش تھی۔

وإن امرأ دنياه أكبر همه

لمستمسك منها بحبل غرور

یعنی وہ آدمی جس کی تگ وکوشش دنیا ہی ہو تو وہ غرور کی رسی تھامے ہوئے ہے۔

میں نے اس سے اس نقش کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں دوپہر کو اپنے مال واسباب میں گھوم رہا تھا کہ ایک کہنے والے کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا یعنی اس کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مال واسباب صرف یہیں کام آئے گا پھر جب میں نے دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا میں نے پوچھا تم انسان ہو یا جن؟ اس نے کہا انسان نہیں بلکہ میں جن ہوں چنانچہ میں نے اپنی انگوٹھی پر اس شعر کو نقش کرالیا۔

چار سو سالہ پرانا شاعر جن:۔

(۵۱۳) فوائد البختری میں ہے قبیلہ بنو ثقیف کے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں عبدالملک بن مروان کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ اچانک اس کے پاس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک آدمی آیا اور کہا اے امیر المؤمنین! میں نے آج بہت ہی عجیب واقعہ دیکھا ہے اس نے پوچھا تم نے کیا دیکھا ہے؟ اس شخص نے کہا میں شکار کھیلتے کھیلتے بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے ابرو آنکھوں پر گرے ہوئے تھے اور لاٹھی کی ٹیک لگائے ہوئے کھڑا تھا

میں نے پوچھا اے بوڑھے! تو کون ہو؟ اس نے کہا اپنے کام کو جاؤ اور مجھے چھوڑو اس چیز کے متعلق سوال نہ کرو جس کے جاننے کا کوئی فائدہ نہیں میں نے کہا کیا تم عرب کے اشعار بھی کچھ نقل کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں بھی ان کی طرح کے شعر کہتا ہوں جیسے وہ کہتے ہیں میں نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ تو اس نے یہ اشعار سنائے۔

(۱)

أقول و النجم قد مالت أواخره
إلى المغيب تبين نظرة حار

(۲)

المحة من سنا برق رأى بصرى
أم وجه نعم بدا لى أم سنا نار

(۳)

بل وجه نعم بدا و الليل معتكر
و لاح من بين أثواب و أستار

شیخ نے کہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ یہ اشعار نابغہ بنو ذبیان کے ہیں میں نے کہا اے شیخ! قبیلہ بنو ذبیان کے بھائی نے ان اشعار کے کہنے میں تم سے پہل کی ہے تو وہ شیخ ہنس پڑا پھر کہا اللہ کی قسم نابغہ میرے لفظوں میں اشعار کہتا تھا میں ابو ھادر بن ماہر ہوں پھر اس نے میرے گھوڑے کی گردن پر ٹیک لگائی اور کہا تم نے میرا بچپن یاد دلا دیا ہے اللہ کی قسم یہ اشعار میں نے چار سو سال پہلے کہے ہیں پھر میں نے زمین کی طرف دیکھا تو اسکا کوئی نام ونشان نہ تھا تو عبدالملک نے اس شخص سے کہا یقیناً تو نے عجیب و

غریب واقعہ دیکھا ہے۔

جنوں نے علم نحو سیبویہ سے پڑھا:۔

(۵۱۴) تاریخ الخطیب میں حضرت ابوالحسن بن کیسان سے مروی فرماتے ہیں میں ایک رات سبق یاد کرنے کے لئے جاگتا رہا پھر میں سوگیا تو میں نے خواب میں جنوں کی ایک جماعت دیکھی جو فقہ' حدیث' حساب' نحو اور شعر و شاعری میں مذاکرہ کررہی تھی میں نے پوچھا کیا تم میں بھی علماء ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہم میں علماء بھی ہوتے ہیں میں نے پوچھا پھر تم نحو کے مسائل میں کن علمائے نحو کے پاس جاتے ہو؟ انہوں نے کہا سیبویہ کے پاس۔

موصل کا شیطان ابن درید شاعر کے پاس:۔

(۵۱۵) تاریخ ابن نجار میں ابن درید سے مروی ہے کہتے ہیں میں فارس کے علاقہ میں اپنے گدھے سے گر پڑا اور ساری رات درد سے کراہتا رہا تو رات کو خواب میں میرے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا شراب کے بارے میں کچھ اشعار کہو میں نے کہا کیا ابو نواس نے شراب کے بارے میں کہنے والے کے لئے کچھ چھوڑا ہے؟ (جو میں کہوں) اس نے کہا آپ اس سے بڑے شاعر ہیں تو کیا یہ اشعار آپ نے نہیں کہے۔

(۱)

وخمراء قبل المزج صفراء بعده
أتت بين ثوبى نرجس و شقائق

(۲)

حکت وجنة المعشوق حزنا فسلطوا

علیھا مزاجا فاکتست ثوب عاشق

میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تمہارا شیطان ابوزاجیہ ہوں میں نے پوچھا تم کہاں رہتے ہو؟ اس نے جواب دیا موصل میں۔

دوشیطان مسلمان ہوکر جنتی ہوگئے:۔

(۵۱۶) علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی ’’الإصابة فی معرفة الصحابة‘‘ میں ابوعلی بن اشعث ایک متروک اور متہم راوی الحدیث ہے اس کی کتاب ’’کتاب السنن‘‘ میں ایک ابیض نامی جن کا ذکر آیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی اسناد سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے شیطان کو ذلیل ورسوا فرمائے (الحدیث) اسی حدیث میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ’’میرے ساتھ بھی ایک شیطان تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی تو وہ مسلمان ہوگیا اس کا نام ابیض ہے وہ جنت میں ہے ہامہ بن ھیم بن الأ قیس بن ابلیس اور ابیض دونوں جنت میں جائیں گے۔

اسود عنسی کے دوشیطان:۔

(۵۱۷) امام بیہقی اپنی ’’سنن‘‘ میں حضرت نعمان بن برزخ سے راوی فرماتے ہیں اسود عنسی کذاب قبیلہ بنوعبس کا ایک آدمی تھا جب اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس وقت اس کے ساتھ دوشیطان تھے ایک کا نام سحیق اور دوسرے کا نام

شفیق تھا یہ دونوں شیطان لوگوں کے تمام معاملات وواقعات کی اسود عنسی کو اطلاع دیتے تھے (اپنے ان دونوں شیطانوں کی شہ پر لوگوں کو گمراہ کرتا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) پھر ان دونوں کا قصہ بیان کیا۔

اسود عنسی کا واقعہ (ازمترجم):۔

ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو بعض اشقیاء وجہال کو دعوائے نبوت کا خبط سمایا چنانچہ مسلمہ بن ثمامہ، اسود بن کعب عنسی، طلیحہ بن خویلد اسدی اور ایک عورت جس کا نام سجاح بنت الحارث بن سوید تھا ان لوگوں نے دعوائے نبوت کیا انہیں میں سے اسود عنسی دوسرا مدعی نبوت ہے جو عنس بن قدحج سے منسوب تھا اس کا نام عیلہ تھا اور اسے ذوالخمار بھی کہتے ہیں ’’خمار‘‘ کے معنی دوپٹہ کے ہیں چونکہ یہ اپنے منہ پر دوپٹہ ڈالا کرتا تھا اور بعض اس ذوالحمار حاء کے ساتھ بتاتے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ کہتا تھا جو شخص مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے ارباب سیر کہتے ہیں کہ وہ ایک کاہن تھا اور اس سے عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی چرب زبانی سے گرویدہ کرلیتا تھا اور اس کے ساتھ دوہمزاد شیطان تھے جس طرح کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کو زمانہ کی خبریں لاکے بتاتے ہیں اس ملعون کا پورا قصہ اس کی ابتداء اور انجام کا یہ ہے کہ باذان جو ابنائے فارس سے تھا اور کسریٰ کی جانب سے یمن کا حکم تھا اس نے آخر میں توفیق اسلام پائی اور حضور اکرم ﷺ نے باذان کو صنعا کی حکومت پر یمن میں برقرار رکھا جب اس نے وفات پائی تو اس کی مملکت کو تقسیم فرما کے کچھ اس

کے بیٹے شہر بن باذان کو دیا کچھ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو اور کچھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مرحمت فرمایا پھر اسود عنسی نے خروج کیا اور نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ اہل صنعا پر غالب آیا اور وہ مملکت اپنے قبضہ وتصرف میں لے لیا شہر بن باذان کو قتل کر دیا اور مرزبانہ جو شہر بن باذان کی بیوی تھی اس کی خواہش کی فردہ بن مسیک نے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے وہاں کے عامل تھے اور قبیلہ مراد سے تعلق رکھتے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو ایک خط لکھا جس میں تمام حالات اور واقعات کو بیان کیا حضرات معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو اس نواح میں تھے باہمی اتفاق رائے سے حضرموت چلے گئے جب یہ خبر بارگاہ رسالت میں پہنچی تو اس جماعت کو حضور اکرم ﷺ نے لکھا کہ متفقہ طور پر جس طرح بھی ممکن ہو اسود عنسی کے شر و فساد کے دفع کرنے کی کوشش کرو اور مادہ فساد کا خاتمہ کرو اس پر تمام فرمانبرداران نبوت ایک جگہ جمع ہو گئے اور مرزبانہ کو پیغام بھیجا کہ اسود عنسی وہ شخص ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو قتل کیا ہے اس کے ساتھ تیری زندگی کیسے گزرے گی؟ اس نے کہلوایا میرے نزدیک یہ شخص مخلوق کا بدترین دشمن ہے اس پر مسلمانوں کی جماعت نے پیغام بھیجا کہ جس طرح تمہاری سمجھ میں آئے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ملعون کے خاتمہ کی تدبیر کرو چنانچہ مرزبانہ نے فیروز دیلمی کو جو مرزبانہ کے چچا کا بیٹا اور نجاشی کا بھانجا تھا اور وہ دسویں سال آ کر مسلمان ہو گیا تھا اور ایک اور شخص کو جس کا نام دادویہ تھا آمادہ کیا کہ رات کے وقت دیوار میں نقب لگا کے اسود کی خواب گاہ میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیں جب وہ مقررہ رات آئی تو مرزبانہ نے اسود کو خالص شراب بہت زیادہ پلا دی یہاں تک کہ وہ مدہوش ہو کر سو گیا وہ اپنے دروازہ پر

ایک ہزار پہرے دار رکھتا تھا فیروز دیلمی نے ایک جماعت کے ساتھ دیوان خانہ میں نقب لگائی اور اس بدبخت کے سر کو تن سے جدا کر دیا اس وقت بڑی شدید آواز گائے کے ڈکارنے کی طرح اس کے منہ سے نکلی پہریداروں نے جب یہ آواز سنی تو اس کی طرف دوڑے مرزبانہ گھر سے نکل کر ان کے سامنے آ گئی اور کہا خاموش رہو کیوں کہ تمہارے نبی پر وحی آ رہی ہے جب صبح ہوئی اور مؤذن کو اس حالت کی اطلاع ملی تو اس نے اذان میں أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد أَشْهَدُ أَنَّ عَيْلَةَ كَذَّابٌ بڑھا کر کہا حضور اکرم ﷺ کے عمال (کارندے گورنرز) نے اس کی خبر بارگاہ رسالت میں بھیجی مگر یہ خبر حضور اکرم ﷺ کی رحلت فرمانے کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچی لیکن رحلت فرمانے سے ایک دن پہلے واقعہ کی کیفیت وحی کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہو گئی تھی اور فرما دیا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور اسے فیروز نے قتل کیا ہے اور فرمایا فاز فیروز فیروز کامیاب ہوا بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اس ملعون کا قتل حضرت صدیق اکبر ؓ کے زمانہ خلافت میں ہوا جبکہ حضرت عکرمہ بن ابو جہل کو مسلمانوں کی ایک فوج پر امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اس واقعہ میں بھی اسود کا قتل فیروز کے ہاتھ سے ہے لیکن اکثر محدثین اور علماء سیر کا خیال وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا۔ کذا فی مدارج النبوۃ۔ (مترجم)

اذان سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں:۔

(۵۱۸) ابن سعد ''الطبقات'' میں کہتے ہیں ہم سے مطرف بن عبد اللہ نیساپوری ان سے حضرت مالک بن انس بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن اسلم کو قبیلہ بنی سلیم کی کان (خزانہ) پر نگراں مقرر کیا گیا تھا اور یہ کان ایسی تھی جس میں

جنات انسانوں کا شکار کر لیتے تھے جب حضرت زید ﷺ اس کے والی ہوئے تو لوگوں نے آپ سے شکایت کی تو آپ نے ان کو اذان دینے کا حکم فرمایا کہ اونچی آواز سے اذان دیں چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو یہ مصیبت ٹل گئی۔

شیطان کا بیٹا روم کا بادشاہ ہوگا:۔

(۵۱۹) نعیم بن حماد ''الفتن'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں حمل الضان کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آ گیا ہے کسی نے سوال کیا یہ حمل الضان کیا ہے؟ فرمایا ایک آدمی ہے جس کے والدین میں سے ایک شیطان ہوگا وہ آدمی ملک روم کا بادشاہ بنے گا اور میدان میں پچاس کروڑ فوجیں دریا میں اور پانچ لاکھ فوجیں خشکی میں لائے گا یہاں تک کہ عمق کی سرزمین پر اترے گا۔ (☆۳۷)

دجال شیطانوں میں سے ہوگا:

(۵۲۰) نعیم اپنی ''سنن'' میں کثیر بن مرہ سے راوی فرماتے ہیں دجال انسان نہیں ہوگا بلکہ شیطان ہی ہوگا۔

(۵۲۱) ابونعیم ''معرفۃ الصحابہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن محمد

(۳۷☆) فائدہ:۔اسی سے ملتی جلتی حدیث صحیح مسلم میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے جس کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا مسلمان روم فتح کریں گے پھر شیطان ان میں اعلان کرے گا کہ تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا مسلمان یہ خبر سنتے ہی شام پہنچیں گے تو دجال خروج کرے گا مشکوۃ باب الملاحم میں تفصیل کے ساتھ حدیث درج ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔۱۲ اعظمی

بن الحارث ان سے عبداللہ بن جادالاعلی ان سے محمد بن عبدالعزیز واسطی رملی ان سے ابوعبدالعزیز بن محمد ان سے عکرمہ بن ابراہیم ازدی ان سے جریر بن یزید بن عبداللہ وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا جریر بن عبداللہ سے وہ ازاد بن ھرمز جو کسریٰ کے فوجی افسر تھے ان سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں ہم کسریٰ کے دروازہ پر اجازت کے انتظار میں کھڑے تھے کہ ہمیں اجازت ملنے میں دیر ہوگئی اور گرمی سخت تھی اور ہم بے قرار ہوگئے تھے تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَآءْ لَمْ يَكُنْ یعنی گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ ہی کی توفیق سے ہے اللہ تعالیٰ نے جو چاہا ہوا اور جو نہیں چاہا وہ نہیں ہوا پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا سمجھ رہے ہو تم نے کیا کہا؟ اس نے کہا جی ہاں بے شک اللہ تعالیٰ اس کے کہنے والے سے پریشانی دور فرماتا ہے اس نے مجھ سے کہا کیا میں اس کی وضاحت کے متعلق تم سے بات نہ کروں؟ میں نے کہا بیان کرو اس نے کہا میری ایک نہایت خوب صورت بیوی تھی جب میں سفر سے آتا تو وہ میرے لئے اس طرح سجتی جیسے دلہن اپنے شوہر کے لئے سنورتی ہے ایک مرتبہ میں کسی سفر سے واپس آیا تو وہ پراگندہ حال تھی میں نے اس سے کہا اے فلانہ! اس نے کہا جی میں نے کہا تمہیں کیا ہوا کہ جس طرح تم پہلے میرے لئے سنورتی تھی آج تم میرے لئے نہیں سنوری؟ اس نے کہا تم تو جدا بھی نہیں ہوئے میں نے کہا میں تو ابھی آیا ہوں اس نے اپنی باندی کو پکارا اور پوچھا اے فلانہ! کیا تیرا آقا فلاں سفر پر گیا تھا؟ باندی نے کہا نہیں میں خاموش ہوگیا ابھی میں پھاٹک کے چھوٹے دروازے کے پاس اس سے گفتگو کر رہا تھا

کہ جب میں نے پردہ ہٹایا تو اچانک ایک آدمی نظر آیا اس نے میری طرف اشارہ کیا میں باہر نکلا تو دیکھا کہ وہ میری شکل وصورت میں ہے اس نے کہا میں ایک جن آدمی ہوں اور میں تیری بیوی پر فریفتہ ہوگیا ہوں اور میں اس کے پاس تیری صورت میں آتا تھا تو وہ اس سے منع نہیں کرتی (اس کے شوہر کی صورت میں ہوتا تھا تو وہ اسے اپنا شوہر ہی سمجھتی تھی اور اس لیے منع نہیں کرتی تھی) لہٰذا تم اختیار کرلو کہ دن کا وقت تمہارے لئے ہوگا اور رات کا وقت میرے لئے ہوگا یا رات تمہاری ہوگی اور دن میرا ہوگا جب وہ جن دور ہوا تو اس نے مجھے گھبرا دیا اور مجھے بے چینی ہوئی تو میں نے کہا کہ دن تیرے لئے ہے اور رات میری ہوگی اس نے کہا نہیں لیکن میں تم سے بدعہدی نہیں کروں گا اور نہ ہی تم اس کے سوا کچھ دیکھو گے پھر میں نے رات کے متعلق غور کیا اور اس سے مجھے وحشت ہوئی تو میں نے کہا دن میرے لئے ہوگا اور رات تمہاری ہوگی پھر میں اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اور وہ پھاٹک کے چھوٹے دروازے پر رکا رہا جب اس نے میری طرف اشارہ کیا تو میں باہر نکل گیا اور وہ داخل ہوگیا اور وہ میری صورت میں اور میرے تمام ان احوال وگفتار میں تھا جن کو میری بیوی جانتی تھی جب وہ میری بیوی کے پاس گیا تو میرا گمان تھا کہ وہ میں ہی ہوں پھر ہم اسی حال میں ٹھہرے رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر ایک دن شام کو وہ میرے پاس آیا اور مجھے اشارہ کیا تو میں نکل کر اس کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا اے فلاں! آج رات کو تو اپنی بیوی کے ساتھ ہوجا میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا اس میں تیرے لئے بہتری ہے میں نے کہا وہ کیسے؟ تو نے مجھے آج کی رات کا کہا کہ میں اپنی بیوی

کے ساتھ ہوجاؤں اور بقیہ دوسری راتوں کے لئے نہیں کہا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ ہوجا کیا تو نے مجھ سے کبھی کوئی چیز پائی؟ اس نے کہا نہیں میں نے کہا پھر تو نے مجھ سے کیوں کہا؟ اس نے کہا اس رات میں ہماری اس چیز کی باری ہے جو ہم آسمان سے چوری کرتے ہیں میں نے پوچھا کیا تم لوگ آسمان کی باتیں چوری کرسکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کیا تم میرے ساتھ چلنا پسند کروگے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا لیکن مجھے ڈر ہے کہ تمہارا دل برداشت نہ کرسکے گا میں نے کہا اللہ کی قسم میرا مرتبہ ومقام کسریٰ کی بارگاہ میں میری بہادری ہی کی وجہ سے ملا ہے اس نے کہا اچھا تو کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا تو تم اپنا منہ دوسری طرف کرو چنانچہ میں نے اپنا چہرہ دوسری طرف کرلیا اچانک وہ خنزیر کی شکل کا ہوگیا اور اس کے دو بازو تھے پھر اس نے مجھ سے کہا چڑھ جاؤ تو میں اس کی پیٹھ پر سوار ہوگیا پھر وہ مجھے آسمان وزمین کے درمیان لے گیا یہاں تک کہ ہم پہنچ گئے سیدھے کھڑے ہوئے سلم درخت کے مثل تک تو میں ٹھہرا آخری کنارے پر ہم رات کے تھوڑے حصہ تک ٹھہرے تھے کہ اچانک شعلہ نے پہلے کو جلادیا (جو جن اس سے پہلے چڑھا تھا) پھر پہلے سے نیچے والا چڑھا تو پہلا ٹھہر کر چڑھ کر اس جگہ کھڑا ہوگیا جہاں اس کے آگے والا جن کھڑا تھا پھر سارے جن اس جگہ چڑھ گئے جہاں آگے والا ٹھہرا تھا پہلے والے جن نقصان کی وجہ سے تو ہم بھی ویسے ہی تھوڑی دیر ٹھہر گئے اس جن نے مجھ سے کہا تم نے کوئی آواز سنی میں نے کہا ہاں کیوں نہیں اچانک ساتویں آسمان سے آواز آئی سارے آسمان جلاتے ہیں یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہنچ گئے اور کہہ رہا تھا لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ما

شَـآءَ اللّٰـهُ كَانَ، وَ مَا لَمْ يَشَآءْ لَمْ يَكُنْ ‘ یعنی گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں اور نہ نیکی کی قوت مگر اللہ کی توفیق سے اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ یہ کہتا تھا کہ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی باقی نہ رہا مگر ان کلمات کی وجہ سے چیخ پڑا، چنانچہ میں اور وہ جن ایک چٹیل میدان میں پڑے تھے جب میں نے دیکھا تو وہ میرے پہلو میں پڑا ہوا تھا یہاں تک کہ فجر روشن ہوگئی پھر میں غمزدہ حالت میں بیٹھ گیا اور میں نے کہا یہ وہی معاملہ ہے جس کا اس نے میرے ساتھ ارادہ کیا کہ وہ مجھے اس چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلا جائے گا اور وہ میری بیوی کے ساتھ دن اور رات دونوں وقت خلوت کرے۔ تھوڑی دیر میں ٹھہرا رہا کہ اچانک کانپ رہا ہے اور بیٹھ گیا گویا وہ جن ہے پھر اس نے مجھ سے کہا اے فلاں! کیا تو نے دیکھا جو آج رات ہمارے پاس پیش آیا؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا تو اپنے دل میں سوچ رہا ہے کہ میں تجھے یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور تیری بیوی سے خلوت کروں گا؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تیرا مجھ پر حق ہے اللہ کی قسم میں تیرے ساتھ وعدہ خلافی نہ کروں گا لہٰذا تو اپنا منہ دوسری طرف کر چنانچہ میں نے اپنا چہرہ دوسری طرف کیا تو وہ خنزیر کی شکل میں ہوگیا جس کے دو بازو ہیں پھر اس نے کہا سوار ہوجا تو میں اس کی پشت پر سوار ہوگیا پھر مجھے کچھ پتہ نہ چلا اور میں اپنے گھر پہ ہوں پھر میں گھر میں داخل ہوا تو میں کچھ بھی نہ جان سکا میں اس دن شام تک اسی عالم میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں رات جدا گزاروں یہاں تک کہ اس کی آنکھیں انگارہ ہوگئیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس معاملہ میں کب تک ایسے رہوں کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح دیکھے اور وہ اسے نہ

بدل سکے (اپنے آپ کو غیرت دلائی)۔ اللہ کی قسم ضرور بالضرور وہ بات کہوں گا جو میں نے آسمان سے سنی تھی خواہ وہ مجھے مار ڈالے یا میں اسے مار ڈالوں چنانچہ میں نے سکوں لیا اور پڑھا لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ، وَ مَا لَمْ يَشَآءْ لَمْ يَكُنْ یعنی گناہ سے بچنے اور نیکی کی طاقت وقوت اللہ ہی کی توفیق سے ہے اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ میں پڑھتا رہا قسم اللہ کی وہ جل کر راکھ ہوگیا پھر میں اس کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ بیس برس تک رہا۔ (☆۳۸)

جنوں کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے:۔

(۵۲۲) ابن عساکر ابو الاعیس خولانی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جنوں اور انسانوں کے دس حصے ہیں تو انسان اس میں سے ایک حصہ ہیں اور نو حصے جنات ہیں۔

بیت اللہ کا طواف کرنے والی جن عورتیں:۔

(۵۲۳) ابن عساکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں میں ایک رات حرم شریف میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ چند عورتیں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہی ہیں جنہوں نے مجھے تعجب وحیرانی میں ڈال دیا جب وہ عورتیں طواف سے فارغ ہوئیں تو وہ اس دروازے سے نکل گئیں جو باب الخذامین

(☆۳۸) اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ ابن ابی الدنیا نے ”کتاب الاشرف“ میں اور ابو عبدالرحمٰن ھروی نے ”کتاب العجائب“ میں حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ؓ سے روایت کیا جو (نمبر ۳۸۳) میں گزر چکا ہے یہاں اس کی بہ نسبت زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ۱۲ اعظمی

سے متصل ہے میں نے دل میں کہا میں ان کے پیچھے جاؤں تا کہ میں ان کے گھر دیکھ لوں چنانچہ وہ چلتی رہیں یہاں تک کہ ایک دشوار گذار (مشکل ترین) گھاٹی میں پہنچیں پھر اس گھاٹی پر چڑھ گئیں میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اس پر چڑھ گیا پھر وہ اس سے اتریں تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اتر گیا پھر وہ ایک ویران جنگل میں داخل ہوئیں تو میں بھی ان کے پیچھے داخل ہو گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں کچھ مشائخ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا اے ابن زبیر! آپ یہاں کیسے آ گئے؟ میں نے ان سے پوچھا اور آپ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا ہم جنات ہیں میں نے کہا میں نے چند عورتوں کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا تو انہوں مجھے تعجب میں ڈال دیا یعنی وہ مجھے انسان کے سوا کوئی اور مخلوق معلوم ہوئیں چنانچہ میں ان کے پیچھے چل پڑا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچ گیا انہوں نے کہا یہ ہماری عورتیں تھیں اے ابن زبیر! آپ کیا پسند کریں گے؟ میں نے کہا پختہ تازہ کھجور کھانے کو دل چاہ رہا ہے حالانکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں تازہ کھجور کا کہیں نام ونشان نہیں ہے لیکن وہ میرے پاس پکی ہوئی تازہ کھجور لے آئے جب میں نے کھالیا تو انہوں نے مجھ سے کہا جو باقی بچ گئی ہیں ان کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بچی ہوئی کھجوریں اٹھالیں اور گھر واپس آ گیا میرا ارادہ تھا کہ یہ کھجور مکہ والوں کو دکھاؤں گا جب میں گھر میں داخل ہوا تو یہ کھجوریں میں نے ٹوکری میں رکھ دیں اور ٹوکری کو صندوق میں رکھ دیا پھر میں اپنا سر رکھ کر سو گیا اللہ کی قسم میں نیند اور بیداری کے عالم میں تھا کہ اچانک گھر میں شور وغوغا کی آواز سنائی دی ان میں سے ایک نے دوسرے

سے کہا کھجوریں کہاں رکھی ہیں؟ دوسرے نے کہا صندوق میں پھر ایک نے کہا صندوق کھولو پھر انہوں نے صندوق کھولا پھر ایک نے دوسرے سے کہا کھجوریں کہاں ہیں؟ تو دوسرے نے کہا ٹوکری میں اس نے کہا ٹوکری کھولو انہوں نے کہا ہم اس کو نہیں کھول سکتے اس لئے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس پر اللہ عزوجل کا نام (بسم اللہ شریف) پڑھ بند کیا ہے تو ایک جن نے کہا یہ جس طرح ہے اسی طرح مکمل اٹھالو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ وہ اس کو اٹھا کر لے گئے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اتنا کسی چیز پر افسوس نہیں کیا جتنا اس پر افسوس کیا کہ ان کو کیسے میں اچھل کر پکڑلوں اس وقت وہ میرے گھر ہی میں تھے۔

کیا ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا؟

(۵۲۴) سوال:۔ ابن عقیل حنبلی کہتے ہیں اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس مردود سے بلا واسطہ کلام فرمایا؟

جواب:۔ اس سلسلہ میں علماء نے اختلاف فرمایا ہے حق اور صحیح یہ ہے جس پر محققین ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس مردود سے براہ راست کلام نہیں فرمایا بلکہ کسی فرشتے کی زبان کے ذریعہ اس سے گفتگو فرمائی اس لئے کہ باری تعالیٰ کا کسی سے کلام فرمانا اس پر رحمت وخوشنودی فرمانے اور اس کی عزت وشان بڑھانے کے لئے ہوتا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے علاوہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اس کلام فرمانے کی وجہ سے فضیلت عطاء فرمائی گئی ہے۔

کیا ابلیس فرشتوں میں سے تھا؟

سوال: ۔علمائے کرام علیہم الرحمہ نے ابلیس کے احوال کے متعلق بھی اختلاف فرمایا کہ کیا وہ فرشتوں سے تھا؟

جواب: ۔کہا گیا ہے کہ ہاں وہ فرشتوں سے تھا اور مصنف علیہ الرحمہ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَسَجَدُوْا إِلَّا إِبْلِيْسَ أَبٰى﴾ (پ۱، سورۂ بقرہ، آیت ۳۴) سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہیں کیا اس آیت میں ''الا'' حرف استثناء اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ ابلیس فرشتوں کی جنس سے تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان ﴿إِلَّا إِبْلِيْسَ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس جن میں سے تھا یہ حضرات اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جنات بھی فرشتوں کی ایک قسم ہے جن کو جنات کہا جاتا ہے جس طرح فرشتوں کی ایک قسم کو کروبیون (اشراف ومقرب ملائکہ) اور دوسری قسم کو روحانیون کہا جاتا ہے۔

شیطان کی حقیقت اور اس کے مردود ہونے کا واقعہ: ۔

(۵۲۵) ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں ابلیس فرشتوں کے قبائل میں سے ایک ایسے قبیلہ سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے ان کو ملائکہ کے درمیان میں جھلسنے والی آگ سے پیدا کیا گیا ابلیس کا نام حارث تھا اور یہ جنت کے دربانوں میں سے ایک دربان تھا اس قبیلہ کے علاوہ تمام فرشتے نور سے پیدا کئے گئے اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا وہ آگ کی زبان ہے جب آگ

شعلہ زن ہوتی ہے تو وہ آگ کے کنارے ہوتی ہے زمین پر سب سے پہلے جنات ہی رہتے تھے تو ان لوگوں نے زمین پر فساد برپا کیا اور خون بہائے اور ایک دوسرے کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لئے فرشتوں کا لشکر دے کر ابلیس کو بھیجا اس نے جنوں سے قتال کیا یہاں تک کہ جنوں کو سمندر کے جزیروں اور پہاڑوں کے اطراف میں بھگا دیا جب ابلیس نے یہ کیا تو اس کے نفس میں غرور آ گیا اس نے کہا میں نے ایسا کام کیا ہے جو کسی اور نے نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی پہلے سے اس بات سے باخبر ہے لیکن فرشتوں کو اس کا علم نہ ہو سکا تو جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا ﴿إِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ (پارہ۱، سورۂ بقرہ، آیت ۳۰) یعنی میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے عرض کیا کیا تو زمین میں ایسے کو نائب بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے اور خون ریزیاں کرے جس طرح جنوں نے فساد پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔میں ابلیس کے دل میں تکبر اور غرور پر باخبر ہوں جس پر تم (فرشتے) آگاہ نہ ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چکنے اور بجنے والی مٹی سے پیدا کیا اور آپ کا جسد خاکی چالیس رات تک ابلیس کے سامنے رکھا رہا ابلیس آپ کے پاس آتا آپ کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر مارتا اور منہ سے داخل ہو کر پیچھے سے نکل جاتا اور پیچھے سے داخل ہو کر منہ سے نکل جاتا پھر کہتا تو کچھ نہیں ہے اگر تو پیدا نہ ہوتا تو کیا حرج تھا اگر مجھے تم پر مسلط کر دیا گیا تو ضرور بالضرور تجھے ہلاک و برباد کر دوں گا اور اگر مجھے تم پر مسلط کیا گیا تو یقیناً میں تجھے گناہوں میں ملوث کر دوں گا پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم میں

روح پھونکی تو فرشتوں کو حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کر دیا اور جو اس کے دل میں تکبر پیدا ہو چکا تھا اس کی وجہ سے تکبر کیا اور کہا میں اس کو سجدہ نہیں کروں گا میں اس سے بہتر ہوں اور عمر میں بڑا ہوں اور طاقتور جسم کا مالک ہوں اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے اس سے خیر چھین لی اور ہر قسم کی بھلائی سے محروم و مایوس کر دیا اور اس کو شیطان مردود قرار دیا۔

ابلیس تکبر کی وجہ سے تباہ ہوا:۔

(۵۲۶) ابن جریر اور ابن المنذر رحضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس قبیلہ کے اعتبار سے اشراف ملائکہ اور مکرم فرشتوں میں سے تھا یہ جنت کا داروغہ تھا آسمان دنیا کا حکمران تھا مجمع البحرین بحر روم اور فارس بھی اس کے تصرف میں تھے ایک مشرق کی طرف جاری تھا اور دوسرا مغرب کی طرف اور یہ زمین کا بھی حکمران تھا اس لئے اس کے نفس نے اس کو گمراہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے باوجود دیکھ رہا ہے کہ اسے اس درجہ آسمان والوں پر عظیم اور بلند مرتبہ ہے اسی وجہ سے اس کے دل میں تکبر و غرور آ گیا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں جانا جب یہ سجدہ کرنے کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تکبر ظاہر فرما دیا اور قیامت تک کے لیے اس کو ملعون قرار دیا۔

ابلیس آسمان و زمین کا حکمران تھا:۔

(۵۲۷) ابن جریرؒ ابن المنذرؒ اور ابو الشیخ ”کتاب العظمۃ“ اور بیہقی

”شعب الایمان“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے ایک قبیلہ کا نام جن تھا اور ابلیس بھی انہیں میں سے تھا اور ابلیس آسمان اور زمین کے مابین حکمرانی کرتا تھا جب اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر غضب فرمایا اور اس ابلیس کو شیطان مردود قرار دے دیا

جن کو جن کہنے کی وجہ:۔

(۵۲۸) ابن جریر حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ابلیس کو پہلے آسمان کا ذمہ دار مقرر کر دیا گیا اور ابلیس فرشتوں کے اس قبیلہ سے تھا جس کو جن کہا جاتا تھا ان کا نام جن اس لئے ہے کہ وہ جنت کے داروغہ و ذمہ دار تھے اور یہ ابلیس اپنی حکمرانی کے ساتھ جنت کا داروغہ بھی تھا پھر اس کے دل میں تکبر و غرور آ گیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سب کچھ اس لئے عطا فرمایا ہے تا کہ فرشتوں پر میری برتری ظاہر کرے۔

ابلیس ہوا کے نظام چلانے والے دس فرشتوں میں سے ایک تھا:۔

(۵۲۹) ابن ابی الدنیا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہوا کا نظام چلانے والے دس فرشتوں میں سے دسواں (ایک) ابلیس بھی تھا۔

ابلیس کا اصل نام:۔

(۵۳۰) ابن ابی الدنیا ”مکائد الشیطان“ میں اور ابن ابی حاتم اور امام بیہقی ”شعب الایمان“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں

فرماتے ہیں کہ ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا اور یہ ابلیس چار پروں والے مقرب فرشتوں میں سے تھا پھر اس کے بعد اللہ کی رحمت سے مایوس و محروم کر دیا گیا۔

(۵۳۱) ابن ابی الدنیا حضرت ابوالمثنی سے راوی فرماتے ہیں کہ ابلیس کا نام نائل تھا جب اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا تو اس کا نام شیطان رکھ دیا گیا۔

شیطان کا نام ابلیس کیوں رکھا گیا؟:-

(۵۳۲) ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ شیطان کا نام ابلیس اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہر قسم کی خیر سے محروم و مایوس کر دیا۔

ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا:-

(۵۳۳) ابن المنذر اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں حضرت ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ابلیس کے متعلق اختلاف کیا تو ان میں سے ایک نے فرمایا کہ ابلیس فرشتوں کے اس قبیلہ سے تھا جس کو جن کہا جاتا تھا۔

(۵۳۴) عبدالرزاق اور ابن جریر حضرت قتادہ ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ○﴾ (پ۱۵، سورۃ کہف، آیت ۵۰) سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے جو قوم جن سے تھا کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں کے ایک قبیلہ میں سے تھا جس کو جنات کہا

جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اگر ابلیس فرشتوں میں سے نہ ہوتا تو اس کو سجدہ کا حکم بھی نہ دیا جاتا یہ پہلے آسمان کا نگران تھا۔

جنات قیامت تک جنتیوں کے زیور بنائیں گے:-

(۵۳۵) ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ ○﴾ (پ۱۵، سورۃ کہف، آیت ۵۰) یعنی سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے جو قوم جن سے تھا' کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جنات فرشتوں کے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قیامت قائم ہونے تک ہمیشہ جنتیوں کے لئے زیور بناتے رہیں گے۔

ابلیس کی صورت بدل گئی:-

(۵۳۶) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت سعید بن جبیر ؓ سے راوی فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ملعون قرار دیا تو اس کی صورت فرشتوں کی صورت کے سوا دوسری صورت میں بدل گئی پھر ابلیس نے اس کے لئے آہ وزاری اور فریاد کی اور ایسا رویا کہ دنیا میں قیامت تک کے رونے والوں کو اس میں شمار کیا جا سکتا ہے (یعنی عرصہ دراز تک روتا رہا) راوی کا بیان ہے کہ جب شیطان نے نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں دیکھا تو دوبارہ پھر رویا اور اس کے پاس اس کی ذریت جمع ہوگئی تو ابلیس نے اپنی ذریت سے کہا تم محمد ﷺ کی امت کو شرک میں مبتلا کرنے سے ناامید ہو جاؤ لیکن ان کو ان کے دین کے معاملہ میں فتنہ بازی کر سکتے

ہوا ان میں نوحہ وماتم اور شعروشاعری داخل کر سکتے ہو۔ (☆۳۹)

ابلیس کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ وہ فرشتوں میں سے نہیں ہے:۔

(۵۳۷) ابن جریر اور ابوالشیخ حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک پلک جھپکنے بھر کے لئے بھی فرشتوں میں سے نہیں تھا ابلیس جن کی اصل ہے جس طرح انسان کی اصل حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

ابلیس فرشتہ نہیں:۔

(۵۳۸) ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت ابن شہاب (زہری) ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس تمام جنوں کا باپ ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام انسانوں میں سے ہیں اور انسانوں کے باپ ہیں اور ابلیس جنوں میں سے ہے اور جنوں کا باپ ہے۔

(۵۳۹) ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت شہر بن حوشب علیہ الرحمہ سے راوی فرماتے ہیں ابلیس ان جنوں میں سے ہے جس کو فرشتوں نے دھکا دیا تھا تو بعض

(☆۳۹) فائدہ:- مذکورہ بالا تمام روایتوں سے واضح ہوتا ہے کہ ابلیس مردود فرشتوں میں سے تھا جس کے متعلق چند دلائل وروایات بھی بیان کی گئیں لیکن علماء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں ہے اور ان حضرات کے دلائل بھی آگے امام سیوطی نے بیان کئے ہیں اور یہی حق وصحیح ہے۔ اور آیت مقدسہ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ (پ۱۵، سورۂ کہف، آیت ۵۰) یعنی تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے جو قوم جن سے تھا تو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ اس پر بین دلیل ہے۔ ۱۲ اعظمی

فرشتوں نے ابلیس کو گرفتار کرلیا اور آسمان پر لے گئے۔

(۵۴۰) ابن جریر حضرت سعد بن مسعود ؓ سے راوی فرماتے ہیں فرشتوں نے جنوں سے قتال کیا تو ابلیس گرفتار کرلیا گیا اور اس وقت وہ چھوٹا تھا پھر فرشتوں کے ساتھ عبادت کرتا رہا۔

(۵۴۱) ابن المنذر اور ابن جابر حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہلاک فرمائے جنہوں نے یہ گمان کیا کہ ابلیس فرشتوں میں سے تھا جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿کَانَ مِنَ الْجِنِّ O﴾ یعنی ابلیس جنوں میں سے تھا۔

شیطان کے تکبر کی دوسری وجہ:۔

(۵۴۲) ابن سعد ''طبقات'' میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں اللہ رب العزت نے ابلیس کو بھیجا کہ سطح زمین سے میٹھی اور شوریلی مٹی اٹھالا چنانچہ ابلیس لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسی سے پیدا فرمایا اسی وجہ سے ابلیس نے کہا تھا ﴿أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا O﴾ (پ۱۵، سورۂ اسراء، آیت ۶۱) کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا؟ جبکہ اس مٹی کو میں ہی لایا تھا۔

حضرت آدم وحضرت حواء کے پاس شیطان کا آنا

ابلیس جنت میں کیسے داخل ہوا؟:۔

(۵۴۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن مسعود اور چند صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے فرمایا ﴿اُسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ O﴾ (پ ا، سورۂ بقرہ، آیت ۳۵) اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ تو ابلیس نے ان کے پاس جنت میں جانا چاہا تو جنت کے داروغہ نے روک دیا تو ابلیس سانپ کے پاس آیا اس وقت اونٹ کی طرح سانپ کی بھی چار ٹانگیں تھیں اور وہ (سانپ) سب جانوروں سے زیادہ خوبصورت تھا اس سے ابلیس نے بات کی کہ سانپ ابلیس کو اپنے منہ میں داخل کر لے تا کہ وہ اس ترکیب سے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ جائے چنانچہ سانپ نے اس کو اپنے منہ میں داخل کر لیا اور داروغہ کے پاس سے گزر کر جنت میں داخل ہو گیا اور داروغہ نہ جان سکے کہ اس کام سے اللہ تعالیٰ نے کیا ارادہ فرمایا ہے چنانچہ ابلیس نے سانپ کے منہ سے حضرت آدم علیہ السلام سے کلام کیا اور انہیں اس کی بات سے کوئی خطرہ نہ گزرا پھر ابلیس نکل کر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے آدم! کیا میں تمہیں جنت کے درخت اور ہمیشہ باقی رہنے والے ملک کا پتہ نہ بتادوں۔

حضرت آدم کی لغزش میں سانپ بدبخت نے ابلیس کا ساتھ دیا:۔

(۵۴۴) عبدالرزاق اور ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اللہ کے دشمن ابلیس نے اپنے آپ کو زمین کے تمام جانوروں کے سامنے پیش کیا کہ اسے کون اٹھائے گا تا کہ وہ اس کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے اور حضرت آدم علیہ السلام سے گفتگو کرے تو سب جانوروں نے اس بات سے انکار کر دیا حتّٰی کہ ابلیس نے سانپ سے بات کی اور اس سے کہا کہ میں تجھے

انسان کی ایذا سے بچاؤں گا اگر تو مجھے جنت میں داخل کر دے تو تو میرے ذمہ میں ہوگا چنانچہ سانپ نے ابلیس کو اپنے دانتوں میں اٹھایا (یہاں تک کہ ابلیس سانپ کے منہ میں داخل ہو گیا) پھر ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے سانپ کے منہ سے گفتگو کی یہ سانپ کپڑے پہن کر چار ٹانگوں پر چلتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس کا ساتھ دینے کی وجہ سے اسے کپڑے اور ٹانگوں سے عاری (ننگا) کر دیا اور اسے پیٹ کے بل چلنے والا کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں لہٰذا سانپ کو جہاں کہیں تم پاؤ اسے مار ڈالو اور اللہ کے دشمن کا اس سے بدلہ چکاؤ۔

سانپ کی اصلیت:۔

(۵۴۵) ابن جریر حضرت ربیع سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں مجھ سے ایک محدث نے بیان کیا کہ شیطان جنت میں چار ٹانگوں والے جانور کی شکل میں داخل ہوا گویا کہ یہ اونٹ معلوم ہوتا تھا اللہ کی اس پر لعنت ہوئی تو اس کی ٹانگیں گر گئیں اور سانپ بن گیا۔

(۵۴۶) حضرت ربیع کہتے ہیں مجھ سے حضرت ابوالعالیہ نے بیان کیا کہ کچھ اونٹ ابتدائے آفرینش میں جن تھے۔

ابلیس نے حضرت حوا کو کیسے لغزش دی؟:۔

(۵۴۷) ابن المنذر حضرت ابی غنم سعید بن احمد بن حمید بن حضرمی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کو

جنت میں ٹھہرایا تو حضرت آدم ؑ جنت کی سیر کو نکل گئے ابلیس نے حضرت آدم ؑ کی غیر موجودگی کو غنیمت جانا اور وہاں پہنچ گیا جہاں حضرت حواء موجود تھیں تو اس نے ایسی بانسری بجائی کہ اس جیسی لذت وشہوت اور گیت سننے والوں نے سنی ہی نہیں حتی کہ حضرت حواء کا جوڑ جوڑ حرکت کرنے لگا پھر شیطان نے بانسری نکال دی پھر بانسری کو پلٹ کر دوسری طرف سے دوبارہ بجایا تو رونے اور کسی چیز کے چلانے کی ایسی آواز آئی کہ اس جیسی آواز سننے والوں نے کبھی سنی ہی نہیں گویا ہنگامہ ومحشر برپا کردیا حضرت حواء نے اس سے فرمایا تو یہ کیا چیز لایا ہے؟ شیطان نے کہا میں نے جنت میں تم دونوں کا مرتبہ ومقام اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری عزت وکرامت کو یاد کیا تو میں تمہارے مرتبہ ومقام سے بہت خوش ہوا اور اس بات کو یاد کرکے کہ تم کو یہاں سے نکال دیا جائے گا تو میں تمہارے حق میں رویا اور غمگین ہوا۔ کیا تمہارے پروردگار نے تمہیں یہ نہیں کہا کہ جب تم دونوں اس درخت سے کھاؤ گے تو مرجاؤ گے اور اس جنت سے نکال دیئے جاؤ گے؟ اے حواء! میری طرف دیکھو جب میں اس درخت سے کھا کر مرجاؤں یا میری شکل وصورت کچھ بگڑ جائے تو تم دونوں اس درخت سے مت کھانا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے صرف اس لیے منع کیا کہ تم جنت میں ہمیشہ نہ رہنے لگو میں تمہارے لئے قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

کوکھ پر ہاتھ رکھنا شیطان کا طریقہ ہے:۔

(۵۴۸) ابن ابی شیبہ حضرت حمید بن ھلال سے روایت کرتے ہیں فرماتے

ہیں کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا اس لئے مکروہ فرمایا گیا ہے کہ ابلیس اسی حالت میں زمین پر اتارا گیا۔ شیطان کمر پر ہاتھ رکھ کر چلتا ہے۔ (ترمذی شریف)

شیطان زمین پر کہاں اتارا گیا؟:۔

(۵۴۹) ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ابلیس بصرہ سے چند میل کے فاصلہ پر "دست میسان" میں اتارا گیا۔

ابلیس کے ہاتھ کی نحوست:۔

(۵۵۰) ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت سری بن یحییٰ سے راوی فرماتے ہیں جب حضرت آدم ؑ زمین پر اتارے گئے تو ان کے ساتھ گندم تھا تو اس پر ابلیس نے اپنا (منحوس) ہاتھ رکھ دیا چنانچہ جب اس بدبخت کا ہاتھ جس چیز پر پڑا اس کا نفع ضائع ہوگیا۔

(۵۵۱) امام احمد وترمذی، حاکم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت سمرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **لما ولدت حواء طاف بها إبليس و كان لايعيش لها ولد فقال سميه عبد الحارث فإنه يعيش فسمته عبد الحارث فعاش و كان ذالک من وحی الشيطان و أمره** یعنی حضرت حواء علیہا السلام نے جب بچہ جنا تو ابلیس نے آپ کے گرد چکر لگایا کیوں کہ آپ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا شیطان نے کہا آپ اس کا نام عبدالحارث رکھ دیں تو یہ فوت نہ ہوگا چنانچہ انہوں نے اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا تو وہ زندہ رہا حضرت

حواء نے یہ کام شیطان کے القاء اور اس کے کہنے سے کیا تھا۔ (☆۴۰)

شیطان کا حضرت نوح کے سامنے آنا:

(۵۵۲) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ایک بوڑھے کو دیکھ کر پہچان نہ سکے تو پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا ابلیس ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا تم یہاں کس لئے داخل ہوئے؟ اس نے کہا میں اس لئے داخل ہوا تا کہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں کو خراب کروں اور ان کے دل میرے ساتھ ہوں اور بدن آپ کے ساتھ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! یہاں سے نکل جا شیطان نے کہا پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کے ذریعہ میں لوگوں کو گمراہ و ہلاک کرتا ہوں میں ان میں سے تین تو آپ کو بتادوں گا لیکن دو نہیں بتاؤں گا (لہٰذا آپ مجھے کشتی سے نہ نکالیں) پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ آپ کو ان تین کی ضرورت نہیں اس کو حکم دیں کہ وہ دو چیزیں بیان کرے ابلیس نے کہا میں انہیں دو چیزوں سے لوگوں کو ہلاک و گمراہ کرتا ہوں اور وہ دو چیزیں یہ ہیں جن کو جھٹلایا نہیں جاسکتا (۱) حسد:۔ اسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود ہوا (۲) حرص:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے پوری جنت حلال فرمادی (اور حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں ہمیشہ رہنے کی خواہش تھی) اسی حرص کی وجہ سے میں

(☆۴۰) فائدہ:۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ابلیس نے بچہ کا نام عبدالحارث رکھوایا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارا کھلا دشمن ہے چنانچہ اس کا نام بدل دیا گیا۔ ۱۲ اعظمی

اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔

ابلیس کا حضرت موسیٰ کے سامنے آنا

ابلیس نے توبہ کی خواہش کی:۔

ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں اسی طرح ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی تو اس نے کہا اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور آپ سے کلام فرمایا میں بھی خدا کی مخلوق میں سے ہوں میں نے گناہ کیا ہے اور اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ اپنے پروردگار بزرگ و برتر کی بارگاہ میں میری سفارش کریں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! میں نے تیری حاجت پوری کردی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابلیس سے ملے اور فرمایا مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر تو تیری توبہ قبول کرلی جائے گی تو ابلیس نے تکبر کیا اور غصہ میں آ کر کہنے لگا میں نے اس کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو کیا اب اس کے مرجانے کے بعد اسے سجدہ کروں۔ پھر ابلیس نے یہ بھی کہا اے موسیٰ! میرے حق میں اپنے رب کے حضور آپ کی سفارش کرنے کی وجہ سے آپ کا مجھ پر کچھ حق ہے لہٰذا آپ تین مواقع پر مجھے یاد کرلیا کریں ہلاکت کی تین ہی جگہیں ہیں۔

(۱) غصہ کے وقت مجھے یاد کریں اس لئے کہ اس وقت میرا چہرہ آپ کے چہرے

میں ہوگا اور میری آنکھیں آپ کی آنکھوں میں لگی ہوں گی اور میں اس وقت آپ کے خون میں دوڑ رہا ہوں گا

(۲) دو لشکروں (اسلام وکفر) کے درمیان جنگ کے وقت بھی مجھے یاد کریں کہ اس وقت بھی میں ہی انسانوں کے پاس آتا ہوں اور اس کو اس کی اولاد بیوی بچے یاد دلاتا ہوں تاکہ وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے۔

(۳) نامحرم عورت کی مجلس میں بیٹھنے سے بھی آپ گریز کریں کیوں کہ میں اس کا آپ کے پاس اور آپ کا اس کے پاس قاصد بنا ہوتا ہوں۔

(۵۵۳) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' حضرت ابوالعالیہ علیہ الرحمہ سے راوی فرماتے ہیں جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی لنگر انداز ہوئی تو آپ نے ابلیس کو کشتی کے پچھلے حصہ میں دیکھا تو آپ نے اس سے فرمایا ابلیس! تو تباہ ہو جا تیری وجہ سے زمین والے غرق ہوئے تو نے ہی ان کو تباہ کیا ہے ابلیس نے کہا تو میں کیا کروں؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تو توبہ کر لے اس نے کہا پھر آپ اپنے پروردگار عزوجل سے پوچھیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی توبہ کی صورت یہی ہے کہ وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو حضرت نوح علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا تیری توبہ مقرر ہوگئی ہے اس نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر لے اس نے کہا میں نے اس کو زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو کیا اب اس کے مرجانے کے بعد اسے سجدہ کروں۔

ابلیس سفینۂ نوح میں کیسے داخل ہوا:۔

(۵۵۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کشتی نوح میں سب سے پہلے چیونٹی داخل ہوئی اور سب سے آخر میں گدھا داخل ہوا اور ابلیس گدھے کی دم سے لٹک کر داخل ہوا۔

(۵۵۵) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں جانوروں میں سے سب سے پہلے چیونٹی کو سوار کیا اور سب سے آخر میں گدھے کو جب گدھا داخل ہوا تو گدھے نے اپنا اگلا حصہ کشتی میں داخل کیا تو ابلیس اس کی دم سے لٹک گیا جس کی وجہ سے گدھا اپنے پاؤں اٹھا نہ سکا تو حضرت نوح علیہ السلام اس سے فرمانے لگے تجھے خرابی ہو داخل ہو جا تو اس نے پاؤں اٹھائے مگر اٹھا نہ سکا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا خرابی ہو پورے طور پر داخل ہو جا اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے جب حضرت نوح علیہ السلام نے یہ کلمہ فرمایا تو شیطان نے گدھے کا راستہ صاف کر دیا اور گدھا اندر داخل ہو گیا اور شیطان بھی اس کے ساتھ ہی داخل ہو گیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے پوچھا اے اللہ کے دشمن! تجھے کس نے داخل کیا؟ اس نے کہا کیا آپ نے (گدھے سے) نہیں کہا تھا کہ داخل ہو جا اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی ہو؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا چل میرے پاس سے نکل جا ابلیس نے کہا آپ کو اپنے ساتھ مجھے سوار کرنا لازمی ہے (کیوں کہ مجھے قیامت تک مہلت مل چکی ہے اور اللہ اس طوفانی عذاب

سے مجھے اسی کشتی کے ذریعہ بچائے گا) چنانچہ یہ کشتی کی چھت پر سوار رہا۔

ابلیس گدھے کی دم سے لٹک کر داخل ہوا:۔

(۵۵۶) ابوالشیخ اپنی ''تفسیر'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے گدھے کو کشتی میں سوار کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے گدھے کے دونوں کان پکڑے تو ابلیس نے اس کی دم پکڑ لی حضرت نوح علیہ السلام اس کو اپنی طرف کھینچنے لگے اور ابلیس ملعون اسے اپنی طرف کھینچنے لگا تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے شیطان! داخل ہو جا تو گدھا داخل ہو گیا اور ابلیس بھی اس کے ساتھ داخل ہو گیا جب کشتی روانہ ہوئی تو ابلیس اس کی دم میں بیٹھ کر گانے لگا حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے فرمایا تجھے خرابی ہو تجھے کس نے اجازت دی؟ ابلیس نے کہا آپ نے حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا میں نے کب اجازت دی؟ ابلیس نے کہا جب آپ نے گدھے سے کہا اے شیطان! داخل ہو جا چنانچہ میں آپ کی اجازت سے داخل ہو گیا۔

ابلیس نے کشتی نوح کے بانس پر بیٹھ کر نجات پائی:۔

(۵۵۷) ابن عساکر حضرت عطاء اور ضحاک سے روایت کرتے ہیں کہ ابلیس کشتی میں سوار ہونے کے لئے آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے دفع فرما دیا ابلیس نے کہا اے نوح! مجھے تو مہلت دی گئی ہے اور تمہارا مجھ پر کوئی بس نہیں چل سکتا (آپ مجھے بیٹھنے سے منع نہیں کر سکتے) تو حضرت نوح علیہ السلام نے جان لیا کہ وہ اس بات میں سچا ہے اس لئے حضرت نوح علیہ السلام نے ابلیس کو بیٹھنے کی اجازت دے دی کہ کشتی کے

بانس پر بیٹھ جا۔

ابلیس نے انگور کے لئے حضرت نوح سے جھگڑا کیا:۔

(۵۵۸) ابن ابی حاتم حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ساتھ کشتی میں ہر مخلوق کا جوڑا لے لیں اور ایک فرشتہ بھی اپنے ساتھ لے لیں چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہر مخلوق سے ایک ایک جوڑا اٹھا لیا لیکن انگور باقی رہ گئے تو ابلیس ملعون نے آ کر کہا یہ تو سب میرے ہیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرشتہ کی طرف دیکھا (کہ تمہاری کیا رائے ہے؟) فرشتہ نے کہا ابلیس آپ کا شریک وحصہ دار ہے آپ اس سے عمدہ شراکت کریں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا دو تہائی میرے ہوں گے اور ایک تہائی اس کا ہو گا فرشتہ نے پھر کہا یہ آپ کا شریک ہے آپ اس سے بھی اچھی شراکت کا معاملہ کریں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا آدھا میرا اور آدھا اس کا ہو گا تو ابلیس نے کہا (نہیں بلکہ) یہ تو سب میرے ہی ہیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرشتے کی طرف دیکھا تو فرشتے نے کہا یہ آپ کا شریک ہے آپ اس سے اچھی شراکت کریں تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا میرا ایک تہائی ۱/۳ اور اس کا دو تہائی ۲/۳ فرشتے نے کہا آپ نے بہت اچھا کیا آپ محسن ہیں آپ اس کو انگور کی شکل میں کھائیں گے اور یہ کشمش بنا کر اور جوس بنا کر تین دن تک پیئے گا۔

(۵۵۹) ابن المنذر نے بھی شیخ التابعین حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے مثل روایت کی اور آخر میں اتنا اضافہ بھی کیا ہے کہ آپ اس کو پکائیں گے جس

سے دو تہائی خباثت اتر جائے گی اور یہی شیطان کا حصہ ہوگا اور اس کا ایک تہائی جو بچے گا وہ آپ (اور انسان) پئیں گے۔

(۵۶۰) امام نسائی حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ شیطان لعین نے حضرت نوح ؑ سے انگور کی لکڑی کے متعلق جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ میری ہے اور حضرت نوح ؑ نے فرمایا یہ میری ہے تو ان دونوں نے صلح اس پر کرلی کہ اس کا ایک تہائی حضرت نوح ؑ کی ہوگی اور دو تہائی شیطان کی ہوگی۔

شیطان کا حضرت ابراہیم ؑ کے سامنے آنا

حضرت اسماعیل کی قربانی میں شیطان کی رکاوٹ کے ناکام حربے:۔

(۵۶۱) عبدالرزاق ٔابن جریر ٔحاکم اور امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت کعب ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل ؑ کے ذبح کرنے کا خواب دیکھا (انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اس لئے حضرت ابراہیم ؑ کو خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی وحی کی گئی) تو شیطان نے کہا اگر میں نے ان کو اس موقع پر فتنہ میں نہ ڈالا تو پھر کبھی بھی ان کو فتنے میں نہیں ڈال سکوں گا چنانچہ جب حضرت ابراہیم ؑ اپنے صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے لے کر نکلے تو شیطان حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور پوچھا کہ ابراہیم تمہارے بیٹے کو کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا حضرت ابراہیم اپنے بیٹے کو اپنے کسی کام

سے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا وہ اپنے کسی کام سے اسے نہیں لے گئے بلکہ وہ اسے ذبح کرنے کے لئے لے کر گئے ہیں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا وہ اپنے صاحبزادے کو کیوں ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات کا حکم دیا ہے تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا حضرت ابراہیم نے اپنے رب کا حکم مانا تو یہ انہوں نے بہت ہی اچھا کیا ہے (جب شیطان کی یہاں دال نہ گلی) تو شیطان وہاں سے (نامراد) نکلا اور حضرت اسماعیل ؑ کے پاس پہنچ کر کہا تمہارے والد تمہیں کہاں لے جا رہے ہیں؟ حضرت اسماعیل ؑ نے فرمایا اپنے کسی کام سے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا (نہیں بلکہ) وہ تمہیں ذبح کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں حضرت اسماعیل ؑ نے پوچھا وہ مجھے ذبح کیوں کریں گے؟ شیطان نے کہا ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات کا حکم دیا ہے حضرت اسماعیل ؑ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات کا حکم دیا ہے پھر تو وہ اسے ضرور کریں چنانچہ شیطان انہیں چھوڑ کر بھاگا پھر حضرت ابراہیم ؑ کے پاس گیا اور پوچھا آپ اپنے صاحبزادے کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا ایک کام سے۔ لے جا رہا ہوں شیطان نے کہا آپ اسے کسی کام سے نہیں لے جا رہے ہیں بلکہ آپ اسے ذبح کرنے ہی کے لئے لے جا رہے ہیں حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا میں اسے کس لئے ذبح کروں گا؟ شیطان نے کہا آپ کا گمان ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر اللہ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے تو میں ضرور کروں گا چنانچہ

شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور شیطان اپنی پیروی کرانے سے مایوس ہو گیا۔

(۵۶۲) ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے صاحبزادے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اے بیٹے! چھری لے آؤ شیطان نے کہا یہی وہ وقت ہے کہ میں آل ابراہیم سے اپنی حاجت کو پہنچ سکتا ہوں (ان سے اللہ کی نافرمانی کراسکتا ہوں) چنانچہ شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے کسی دوست کی شکل میں ملاقات کی اور کہا اے ابراہیم! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کسی کام سے جارہا ہوں شیطان نے کہا اللہ کی قسم آپ نے جو خواب دیکھا ہے اس کی وجہ سے آپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے جارہے ہیں جبکہ خواب کا حال یہ ہے کہ کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی صحیح و درست بھی ہوتا ہے اور آپ نے جو خواب دیکھا ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں کہ آپ اسماعیل کو ذبح کریں جب شیطان مردود نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذرہ برابر نہیں پھسلا سکا تو اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا اے اسماعیل! کہاں جارہے ہو؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کام سے جارہا ہوں شیطان نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام تو تمہیں ذبح کرنے لے جارہے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا ان کو میرے ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ پھر فرمایا کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے جس نے اپنے بیٹے کو ذبح کیا ہو؟ شیطان نے کہا وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے

لئے ذبح کریں گے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے ذبح کریں گے تو میں صبر کروں گا اللہ تعالیٰ اس کے لائق ہے (کہ میں اس کے لئے قربان کیا جاؤں) جب شیطان نے دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی ذرہ برابر ٹس سے مس نہ کرسکا تو شیطان حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور پوچھا کہ اسماعیل کہاں جارہے ہیں؟ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابراہیم کے ساتھ ان کے کسی کام کے لئے جارہے ہیں شیطان نے کہا (نہیں بلکہ) وہ تو ان کو ذبح کرنے ہی کے لئے جارہے ہیں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تو نے کسی کو دیکھا ہے جس نے اپنے بیٹے کو ذبح کیا ہو؟ شیطان نے کہا وہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذبح کریں گے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کریں گے تو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اللہ ہی کے (بندے) ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے لائق ہے جب شیطان نے دیکھا کہ حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بھی اس کا کچھ بس نہیں چل سکا (تو مقام منی میں) جمرہ (عقبہ) کے پاس آیا اور غصہ سے اتنا پھولا کہ پوری وادی بند کردی اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ بھی (حضرت جبریل علیہ السلام) تھا فرشتہ نے کہا اے ابراہیم! سات کنکریاں ماریئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (شیطان کو) سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے بعد اللہ أکبر کہتے رہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے راستہ کشادہ ہو گیا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چل کر دوسرے جمرہ (وسطیٰ) کے پاس پہنچے اس وقت بھی شیطان نے غصہ میں

پھول کر ساری وادی بند کردی تو فرشتے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اے ابراہیم! پھر سات کنکریاں ماریئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے راستہ کشادہ ہوگیا پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام چل کر تیسرے جمرہ (اولیٰ) کے پاس پہنچے اس وقت بھی شیطان نے غصہ میں پھول کر ساری وادی بند کردی پھر فرشتے نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اے ابراہیم! پھر سات کنکریاں ماریئے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے بعد اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے راستہ کشادہ ہوگیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام قربان گاہ تک پہنچ گئے۔

حضرت ابراہیم نے شیطان کو کنکریاں ماریں:۔

(۵۶۳) ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو منیٰ جاتے وقت شیطان آپ کے سامنے آ گیا اور ان سے سابقت (آگے بڑھنا چاہا) کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سبقت لے گئے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو جمرۂ عقبہ لے گئے پھر شیطان رکاوٹ بن کر آ گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو سات کنکریاں ماریں اور آگے چل پڑے پھر شیطان نے جمرۂ وسطیٰ کے پاس آ کر رکاوٹ ڈالی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ شیطان بھاگ گیا۔

فائدہ:۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام قربان ہوئے یا حضرت اسحاق علیہ السلام لقط المرجان کے بعض نسخوں میں جو روایتیں ہیں ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے لے گئے تھے لیکن جو نسخہ میرے پاس ہے جس کا میں ترجمہ کر رہا ہوں اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش فرمائی لیکن اس نسخہ میں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیا گیا اور انہیں حضرت سارہ کا بیٹا بتایا گیا جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں مختلف کتب کے حوالہ سے حضرت عمر بن خطاب، حضرت عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مختلف روایات ہیں بعض میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر ہے اور بعض میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح بیان کیا گیا ہے تابعین میں حضرت کعب، سعید بن جبیر، مجاہد، قاسم بن یزید، مسروق، قتادہ، عکرمہ، وہب بن منبہ، عبید بن عمیر، عبدالرحمٰن بن یزید، ابوالہذیل اور ابن شہاب زہری وغیرہم بھی حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح مانتے ہیں امام احمد بن حنبل نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے علامہ سہیلی فرماتے ہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبیح ہونے میں شک ہی نہیں ہوسکتا لیکن علماء کا ایک اور گروہ یہ کہتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام قربان کرنے کے لئے لے گئے تھے اس کے قائل حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام حسن اور

حضرت سعید بن المسیب امام شعبی محمد بن کعب قرظی ہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز اور عمرو بن العلاء سے بھی یہی روایت کیا گیا ہے علامہ آلوسی علیہ الرحمہ نے اسی ذکر میں ایک مقام پر فرمایا **الیق باسماعیل لان اول ولد له** الخ اور پھر اس بحث کے آخر میں فرمایا:

و التوقف عندی خیر من هذا القول و الذی امیل انا الیه انه اسماعیل علیہ السلام بناء علی ان ظاهر الایه تقتضیه و انه المروی عن کثیر من ائمه اهل البیت و لم اتیقن صحه حدیث مرفوع یقتضی خلاف ذلک و حال اهل الکتاب لایخفی علی ذوی الالباب

حاصل کلام یہ ہے کہ علامہ آلوسی علیہ الرحمہ کے نزدیک بہتر و مناسب یہی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام قربان کرنے کے لئے لے گئے تھے اس لئے کہ آیت کا ظاہر بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اور فرماتے ہیں میرا خود اسی طرف میلان ہے۔ (روح المعانی ص۱۲۴، ج۲۳)

مزید دلائل:۔ حضرت اسماعیل اور حضرت اسحٰق علیہما السلام دونوں ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صاحبزادے ہیں جمہور علماء کے نزدیک حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی کی قربانی ہوئی ذبیح اللہ یہی ہیں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ کعبہ معظمہ کی تعمیر انہوں نے ہی کی، آب زمزم انہیں کے قدم مبارک کے نیچے سے جاری ہوا، مکہ معظمہ انہیں کے سبب آباد ہوا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمارے نبی سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انہیں کی

نسل پاک سے پیدا ہوئے، یہ تمام یادگاریں حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی سے متعلق ہیں کہ مسلمان روزانہ پانچ وقت انہیں کے تعمیر کئے ہوئے کعبہ معظمہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں انہیں کی قربانی کے سبب ہر سال دنیا کے لاکھوں مسلمان بے شمار جانوروں کی قربانی کرتے ہیں اور لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ شریف حاضر ہو کر ان کے بنائے ہوئے کعبہ معظمہ کا اپنی آنکھوں سے نظارہ کرتے اور اس کا طواف کرتے ہیں صفا و مروہ کے درمیان ان کے لئے پانی کی تلاش میں انہیں کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سعی کرنے کی وجہ سے تمام حجاج کرام سعی کرتے ہیں اور اس سعادت سے بہرہ مند ہونے کے لئے اہل اسلام جوق در جوق دنیا کے گوشے گوشے سے پہونچتے ہیں۔ اور قربانی کس کی ہوئی بیشک یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہیں یا حضرت اسحٰق علیہ السلام لیکن دلائل کی قوت اس پر دال ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی ہیں یہ مسئلہ اہل کتاب اور اہل اسلام کے درمیان بھی مختلف فیہ ہے یہود و نصاریٰ اور کچھ اہل اسلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ نہیں تسلیم کرتے بلکہ حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ و السلام کو ذبیح اللہ قرار دیتے ہیں لیکن جمہور اہل اسلام کے نزدیک قربانی کا عظیم واقعہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ و السلام ہی سے متعلق ہے نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ و السلام سے جس کی تفصیل قرآن کریم میں اللہ رب العزت جل مجدہ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

وَ قَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ٥ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ٥

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ إِنِّيْٓ أَرٰى فِي
الْمَنَامِ أَنِّيْٓ أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ
إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ أَنْ
يّٰٓإِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ إِنَّ
هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي
الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى إِبْرٰهِيْمَ ○ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ إِنَّهٗ
مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَبَشَّرْنٰهُ بِإِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

(پارہ ۲۳، سورۃ الصّفت، رکوع ۷، آیت ۹۹ تا ۱۱۲)

اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا الٰہی مجھے لائق اولاد دے تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ! کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بیشک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیکر اسے بچالیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بیشک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان

بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحٰق کی کہ غیب کی خبریں بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں (لائق) میں (ترجمہ کنزالایمان)

ان آیات بینات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے وہ صاحبزادے جو دعا سے پیدا ہوئے وہی ذبیح اللہ ہیں مگر ان کا نام مذکور نہیں البتہ واقعہ کی تفصیل کے بعد حضرت اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی بشارت ہے اس لئے کچھ اہل اسلام بھی حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دیتے ہیں لیکن جمہور اہل اسلام جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح اللہ مانتے ہیں ان کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا أنا ابن الذبيحين یعنی میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں صححه ابن الجوزي علامہ ابن جوزی نے اس کی تصحیح کی اور ایک اعرابی نے حضور کو یا ابن الذبيحين کہہ کر پکارا تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا أخرجه الحاكم جب لوگوں نے حضور اقدس ﷺ سے ابن الذبيحين کی وجہ دریافت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک ذبیح تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جو ہمارے آبائے کرام میں سے ہیں اور دوسرے ذبیح ہمارے والد ماجد حضرت عبداللہ ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلب نذر پوری کرنے کے لئے انہیں ذبح کرنے چلے تو سو اونٹ کے فدیہ سے ان کی جان بچی اس طرح میں ابن الذبيحين ہوں۔ (تفسیر کبیر) اس روایت سے معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

(۲) حضرت اصمعی نے حضرت ابو عمرو بن العلا سے دریافت کیا کہ ذبیح اللہ

حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں یا حضرت اسحٰق علیہ السلام؟ تو انہوں نے فرمایا اے اصمعی! تمہاری عقل کہاں ہے؟ حضرت اسحٰق علیہ السلام مکہ میں کب تھے وہ تو ملک شام میں تھے مکہ مکرمہ میں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی تھے انہوں نے اپنے باپ کے ساتھ کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی اور قربان گاہ بھی مکہ مکرمہ ہی میں ہے۔ (تفسیر کبیر، معالم التنزیل) ثابت ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَاالْکِفْلِ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ (پارہ ۱۷، رکوع ۶، سورۃ الانبیاء، آیت ۸۵) اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل وہ سب صبر والے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو صابر فرمایا کہ انہوں نے ذبح پر صبر کیا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کو کہیں صابر نہ فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (پارہ ۱۶، رکوع ۷، سورۃ مریم، آیت ۵۴) اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا یعنی وہ وعدہ کے سچے ہیں کہ انہوں نے ذبح پر صبر کرنے کا جو اپنے باپ سے وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرمایا اس لئے تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

(۴) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ (پارہ ۱۲، رکوع ۷، سورۃ ھود، آیت ۷۱) تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی اس آیت کریمہ میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی

بشارت کے ساتھ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے تو اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بارے میں ذبح کا حکم مان لیا جائے تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ذبح کا حکم حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہوا یا بعد میں اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ذبح کا حکم مانا جائے تو صحیح نہیں اس لئے کہ جب ان کی ولادت کی خبر پہلے دی جا چکی ہے تو بیٹے کی پیدائش سے پہلے باپ کے ذبح کا حکم دینا وعدہ الٰہی کے خلاف ہوگا جو باطل ہے اور اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے باپ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لئے ذبح کا حکم مانا جائے تو یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ آیت کریمہ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُکَ (سورۃ الصفت، پارہ ۲۳، رکوع ۷، آیت ۱۰۲) پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا کہا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ذبح کا واقعہ بیٹے کی کم عمری میں ہوا لہٰذا حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دینا صحیح نہیں۔

(۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا کی رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ الصفت، پارہ ۲۳، رکوع ۷، آیت ۱۰۰) یعنی اے میرے پروردگار مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے کہ طلب حاصل محال ہے اگر دعا کے وقت کوئی اولاد ہوتی تو یوں دعا فرماتے کہ پروردگار مجھے دوسری اولاد عطا فرما لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ دعا پہلے بیٹے کے لئے تھی اور سب مفسرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت اسماعیل

علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام سے پہلے پیدا ہوئے۔ (تفسیر کبیر) اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دونوں صاحبزادوں کی پیدائش پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر پہلے کیا اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کا ذکر بعد میں چنانچہ سورۂ ابراہیم میں ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ (سورۂ ابراہیم، پارہ ۱۳، رکوع ۱۸، آیت نمبر ۳۹) تفسیر جلالین میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۹۹ سال تھی اور جب آپ کی عمر ۱۱۲ سال ہوئی تو حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر جب ۱۱۷ برس کی ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی۔

اور تفسیر کبیر میں ہے بعض لوگوں کے نزدیک حضرت اسماعیل علیہ السلام ۹۹ سال اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ۱۱۲ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۶۴ برس ہوئی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی اور حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام ایک سوسترہ سال کی عمر کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں۔

الحاصل ان اقوال میں اگرچہ سال کے تعین میں اختلاف ہے لیکن اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پہلے پیدا ہوئے یعنی ان کی ولادت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ہوئی بلکہ اسی وجہ سے ان کا نام اسماعیل رکھا گیا

جیسا کہ تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اولاد کی دعا کرتے تھے اور کہتے تھے اِسْمَعْ یَا اِیْلُ یعنی اے اللہ تعالیٰ! سن لے اس لئے کہ ایل سریانی زبان میں اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سن لی اور صاحبزادے پیدا ہوئے تو ان کا نام وہی دعا کا جملہ اِسْمَعْ یَا اِیْلُ رکھا گیا جو کثرت استعمال سے اسماعیل ہو گیا اور تورات شریف میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام دعوت ابراہیم ہیں یعنی حضرت ابراہیم کی دعا سے پیدا ہوئے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اسماعیل رکھا کیونکہ عبرانی زبان میں اسماعیل دو لفظوں سے مل کر بنا ہے اسمع اور ایل اسمع کے معنی سننا اور ایل کے معنی اللہ۔ (تکوین اصحاح، ۱۵۔۱۷۔۱۸)

ان دلائل سے آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گیا کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کے متعلق ہے پھر اس کے فوراً ہی بعد ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ سے واقعۂ ذبح کا بیان اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سب سے پہلی اولاد ہیں اور قربانی کے وقت تک بھی اکلوتے ہی رہے اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق آپ حضرت اسحٰق علیہ السلام سے تیرہ سال بڑے تھے اور دوسری روایتوں کے لحاظ سے اٹھارہ (۱۸) یا چھبیس (۲۶) سال بڑے تھے تورات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس بیٹے کی قربانی کا حکم ہوا تھا اس کے بارے میں تصریح تھی کہ وہ اکلوتا ہو اور محبوب ہو۔

(تکوین اصحاح، ص ۲۲ آیت ۱۲)

(۶) حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بشارت سورۂ حجر میں غُلٰمٍ عَلِیْمٍ کے ساتھ ارشاد ہے اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ (سورۂ حجر، پارہ ۱۴ ارکوع ۴، آیت ۵۳) یعنی ہم آپ کو علم والے بچے کی بشارت دیتے ہیں اور سورۂ ذاریات میں ہے کہ فرشتوں نے ان کی ولادت کی بشارت غُلٰمٍ عَلِیْمٍ کے ساتھ دی ارشاد ہے وَ بَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ (سورۂ الذریت، پارہ ۲۶ رکوع، آیت ۲۸) یعنی فرشتوں نے انہیں علم والے بچے کی بشارت دی مگر جس بچے کی قربانی ہوئی اس کی بشارت غُلٰمٍ حَلِیْمٍ کے ساتھ ارشاد ہے فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ (سورۂ الصفت، پارہ ۲۳، رکوع ۷، آیت ۱۰۱) یعنی ہم نے اس کو متحمل مزاج بچے کی بشارت دی ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام صفتِ علم سے متصف (تعریف کیے گئے) ہوئے اور دوسرے صاحبزادے جن کی قربانی ہوئی وہ صفتِ حلم سے متصف (تعریف کیے گئے) ہوئے لہٰذا حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح اللہ قرار دینا صحیح نہیں۔

(۷) سورۂ الصافات کی آیات میں واقعہ ذبح سے پہلے فرمایا فَبَشَّرْنٰہُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ پھر اس کے بعد فرمایا وَ بَشَّرْنٰہُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۂ صفت، آیت ۱۱۲) یعنی دوسری آیت کا پہلی آیت پر عطف (پھیرا) ہے اور معطوف (پھیرا ہوا) و معطوف علیہ (جس پر پھیرا گیا ہو) میں مغائرت ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ ذبح کا واقعہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کے سوا یعنی دوسرے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے متعلق ہے۔

(۸) جو مینڈھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ فدیہ میں ذبح کیا گیا تھا اس کی

سینگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کعبہ مقدسہ میں لٹکائی ہوئی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں یزیدی حملہ سے جل گئی اس کے بارے میں اخبار کثیرہ ہیں۔ (تفسیر کبیر) حضرت شعبی نے فرمایا کہ مینڈھے کی سینگ ہم نے کعبہ مقدسہ میں لٹکی ہوئی دیکھی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابتدائے اسلام میں مینڈھے کا سر اپنی دونوں سینگوں کے ساتھ کعبہ مقدسہ میں لٹکا ہوا تھا جو سوکھا ہوا تھا۔ (تفسیر خازن و معالم التنزیل)

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح اللہ ہوتے تو مینڈھے کی سینگ ملک شام میں ان کی اولاد بنی اسرائیل کے قبضہ میں ہوتی۔

(۹) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل اور ان کی ملت کے متبعین میں قربانی کی متعدد یادگاریں آج تک پائی جا رہی ہیں توراۃ میں ہے کہ جو بچہ اللہ تعالیٰ کی نذر کر دیا جاتا اس کے سر کے بال چھوڑ دیئے جاتے پھر معبد (عبادت خانہ) کے پاس مونڈے جاتے تھے۔ (قضاۃ اصحاح ۱۳۔۱۴) تو مسلمان حج و عمرہ کا احرام باندھتے ہی بال کے مونڈنے، کترنے اور اکھاڑنے سے رک جاتا ہے پھر حج و عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد ہی مونڈاتا یا کترواتا ہے۔

اور توراۃ ہی میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم دینا چاہا تو پکارا اے ابراہیم! تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا میں حاضر ہوں

(تکون اصحاح ۲۲، آیت ۱) تو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھتے ہی پکارتا رہتا ہے لبیک لبیک یعنی میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ اور صاحبزادے کے بدلے جانور ذبح ہوا تو حج قران (☆۴۱) وتمتع کرنے والوں پر اور چند شرطوں کے ساتھ ہر صاحب استطاعت مسلمان پر ہر سال قربانی واجب کی گئی۔ حدیث شریف میں ہے سنة أبيكم ابراهيم یعنی قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (احمد، ابن ماجہ) قربانی کی یہ تمام یادگاریں مسلمانوں میں ہی پائی جاتی ہیں نہ کہ بنی اسرائیل میں اگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قربانی ہوئی ہوتی تو اس کی یادگاریں بنی اسرائیل میں ضرور پائی جاتیں معلوم ہوا کہ ذبیح اللہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور ذبح کا واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کے ساتھ پیش آیا اور بنی اسرائیل صرف بغض وعناد میں ان کے ذبیح ہونے کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۰) اللہ تبارک وتعالیٰ نے ذبح کے واقعہ میں ارشاد فرمایا فَلَمَّا أَسْلَمَا یعنی جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن جھکائی اسلما کا مصدر الاسلام (اسلما اسلام سے بنا ہے) ہے جس کے معنی فرمانبردار ہونا، کسی کی بات ماننا کے ہیں تو ذبح کا حکم دونوں کے مان لینے کو اللہ رب العزت نے اسلما سے تعبیر فرمایا یعنی ان دونوں کو مسلم قرار دیا پھر اس عظیم کارنامہ کے صلہ میں اُن کے وارثین ومتبعین کا نام مسلمان

(☆۴۱) حج کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ افراد، ۲۔ تمتع، ۳۔ قران

صرف حج کا احرام باندھا جانا افراد ہے، میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جانا پھر ۸ ذی الحجہ کو حرم سے حج کا احرام باندھنا تمتع ہے، اور حج وعمرہ دونوں کا احرام میقات سے باندھ کر جانا قران کہلاتا ہے۔ تفصیل حج وعمرہ کی کتابوں مثلاً بہار شریعت حصہ ۶ وغیرہ میں دیکھیں۔ ۱۲ اعظمی

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انسان کا وہ کونسا کام ہے جب وہ کرتا ہے کہ تو انسان پر غالب ہو جاتا ہے؟ ابلیس نے کہا جب وہ خود پسندی میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنے عمل کو بہت اچھا سمجھنے لگتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ میں آپ کو تین چیزوں سے ڈراتا ہوں۔

(۱) وہ عورت جو آپ کے لئے حلال نہیں اس (غیر محرم عورت) سے خلوت نہ کریں کیوں کہ جب کوئی شخص نامحرم عورت سے خلوت کرتا ہے تو میں اس وقت موجود ہوتا ہوں اور اس کو گناہ میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

(۲) جب آپ اللہ کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کریں تو آپ اس کو پورا کیا کریں اس لئے کہ جب کوئی شخص اللہ کے ساتھ کوئی معاہدہ کرتا ہے تو میں اس کے پیچھے پڑ جاتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کو ایفائے عہد سے پھیر دیتا ہوں۔

(۳) اور جب آپ کوئی صدقہ نکالیں تو اسے خرچ کر دیا کریں اس لئے کہ جب کوئی شخص صدقہ نکالے اور خرچ نہ کرے (مستحق کو ادا نہ کرے) تو میں اس کے پیچھے لگ جاتا ہوں یہاں تک کہ میں اسے خرچ کرنے سے پھیر دیتا ہوں۔ پھر ابلیس منہ پھیر کر تین مرتبہ اسے خرابی ہوا سے خرابی ہوا سے خرابی ہو کہتا ہوا چلا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے انسان کو بچنا چاہئے۔

ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لغزش دینے آیا:۔

(۵۶۶) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

رکھا اور یہی اعزازی نام نسلاً بعد نسل چلا آ رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِي هٰذَا (پارہ ۱۷، سورۂ حج، آیت ۷۸) تفسیر جلالین میں ہے أی قبل هذا الکتاب و فی هذا القرآن لہٰذا اس آیت کریمہ کا مطلب و خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب سے پہلے اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا لہٰذا قربانی کے اعزاز میں ملا ہوا خطاب ''مسلمان'' جن کے وارثین و متبعین کا ہوا وہی ذبیح اللہ ہیں اور وہ ذبیح اللہ نہیں ہیں جن کے وارثین و متبعین اپنے آپ کو بنی اسرائیل اور یہود و نصاریٰ وغیرہ دوسرے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

ان دلائل قاہرہ و باہرہ سے یہ مسئلہ روز روشن کی طرح واضح وعیاں ہو گیا کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام و اللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

شیطان زمین میں دھنس گیا:۔

(۵۶۴) امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن جبريل ذهب بإبراهيم إلى جمرة العقبة فعرض له الشيطان فرماه بسبع حصيات فساخ ثم أتى به الجمرة الوسطى فعرض له الشيطان فرماه بسبع حصيات فساخ ثم أتى به الجمرة القصوى فعرض له الشيطان فرماه بسبع حصيات فساخ یعنی جب جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لے کر جمرۂ عقبہ کے پاس گئے تو شیطان سامنے آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں

سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہمارے ایک شیخ نے بیان کیا کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت آیا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب عزوجل سے مناجات فرما رہے تھے فرشتے نے ابلیس سے کہا تجھے خرابی و تباہی ہو تو حضرت موسیٰ سے کیا چاہتا ہے وہ بھی اس حالت میں جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں؟ ابلیس نے کہا میں ان سے وہی چاہتا ہوں جو میں نے ان کے باپ آدم سے چاہا تھا جب وہ جنت میں تھے۔

ابلیس کا حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے سامنے آنا:۔

(۵۶۷) ابن ابی الدنیا ''ذم الغضب'' نامی کتاب میں اور ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں نبیوں میں سے کسی ایک نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو غصہ نہ ہونے کی ذمہ داری دے اور میرے ساتھ میرے درجہ کو پہنچ جائے اور میرے بعد میری قوم میں میرا جانشین بن جائے؟ اس جماعت میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا میں ضمانت دیتا ہوں اس نبی علیہ السلام نے پھر یہ سوال دوبارہ پوچھا تو اسی نوجوان نے جواب دیا میں ضمانت دیتا ہوں اس نبی علیہ السلام نے پھر تیسری بار وہی سوال پوچھا اس مرتبہ بھی اسی نوجوان نے جواب دیا میں ضمانت دیتا ہوں چنانچہ جب ان نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو وہی نوجوان ان کی جگہ پر فائز ہوئے (خلیفہ ہوئے) تو ان کے پاس ابلیس آیا اور ان کو غصہ دلانے کے لئے اور ان سے مدد حاصل کرنے کے لئے کہا تو ایک شخص نے کہا میں اس کے ساتھ جاتا ہوں (میں اس کی مدد کرتا ہوں) پھر

تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر جبرئیل علیہ السلام ان کو جمرۂ وسطی کے پاس لے آئے پھر یہاں بھی شیطان آیا پھر آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا پھر جبرئیل علیہ السلام آپ کو ایک اور جمرہ (جمرۂ اولیٰ) کے پاس لائے پھر شیطان آیا تو پھر آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تم شیطان کو کنکریاں مارتے ہو اور ملت ابراہیم کی اتباع کرتے ہو)۔

شیطان کا حضرت موسیٰ کے سامنے آنا:

(۵۶۵) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' حضرت عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ کہیں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ابلیس ملعون آیا اور اس نے رنگ برنگا لباس یا ٹوپی پہن رکھی تھی (برنس کے معنی وہ لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی اور اس لباس کو بھی کہتے ہیں جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام آتا ہے) جب ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھ دی اور آپ کے پاس آکر کہا السلام علیک یا موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے زندہ نہ چھوڑے تم یہاں کیوں آئے ہو؟ ابلیس نے کہا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی بڑی قدر و منزلت ہونے کی وجہ سے میں آپ کو سلام کرنے کے لئے آیا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا چیز تھی جو میں نے تجھ پر دیکھی تھی؟ ابلیس نے کہا اسی کے ذریعہ میں انسانوں کے دل اچک لیتا ہوں حضرت

دن میری والدہ نے مجھے جنا تھا پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنا سر منڈوایا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو ابلیس (اپنی نامرادی و ناکامی اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر پر) اتنا رویا کہ اس کے رونے کی آواز آسمان اور زمین والوں نے سنی پھر شیطان آسمان کی طرف چڑھا (اس زمانہ میں شیطان کو آسمان پر جانے کی اجازت تھی) اور کہا اے میرے رب! وہ تو مجھ سے بچ نکلے لہٰذا تو مجھے اس پر مسلط ہونے کی اجازت دے دے اس لئے کہ میں ان پر تیری اجازت کے بغیر غالب نہیں آسکتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا میں نے ان کے جسم پر بھی تجھے مسلط ہونے کی اجازت دے دی ہے لیکن ان کے دل پر میں نے تجھے تسلط نہیں دیا چنانچہ شیطان پھر اترا اور آپ کے قدموں کے نیچے ایک پھونک ماری تو آپ کے پیروں سے لے کر سر تک زخم ہی زخم ہو گیا سارا بدن پھوڑا پھوڑا ہو گیا (اور آپ زمین پر گر گئے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ ظاہر ہو گیا آپ کی زوجہ آپ کی خدمت کرتی تھیں ایک دفعہ انہوں نے عرض کیا اے ایوب! علیہ السلام اللہ کی قسم مجھے خدمت اور فاقہ سے بڑی دشواریاں ہو رہی ہیں میں نے اپنا سب قیمتی سامان بیچ کر خرچ کر دیا ہے آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے آپ نے فرمایا تجھے خرابی ہو ہم ستر سال تک نعمتوں میں سرفراز رہے اب صبر کرو تاکہ ہم دکھ میں بھی ستر سال گذار لیں چنانچہ آپ نے اس دکھ اور مصیبت کے امتحان میں بھی ستر سال گذار دیئے)۔

ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف سے خوش ہوتا:

(۵۶۹) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں اور عبداللہ بن احمد ''زوائد

واپس آ کر اس نے ان نوجوان کو خبر دی کہ اس نے کچھ نہیں دیکھا ابلیس پھر آیا اور نوجوان کے پاس کھڑا ہوگیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا (اور غصہ نہیں کیا) اور شیطان ان کے پاس سے چپکے سے کھسک گیا اسی واقعہ کی وجہ سے آپ کا نام ذوالکفل رکھا گیا کیونکہ آپ نے غصہ ظاہر نہ کیا۔

ابلیس کا حضرت ایوب علیہ السلام کے سامنے آنا

ابلیس کی ایذا اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر:-

(۵۶۸) امام احمد ''الزہد'' میں اور ابن ابی حاتم اپنی ''تفسیر'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ شیطان آسمان کی طرف چڑھا اور عرض کیا اے پروردگار! مجھے حضرت ایوب پر مسلط کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے ان کے مال اور اولاد پر مسلط کر دیا لیکن تجھے ان کے جسم پر مسلط ہونے کی اجازت نہیں پس ابلیس آسمان سے نیچے اترا اور اپنے لشکر کو جمع کیا اور اپنی فوج سے کہا مجھے حضرت ایوب پر مسلط کیا گیا ہے اب تم مجھے اپنا تسلط دکھاؤ تو وہ ساری فوج پہلے تو آگ ہوگئی پھر وہ مشرق سے مغرب تک اور مغرب سے مشرق تک پانی پانی ہوگئی پھر ابلیس نے انہیں میں سے ایک گروہ کو حضرت ایوب علیہ السلام کی کھیتی کی طرف بھیجا اور ایک گروہ کو ان کے اونٹوں کی طرف اور ایک گروہ کو ان کی گائیوں کی طرف اور ایک گروہ کو ان کی بکریوں کی طرف۔ اور کہا حضرت ایوب (علیہ السلام) تم سے صبر ہی کے ذریعہ محفوظ رہ سکتے ہیں چنانچہ شیطانوں نے حضرت ایوب علیہ السلام پر یکے بعد دیگرے

الزاہد'' میں طلحہ بن مصرف سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں ابلیس لعین نے کہا مجھے (حضرت) ایوب (علیہ السلام) سے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے میں خوش ہوتا سوائے اس کے کہ جب میں ان کے درد سے کراہنے کو سنتا تو میں جان لیتا کہ میں نے ان کو بڑی تکلیف پہنچائی ہے۔

ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو دھوکہ دینا چاہا:

(۵۷۰) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی سے پوچھا یہ مصیبت آپ لوگوں کو کیسے پہنچی؟ حضرت ایوب علیہ السلام کی اہلیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ابلیس نے کہا تم میرے پیچھے آؤ وہ اس کے پیچھے گئیں تو ابلیس نے ان کو وہ سب چیزیں ایک وادی میں اکٹھا دکھائیں اور کہا تم مجھے صرف سجدہ ہی کر دو تو میں یہ سب چیزیں تمہیں واپس کر دوں گا انہوں نے فرمایا میرے شوہر بھی ہیں میں ان سے اس کی اجازت لے لوں تب سجدہ کروں گی چنانچہ انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو بتایا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا ابھی تک وہ گھڑی نہیں آئی کہ تو جان لے کہ وہ شیطان ہے اگر میں شفایاب ہوا تو تجھے اس کے بدلہ میں سو درّے ماروں گا۔

(۵۷۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام احمد ''الزہد'' میں اور عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس ملعون راستہ میں بیٹھا صندوق کھول کر لوگوں کا علاج کرنے لگا (ایک دن اس سے) حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی نے کہا اے اللہ کے بندے! یہاں پر ایک آدمی

مصیبت پر مصیبت ڈھائی پس کھیتی والا شیطان آپ کے پاس آیا اور عرض کیا اے ایوب! (علیہ السلام) کیا آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا جس نے آپ کی کھیتی پر آگ بھیج دی جس نے اس کو جلا کر راکھ کر دیا پھر آپ کے پاس اونٹوں والا شیطان آیا اور کہا اے ایوب! کیا آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا جس نے آپ کے اونٹوں پر دشمن بھیج دیئے جو لے کر بھاگ گئے پھر گایوں اور بکریوں والا شیطان آیا اور کہا اے ایوب! آپ نے اپنے رب کو نہیں دیکھا جس نے آپ کی بکریوں پر دشمن بھیج دیا جو ان کو لے بھاگ گئے اور اب حضرت ایوب علیہ السلام اپنی اولاد کے لئے اکیلے رہ گئے پھر ابلیس نے آپ کی اولاد کو سب سے بڑے مکان میں جمع کیا ابھی وہ کھانے پینے میں مشغول تھے کہ اچانک ایک ایسی ہوا چلائی جس نے گھر کے ستون اکھیڑ دیئے اور مکان کو ان کے اوپر گرا دیا پھر شیطان حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس ایک لڑکے کی شکل میں آیا اس کے کانوں میں بالیاں تھیں اس نے کہا اے ایوب! (علیہ السلام) آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا اس نے آپ کے بیٹوں کو ایک بڑے مکان میں جمع کیا اور وہ کھانے پینے میں مشغول ہوئے تو اچانک ایک ایسی ہوا چلائی جس نے مکان کے ستون تک اکھیڑ دیئے اور اس کو ان کے اوپر گرا دیا اگر آپ ان کو کھانے پینے اور خون میں لت پت دیکھتے تو آپ کا کیا حال ہوتا؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا تم اس وقت کہاں تھے؟ ابلیس نے کہا اس وقت میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا پھر تم کیسے بچ گئے؟ ابلیس نے کہا بس بچ گیا حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا تو شیطان ہے پھر حضرت ایوب نے فرمایا آج میں اسی حالت و کیفیت میں ہوں جس

ثابت بنانی سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہمیں اطلاع پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے سامنے ظاہر ہوا آپ نے اس پر ہر چیز کا بوجھ لدا ہوا دیکھ کر پوچھا اے ابلیس! یہ بوجھ کیسا ہے جو میں تیرے اوپر دیکھ رہا ہوں؟ ابلیس نے جواب دیا یہ وہ خواہشات ہیں جن کے ذریعہ میں انسانوں کا شکار کرتا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا اس میں میرے لئے بھی کوئی ہے؟ (ان میں سے کسی چیز کی خواہش کر سکتا ہوں۔) ابلیس نے کہا نہیں پھر پوچھا کبھی تو نے میرا بھی شکار کیا ہے؟ ابلیس نے کہا جب کبھی آپ سیر ہو کر کھا لیتے ہیں تو ہم آپ کو نماز اور ذکر الٰہی سے روک دیتے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کے علاوہ بھی کبھی شکار کیا؟ ابلیس نے جواب دیا اس کے سوا کبھی کچھ نہیں کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم اب کبھی بھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھاؤں گا ابلیس نے کہا اللہ کی قسم اب میں بھی کبھی کسی مسلمان کو کوئی نصیحت نہیں کروں گا۔

ابلیس بخیل کا دوست ہے اور فاسق سخی کا دشمن:۔

(۵۷۵) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی شیطان سے اس کی اصل صورت میں ملاقات ہوئی تو فرمایا اے ابلیس! تو مجھے بتا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ تجھے کون پسند ہے اور تیرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسند کون ہے؟ ابلیس نے کہا مجھے سب زیادہ پسند وہ مسلمان ہے جو بخیل ہو اور لوگوں میں سب سے ناپسند وہ فاسق (گناہ گار) ہے جو سخاوت کرتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیسے؟ ابلیس نے

ایسی ایسی بیماری میں مبتلاء ہے تو کیا تم اس کا بھی علاج کرو گے؟ ابلیس نے کہا ضرور کروں گا لیکن شرط یہ ہے کہ اگر میں نے اس کو اچھا کر دیا تو تم صرف اتنا کہہ دینا کہ تو نے اس کو شفا دے دی اس کے علاوہ میں تم سے کوئی اور اجرت نہیں لوں گا تو وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے اس کا ذکر کیا تو حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا تم پر افسوس ہے وہ تو شیطان ہے اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو میں تمہیں سو درّے ماروں گا (کہ تو شیطان کے بہکاوے میں کیوں آئی)۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو ایذا دینے والے شیطان کا نام:

(۵۷۲) ابن ابی حاتم نوف بکالی سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں جس شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایذا پہنچائی اس کا نام مسوط اور ایک نسخہ میں سیوط ہے۔

ابلیس کا حضرت یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) کے سامنے آنا:

(۵۷۳) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت وہیب بن الورد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہمیں خبر پہنچی کہ ابلیس ملعون حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے سامنے ظاہر ہوا اور کہا کہ میں آپ کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا تو جھوٹ بولتا ہے تو مجھے نصیحت نہیں کر سکتا بلکہ تو مجھے انسانوں کے متعلق کچھ خبر دے؟ ابلیس نے کہا ہمارے نزدیک انسانوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) انسانوں کی پہلی قسم تو یہ ہے کہ وہ ہم پر سب سے زیادہ گراں ہیں ہم ان کو گناہ میں مبتلا کر کے خوش ہوتے ہیں پھر وہ وقت نکال کر استغفار اور توبہ کر لیتے ہیں

کہا اس لئے کہ بخیل کا تو مجھے بخل ہی کافی ہے اور فاسق سخی سے میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کو دیکھ کر اسے نہ قبول فرمالے اس کے بعد شیطان یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ اگر آپ یحییٰ نہ ہوتے تو میں آپ کو یہ راز کبھی نہ بتاتا۔

ابلیس کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے ملاقات

حضرت جبریل علیہ السلام نے ابلیس کو تھپڑ مارا:۔

(۵۷۶) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی تو ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ کی ذات تو وہ ہے کہ آپ ربوبیت کے بہت بڑے مرتبہ پر فائز ہیں اس لئے کہ آپ نے بچپن میں جھولے میں کلام فرمایا جبکہ آپ سے پہلے کسی نے جھولے میں کلام نہیں کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ربوبیت وخدائی اور عظمت و بزرگی تو اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے بولنے کی طاقت وقوت بخشی پھر وہی مجھے موت بھی دے گا اور وہی مجھے زندہ فرمائے گا ابلیس نے کہا نہیں نہیں بلکہ آپ ہی تو ہیں جو اپنی ربوبیت وخدائی کے بڑے درجہ پر فائز ہیں کیوں کہ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ ربوبیت وخدائی اور عظمت و بزرگی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو مجھے بھی موت دے گا اور اسے بھی جسے میں نے اللہ کے حکم سے زندہ کیا پھر وہ مجھے بھی زندہ کرے گا ابلیس نے کہا اللہ کی قسم آسمان کے بھی تم ہی معبود ہو اور زمین کے بھی تم ہی خدا ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے

تو وہ ہماری تمام محنت پر پانی پھیر دیتے ہیں پھر ہم دوبارہ انہیں گناہوں میں مبتلا کرتے ہیں تو وہ پھر مبتلا ہو جاتے ہیں اس طرح ہم ان سے کبھی مایوس نہیں ہوتے لیکن ہم اپنا مقصد بھی حاصل نہیں کر پاتے ہم اس قسم کے انسانوں کے گمراہ کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

(۲) انسانوں کی دوسری قسم ہمارے ہاتھوں میں اس گیند (فٹ بال) کی طرح ہے جو تمہارے بچوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے ہم جیسے چاہتے ہیں ان کا شکار کر لیتے ہم ان کے دلوں کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

(۳) انسانوں کی تیسری قسم وہ ہے جو آپ جیسے حضرات کی طرح معصوم ہوتے ہیں ہم ان میں سے کسی پر ذرہ برابر بھی قابو نہیں پا سکتے۔ اس کے بعد حضرت یحیٰی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم نے کبھی مجھ پر بھی قدرت پائی؟ ابلیس نے کہا ایک مرتبہ کے سوا کبھی قدرت نہیں پائی اور وہ اس طرح کہ آپ کھانا کھا رہے تھے تو میں آپ کی اشتہاء (بھوک) بڑھاتا رہا اور آپ نے اپنی خواہش سے زیادہ کھا لیا اس کے نتیجہ میں آپ اس رات سو گئے اور جس طرح آپ نماز کے لئے قیام کیا کرتے تھے اس رات قیام نہ کر سکے۔ حضرت یحیٰی علیہ السلام نے فرمایا اب تو مجھ پر لازم ہو گیا کہ میں اب کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا ابلیس نے کہا اب آپ کے بعد کسی نبی کو میں کبھی نصیحت نہیں کروں گا۔

خواہشات شیطان کا پھندا ہے:۔

(۵۷۴) امام احمد ''الزہد'' میں اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت

ابلیس کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پتھر کے تکیہ پر اعتراض کرنا:

(۵۸۰) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابلیس ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پتھر کا تکیہ لگائے ہوئے تھے اور نیند کا مزہ حاصل کر چکے (بیدار ہو چکے) تھے ابلیس نے آپ سے کہا اے عیسیٰ! کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ آپ کو دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہئے جبکہ یہ پتھر دنیا کے ساز و سامان سے تعلق رکھتا ہے (آپ نے اسے تکیہ کیوں بنا رکھا ہے)۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور پتھر اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا (اے ابلیس!) یہ پتھر دنیا سمیت تیرا ہے۔

ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہاڑ کو روٹی بنانے کی خواہش:۔

(۵۸۱) امام احمد ''الزہد'' میں حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا آپ فرماتے ہیں کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں اگر آپ ایسے مرتبہ پر فائز ہیں تو آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اس پہاڑ کو روٹی بنا دے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے فرمایا کیا سب لوگ روٹی کے سہارے جیتے ہیں؟ ابلیس نے کہا اگر آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ کہتے ہیں (مردہ زندہ کر دیتے ہیں) تو اس مکان سے چھلانگ لگا دیں اس لئے کہ آپ کو فرشتے بچا لیں گے زمین پر نہیں گرنے دیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنے نفس کا تجربہ نہ کروں اس لئے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا رب مجھے

ابلیس کو اپنے پر سے ایک تھپڑ ایسا مارا کہ وہ سورج کی ٹکیہ کے قریب جا گرا پھر ایک دوسرا تھپڑ رسید کیا تو عین حامیہ (گرم چشمہ) کے پاس جا گرا پھر ایک تیسرا تھپڑ مارا تو اسے ساتویں سمندر کی تہہ میں داخل کر دیا اور سمندر میں ایسا دھنسا دیا کہ اس کے کیچڑ کا مزہ چکھا دیا پھر وہ سمندر سے یہ کہتے ہوئے نکلا کسی نے کسی سے ایسی چیز نہیں پائی ہوگی جو میں نے حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام سے پائی (ایسی ذلت وخواری کسی نے کسی سے نہ پائی ہوگی جیسی میں نے حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام سے پائی)۔

ابلیس کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنے کی سازش:۔

(۵۷۷) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت طاؤس علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور کہا اے مریم کے بیٹے! اگر آپ سچے (نبی) ہیں تو اپنے آپ کو اس بلند پہاڑ سے نیچے گرا دیں (اور موت بھی نہ واقع ہو) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھے خرابی وتباہی ہو کیا اللہ تعالیٰ نے انسان سے نہیں فرمایا کہ اے آدم کی اولاد! تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال کر میرا امتحان نہ لے اس لئے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

بندے اللہ کا امتحان نہیں لے سکتے:۔

(۵۷۸) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ابوعثمان علیہ الرحمہ سے راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھ رہے تھے تو آپ کے پاس ابلیس نے آ کر کہا آپ کہتے ہیں کہ تمام چیزیں قضاء وتقدیر الٰہی سے ہوتی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہاں (بے شک ہر چیز تقدیر الٰہی سے ہوتی ہے)

سلامت رکھے گا یا نہیں۔ (☆۴۲)

ابلیس کا حضور ﷺ کے سامنے آنا:۔

(۵۸۲) امام مسلم وامام نسائی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ دعا پڑھتے سنا أَعُوْذُ بِـاللّٰهِ مِنْكَ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں پھر آپ نے فرمایا ألعنک بلعنة الله (میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں) یہ الفاظ حضور ﷺ نے تین بار ارشاد فرمائے پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا گویا کوئی چیز پکڑنا چاہتے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ ہم نے آپ کو نماز میں یہ کہتے سنا جو اس سے پہلے کبھی آپ نے نہیں کہا اور ہم نے آپ کو ہاتھ بڑھاتے دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کا دشمن شیطان آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ وہ اسے میرے چہرے پر ڈالے اس لئے میں نے تین بار کہا أعوذ بالله منک میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا پھر میں نے تین بار ألعنک بلعنة الله (میں تجھ پر اللہ کی

(☆۴۲) فائدہ:- اس کا مطلب یہ نہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں ہوتا بلکہ کبھی عاجزی و انکساری کے طور پر ایسا ہوتا ہے یا وہ یاد الٰہی میں اتنا محو ہوتے ہیں یا اللہ عزوجل کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں تو اس وقت دنیا کی طرف توجہ نہیں ہوتی اسی کو ذہول کہتے ہیں جو منافی علم نہیں ہے اور یہ شانِ نبوت کے خلاف بھی نہیں بلکہ یہی فرق ہے اللہ کے علم اور انبیاء کے علم میں نیز اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ابدی سرمدی ذاتی اور غیر متناہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ذہول بھول چوک نسیان وغیرہا سے پاک ہے اور انبیاء کا علم عطائی ہوتا ہے تفسیر جمل ص ۲۰۵ اور ص ۲۴۷ ج ۲ پر حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین معجزات کا ذکر ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بچوں کو مکتب میں پڑھاتے وقت ان کے والدین جو کھاتے اور جو چھپا کر رکھتے وہ سب بتا دیتے یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم غیب پر بین ثبوت ودلیل ہے وغیرذالک۔ ۱۲ اعظمی

ابلیس نے کہا تو پھر اپنے آپ کو پہاڑ سے نیچے گرائیے اور کہیے کہ اے اللہ! تو نے میرے لئے یہی مقدر فرمایا ہے (اور تو اپنی قدرت کا نمونہ دکھا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ملعون! اللہ تعالیٰ تو بندوں کا امتحان لیتا ہے لیکن بندوں کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا امتحان لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دنیا سے بے رغبتی:

(۵۷۹) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت سعید بن عبد العزیز دمشقی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ و السلام نے شیطان کو دیکھ کر فرمایا یہ دنیا کا بڑا کسان ہے اسی دنیا کی وجہ سے انسان جنت سے نکلا اور اسی کے متعلق جواب دہ ہوگا میں اس کی کسی چیز میں حصہ دار نہیں بنوں گا اور کوئی پتھر اپنے سر کے نیچے (بطور تکیہ) نہیں رکھوں گا اور اس میں رہ کر کبھی نہیں ہنسوں گا یہاں تک کہ میں اس سے واپس چلا جاؤں گا۔

شیطان کے مکر وفریب:۔

ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ابن حلبس یونس بن میسرہ سے راوی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا **إن الشيطان مع الدنيا و مكره مع المال و تزيينه عند الهوىٰ و استمكانه عند الشهوات** یعنی بے شک شیطان دنیا کے ساتھ ساتھ ہے اور مال کے ساتھ اس کا فریب ہے اور خواہش و محبت کے وقت اس کا خوبی دکھلانا ہے اور خواہشات نفس کے وقت غلبہ حاصل کرنا ہے۔

لعنت بھیجتا ہوں) کہا لیکن اس کے باوجود وہ میرے سامنے سے نہ ہٹا پھر میں نے اسے پکڑنا چاہا اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ شیطان صبح تک بندھا ہوتا اور مدینہ منورہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

(۵۸۳) امام بخاری وامام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج رات شیطان میرے سامنے آیا اور مجھے تنگ کرنے لگا تا کہ میری نماز خراب کردے لیکن اللہ نے مجھے اس پر طاقت بخشی میں نے اسے پچھاڑ دیا اور میں نے اسے (مسجد کے) ایک ستون میں باندھنا چاہا تا کہ تم سب صبح اسے دیکھو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ ۝﴾ (پ۲۳، سورہ ص، آیت ۳۵) یعنی اے میرے رب! مجھے بخش دے اور ایسی سلطنت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ تو میں نے اسے ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔ (☆۴۳)

(۵۸۴) امام نسائی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے پاس شیطان آ گیا تو

(☆۴۳) فائدہ:۔ مندرجہ بالا حدیث میں جو قرآنی دعا مذکور ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمائی تھی اس کا مقصد یہ تھا کہ ایسا ملک آپ کے لئے معجزہ ہو اور ہر قسم کے شیاطین آپ کے لئے مسخر کر دیئے گئے تھے جن کو آپ ادب دیتے اور فتنہ وفساد سے روکنے کے لئے زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑوا کر قید کر دیتے تھے شیاطین آپ کے حکم سے حسب مرضی عجیب وغریب عمارتیں تعمیر کرتے اور آپ کے لئے سمندر سے موتی نکالتے دنیا میں سب سے پہلے سمندر سے آپ ہی نے موتی نکلوائے مذکورہ بالا آیت کا بھی یہی مفہوم ہے چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ وتبعیت میں ہر قسم کے شیاطین وجنات تھے اس لئے نبی کریم ﷺ نے شیطان کو گرفتار نہ فرمایا تا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ خصوصیت باقی رہے۔۱۲ اعظمی

آپ نے اس کو پکڑ کر نیچے دبوچ دیا اور اس کا گلا دبا دیا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں یہاں تک کہ (گلا دبانے کی وجہ سے) میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر محسوس کی اگر سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو یہ صبح کو بندھا ہوا ہوتا یہاں تک کہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔

(۵۸۵) امام احمد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر صبح کی نماز (فجر) ادا فرما رہے تھے اور تلاوت فرمائی تو آپ پر قرأت (تلاوت) میں اشتباہ (شبہ) ہو گیا جب اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم لوگ مجھے اور ابلیس کو دیکھتے تو میں اسے اپنے ہاتھ سے نیچے گرا دیتا اور اس وقت تک اس کا گلا دبائے رکھتا یہاں تک کہ میں اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنے انگوٹھے اور اس سے متصل (شہادت کی) انگلی میں پالیتا اور اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو وہ صبح کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں بندھا ہوتا اور مدینہ منورہ کے بچے اس سے کھیلتے۔

(۵۸۶) عبد بن حمید اور ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں شیطان میرے پاس سے گذرا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کا گلا دبا دیا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ میں محسوس کی شیطان نے کہا آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی، آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی (تو میں نے چھوڑ دیا) اور اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا نہ کی ہوتی تو صبح کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں بندھا ہوتا اور مدینہ منورہ کے بچے اسے دیکھتے۔

(۵۸۷) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں عبد بن حمید حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا آج میری رات کی نماز میں ایک شیطان میرے سامنے آیا گویا کہ وہ ایسا (شگوفہ) ہے تو میں نے اسے پکڑ کر صبح تک قید کرنا چاہا لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔

(۵۸۸) ابن مردویہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ دروازے کے پیچھے شیطان موجود ہے تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کا گلا دبا دیا اور اتنی دیر تک دبائے رکھا کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک میں نے اپنے ہاتھ میں محسوس کی اگر میرے عبد صالح (حضرت سلیمان علیہ السلام) نے دعا نہ کی ہوتی تو بقیع میں صبح تک بندھا ہوتا اور لوگ اسے دیکھتے۔ (☆۴۴)

ابلیس کا چار مرتبہ رونا:۔

(۵۸۹) ابوالشیخ "کتاب العظمۃ" میں اور ابونعیم "الحلیہ" میں شیخ التفسیر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ رویا۔

(۱) پہلی بار اس وقت رویا جب اسے ملعون قرار دیا گیا۔

(۲) دوسری بار اس وقت رویا جب اسے آسمان سے اتارا گیا۔

(۳) تیسری بار اس وقت رویا جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔

(☆۴۴) ان روایات سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا یہ واقعہ متعدد بار پیش آیا ہے۔ (مترجم)

(۴) چوتھی بار اس وقت رویا جب سورۂ فاتحہ نازل کی گئی۔

(۵۹۰) ابن الضریس شیخ التفسیر حضرت مجاہد علیہ الرحمہ ہی روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ یعنی سورۂ فاتحہ نازل ہوئی تو ابلیس پر بہت بڑی بلاء ٹوٹ پڑی اور بہت زیادہ رویا اور اس نے بہت زیادہ کمزوری محسوس کی۔

ابلیس کو حضور ﷺ کی تلاش:۔

(۵۹۱) ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ مبعوث فرمائے گئے تو صبح کو سارے بت اوندھے پڑے تھے تو تمام شیاطین نے ابلیس کے پاس آ کر خبر دی تو ابلیس نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی نبی مبعوث ہوا ہے لہٰذا تم اسے تلاش کرو شیطانوں نے کہا ہم نے تلاش کر لیا ہمیں نہیں ملا، ابلیس نے کہا اچھا میں خود تلاش کرتا ہوں چنانچہ وہ خود تلاش کرنے نکلا اور حضور ﷺ کو مکہ مکرمہ میں پالیا تو ابلیس وہاں سے نکل کر شیطانوں کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے اس نبی کو پالیا ہے اس کے ساتھ جبرئیل بھی (بطور محافظ) ہیں۔

حضور ﷺ کی گردن دبانے کا ناپاک وناکام منصوبہ:۔

(۵۹۲) ابن ابی الدنیا اور طبرانی ''اوسط'' میں اور ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں سجدہ میں تھے کہ اسی حالت میں ابلیس آ گیا اور اس نے حضور ﷺ کی گردن مبارک کو روندنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے ایک

ایسی پھونک ماری کہ اس کے قدم نہ ٹک سکے یہاں تک کہ وہ اردن میں جا گرا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ابلیس کو اٹھا پھینکا:

(۵۹۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں کہ ابونعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیاطین نزول وحی کے وقت وحی کو سنا کرتے تھے مگر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو شیاطین کو اس سے روک دیا گیا تو شیاطین نے ابلیس سے اس بات کی شکایت کی تو ابلیس نے کہا یقیناً کوئی بہت بڑا امر ظاہر ہوا ہے پھر وہ مکہ معظمہ کے پہاڑ جبل ابوقبیس پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں کہنے لگا میں ابھی جاتا ہوں اور ان کی گردن مروڑ دیتا ہوں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں آ گئے اور اس کو ایک ایسا دھکا مارا کہ بہت دور پھینک دیا۔

آگ لے کر حضور ﷺ کا پیچھا کرنے والا شیطان اور اس سے بچنے کی دعائے جبرئیل علیہ السلام:

(۵۹۴) امام مالک مؤطا میں حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو حضور ﷺ نے ایک سرکش جن کو دیکھا جو آگ کا شعلہ لیے حضور اقدس ﷺ کو تلاش کر رہا تھا جب بھی رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوتے وہ نظر آتا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کیا میں آپ کو وہ کلمات نہ سکھا دوں کہ آپ اسے پڑھ لیں تو اس کا شعلہ بجھ جائے اور اس کے گوشت کا ٹکڑا گر جائے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں کیوں

نہیں ضرور بتاؤ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آپ یہ دعا پڑھیں!

أَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّ لَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ ○

یعنی اللہ کریم کی اور اس کے ان کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیک اور کوئی بد تجاوز وسبقت نہیں کر سکتا اس شر سے جو شر آسمان سے اترتے یا آسمان میں چڑھتے ہیں اور زمین میں ہر داخل ہونے والے اور زمین سے نکلنے والے شر سے اور رات و دن کے فتنوں کے شر سے اور رات و دن کے چوروں کے شر سے مگر بھلائی لانے والے کی بھلائی سے اے بڑے مہربان (اللہ!)۔

حضور ﷺ کے خلاف شیطان کا کفار مکہ کو بھڑکانا:۔

(۵۹۵) ابن اسحاق ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب ہم نے لیلۃ العقبہ (منیٰ کی ایک گھاٹی جہاں بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا) میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو شیطان نے عقبہ کی چوٹی سے بلند آواز سے ایسی چیخ ماری کہ میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی وہ کہہ رہا تھا اے اونٹنیوں (شہر مکہ) والو! کیا تمہارے یہاں مذمم (مذمم کے معنی مذموم کے ہوتے ہیں کفار حضور ﷺ کو محمد ﷺ کہنے کے بجائے بگاڑ کر مذمم کہتے تھے) اور اس کے ساتھ بے دین ہیں جو تمہارے ساتھ جنگ کے لئے جمع ہو گئے ہیں۔ (تم لوگ اس کو قابو نہیں کر سکتے) تو رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ازب العقبہ (شیطان کا نام) جو ازیب العقبہ کا بیٹا ہے اس کی آواز ہے پھر شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا اے ازب العقبہ! اے اللہ کے دشمن! میری بات غور سے سن میں بھی تم سے ضرور نمٹوں گا۔

حضور ﷺ کے قتل کی سازش میں شیخ نجدی کی شرکت:۔

(۵۹۶) ابن اسحاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم و بیہقی دونوں "دلائل النبوۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کے تمام قبیلوں کے سردار "دار الندوۃ" میں جمع ہوئے اور ابلیس لعین بھی بوڑھے بزرگ کی شکل میں ان کے پاس پہنچ گیا جب سرداران قریش نے اس کو دیکھا تو پوچھا تم کون ہو؟ ابلیس نے کہا میں نجد کے علاقہ کا ایک بوڑھا آدمی ہوں جس مقصد کے لئے تم لوگ جمع ہوئے ہو وہی سن کر میں نے بھی تمہارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ کیا اور تم مجھ سے یقیناً بڑی اہم رائے اور نصیحت ہی حاصل کرو گے سرداران قریش نے کہا بہت اچھا تم بھی اس مجلس میں شریک ہو جاؤ چنانچہ شیطان بھی ان کے ساتھ (دار الندوۃ میں) داخل ہو گیا پھر سب نے کہا تم اس شخص (حضور ﷺ) کے متعلق خوب غور کر لو اللہ کی قسم وہ عنقریب اپنے معاملہ کے ذریعہ تمہارے کاموں پر غالب آجائے گا تو ایک سردار نے کہا اس (حضور ﷺ) کو مضبوط باندھ دو اور خوب تکلیف دیتے رہو یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے جس طرح اس سے پہلے کے شعراء ہلاک ہو گئے مثلاً زہیر و نابغہ وغیرہما اس لئے کہ وہ بھی انہیں کی طرح ہے تو اللہ کے دشمن نجدی شیخ (ابلیس) نے کہا اللہ کی قسم یہ کوئی رائے نہیں اللہ کی قسم اس (حضور ﷺ) کی خبر قید خانہ سے نکل کر اس کے صحابہ تک

پہنچ جائے گی تو وہ بہت جلد تم پر حملہ کر کے اسے تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لیں گے پھر وہ لوگ تمہیں تمہارے مقصد میں روک دیں گے تو میں اس کی ضمانت اور رائے نہیں دیتا کہ وہ تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں لہٰذا اس رائے کے علاوہ کوئی اور رائے سوچو چنانچہ ایک اور سردار نے کہا اس (حضور ﷺ) کو اپنے علاقہ سے نکال کر اس سے چین و سکون حاصل کر لو اس لئے کہ جب یہ یہاں سے نکل جائے گا تو پھر وہ جو کچھ بھی کرے اور جہاں رہے اس سے تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہ ہوگا اور جب اس کی تکلیف تم سے دور ہو جائے گی تو تم اس سے راحت و آرام پا جاؤ گے اور اس کی شرارت دوسروں کے سامنے ہوگی۔ تو شیخ نجدی (ابلیس لعین) پھر بولا اللہ کی قسم تمہاری یہ رائے بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی کیا تم نے اس (محمد ﷺ) کے کلام کی حلاوت و شیرینی اور اس کی زبان کی فصاحت نہیں دیکھی۔ اور کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کی بات سننے والوں کے دلوں پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟ خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دوسرے علاقوں کے لوگوں میں اپنی دعوت شروع کر دے گا اور وہ عرب اس کی دعوت اسلام پر لبیک کہیں گے اور اس کے گرویدہ ہو جائیں گے اور پھر وہ ان کو لے کر تم پر چڑھ آئے گا اور تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دے گا اور تمہارے سرادروں کو قتل کر دے گا (ابلیس کی اس بات کو سن کر) سب سرداروں نے کہا اللہ کی قسم اس شیخ نجدی نے درست کہا لہٰذا اس کے سوا کوئی اور طریقہ سوچو تو ابو جہل (ملعون) نے کہا اللہ کی قسم میں بھی تمہیں ایک ایسی رائے دیتا ہوں جو میری سمجھ میں آ رہی ہے تم اس پر غور کر لو اس سے بہتر کوئی رائے نہیں ہو سکتی ہے سرداران قریش نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابو جہل نے کہا ہم ہر قبیلہ سے ایک ایک درمیانہ قسم

کے نوجوان لیتے ہیں پھر ان میں سے ہر ایک کو تیز ترین تلواریں دے دیتے ہیں یہ سب اس (حضور ﷺ) کو ایک ہی آدمی کے وار کی طرح تلوار مار کر ختم کر دیں جب تم اسے قتل کر دو گے تو اس کا خون تمام قبیلوں میں پھیل جائے گا (بدلہ لینے پر آمادہ ہوگا) مجھے یقین ہے کہ بنو ہاشم کا یہ قبیلہ تمام قریشیوں سے جنگ کرنے پر قادر نہ ہوگا اور اگر انہوں نے ہم سے جنگ کا ارادہ بھی کیا تو تم لوگ دیت (خون بہا، جرمانہ) کے ضامن بن جانا اور ہم اس کی ایذا سے محفوظ ہو جائیں شیخ نجدی ملعون نے کہا اللہ کی قسم یہی تو رائے ہے اور جو بات اس جوان نے کہی اس کے علاوہ اور کوئی رائے نہیں ہو سکتی (میری بھی یہی رائے ہے) پھر اسی رائے پر متفق ہو کر منتشر ہو گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج آپ اپنی اس آرام گاہ میں آرام نہ فرمائیں جہاں آپ آرام فرماتے ہیں اور حضور ﷺ کو کفار کے مکر و فریب سے آگاہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت ہجرت کا حکم بھی فرما دیا۔

ابلیس کی جنگ بدر میں سراقہ کی صورت میں شرکت اور فرار:۔

(۵۹۷) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس شیطانوں کی فوج میں شامل ہو کر جنگ بدر میں آیا اور اس کے ساتھ ایک جھنڈا تھا یہ شیاطین قبیلہ مدلج کے آدمیوں کی شکل میں تھے اور شیطان (ابلیس) سراقہ بن مالک بن جعشم کی شکل میں تھا شیطان نے کہا آج ان مسلمانوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں آئے گا اور میں تمہارا مددگار و ذمہ دار ہوں اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام شیطان کی طرف

متوجہ ہوئے جب شیطان نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اس وقت اس کا ہاتھ ایک مشرک (حارث بن ہشام) کے ہاتھ میں تھا شیطان نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور پیٹھ دیکھا کر بھاگا اور اس کی شیطانی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی تو اس آدمی (حارث) نے پکارا اے سراقہ! تو تو ہمارا ضامن و مددگار بنا تھا؟ (تو بھاگ کیوں رہا ہے۔) شیطان نے کہا مجھے وہ نظر آتا ہے جو تمہیں نظر نہیں آتا اور یہ کیفیت اس وقت ہوئی جب اس نے فرشتوں کو دیکھ لیا ﴿إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ وَ اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ O﴾ (پ۱۰ سورۂ انفال آیت ۴۸) میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

جنگ بدر میں ابلیس کی بدحواسی:۔

(۵۹۸) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں طبرانی اور ابونعیم حضرت رفاعہ بن رافع انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں جب ابلیس نے جنگ بدر میں فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مشرکین کو قتل کررہے ہیں تو خوف کے مارے قتل ہونے سے جان چھڑا کر بھاگنے لگا تو حارث بن ہشام (ابوجہل) اس کو سراقہ بن مالک سمجھ کر چمٹنے لگا لیکن ابلیس نے ابو جہل کے سینہ میں ایسا گھونسا (مکا) مارا کہ اس کو نیچے گرادیا اور وہاں سے بھاگتا ہوا نکلا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیا (چھلانگ ماردی) اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگنے لگا اَللّٰهم إني أسئلك نظرتك إياى یعنی اے اللہ! میں تجھ سے خاص کر اپنے لئے تیری دی ہوئی مہلت مانگتا ہوں۔

(۵۹۹) عبدالرزاق حضرت معمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ

کفار نے بیان کیا کہ وہ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد سراقہ بن مالک کے پاس گئے (اور اس کا ہاتھ چھڑا کر بھاگنے کا الزام لگایا) تو اس نے اس سے انکار کردیا کہ میں نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی ہے۔ (☆۴۵)

جنگ احد میں شیطان نے حضور ﷺ کے قتل کا جھوٹا اعلان کیا:۔

(۶۰۰) ابن جریر حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں جب محمد ﷺ کے اصحاب کمزور پڑ گئے تو ایک ندا دینے والے نے ندا دی کہ سنو محمد ﷺ کو قتل کردیا گیا ہے لہٰذا تم اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ) اور ''طبقات ابن سعد'' کے الفاظ یہ ہیں (نادی ابلیس) یہ ندا ابلیس نے دی تھی۔

(۶۰۱) ابن جریرؒ ابن المنذرؒ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت سعید بن جبیر سے اور بزار وطبرانی سعید بن جبیر سے بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں سورۂ والنجم تلاوت فرمائی جب اس مقام پر پہنچے ﴿أَفَرَأَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى O وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى O﴾ (پ۲۷، سورۂ والنجم، ۱تا۲۰) تو شیطان نے حضور ﷺ کی زبان مبارک

(☆۴۵) فائدہ:- اس واقعہ کا بیان سورۂ انفال کی آیت نمبر ۴۸ اور اس کی تفسیر میں مذکور ہے اور تفسیر ''خزائن العرفان'' میں ہے کہ جب کفار شکست کھا کر مکہ مکرمہ پہنچے تو انہوں نے یہ مشہور کردیا کہ ہماری شکست کا سبب سے بڑا سبب سراقہ ہوا یہ خبر جب سراقہ کو پہونچی تو اسے حیرت ہوئی اور اس نے کہا یہ لوگ کیا کہتے ہیں نہ مجھے ان کے آنے کی خبر ہے نہ جانے کی تو قریش نے کہا کہ فلاں فلاں دن تو ہمارے پاس آیا تھا سراقہ نے قسم کھائی کہ یہ غلط ہے تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ شیطان تھا-۱۲ اعظمی

پر القاء کردیا **تلک الغرانیق العلی و إن شفاعتهن ترتجی** یعنی وہ مقرب بت ہیں اور بے شک ان کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔ تو مشرکین اس بات سے خوش ہوئے اور کہا اس سے پہلے انہوں نے ہمارے بتوں کی تعریف نہیں کی یہ آیت تلاوت فرما کر سجدہ فرمایا تو مشرکوں نے بھی سجدہ کیا پھر اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا جو آپ نے پڑھا وہ سنایئے جب حضور ﷺ اس مقام پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ آپ کا کلام نہیں ہے یہ شیطان کا کلام ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (پ ۱۷، سورۃ حج، آیت ۵۲) یعنی اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب ہی پر یہ واقعہ گذرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتوں کو پکی کر دیتا ہے۔

فائدہ جلیلہ:۔ اس موقعہ پر مشرکین نے یا تو اپنے بت لات و عزی کا ذکر سن کر سجدہ کیا یا حضور ﷺ سے ذکر الٰہی سن کر ایسا مرعوب ہوئے کہ سجدہ میں گر گئے اور اشعۃ اللمعات وغیرہ میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ اس موقعہ پر شیطان نے حضور ﷺ کی طرح آواز بنا کر مشرکین کے بتوں کی تعریف کی یا خود حضور ﷺ کی زبان مبارک پر بلا قصد ان کے بتوں کا نام آ گیا تو مشرکین نے سمجھا کہ حضور ﷺ ہمارے دین میں آ گئے تو

اس شکرانہ میں انہوں نے سجدہ کیا بہر حال اس سے واضح ہوا کہ مسلمانوں نے سجدۂ تلاوت کیا اور مشرکین نے غلط فہمی میں سجدۂ شکر کیا لیکن آپ کی زبان اقدس پر بتوں کی تعریف کی روایت باطل محض ہے اور شیطان کا اپنی آواز کو حضور ﷺ کی آواز کی طرح آواز بنا کر بتوں کی تعریف کرنے کو بھی صاحب لمعات محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور صاحب مرقات ملا علی قاری علیہما الرحمہ نے باطل فرمایا ہے اور اسے مورخین کی اختراع و ایجاد قرار دیا نیز اس واقعہ کو محدثین کرام نے نہیں ذکر کیا بلکہ علمائے کرام نے **اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ** کی تفسیر میں شیطان کا آواز بنانے کا واقعہ ذکر کیا جس کا باطل وغلط اور مہمل ہونا آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ واضح ہے اولاً اس قصہ اور اس کی تفصیلات میں سخت اختلاف و انتشار ہے بتوں کی تعریف میں جو الفاظ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ تقریباً ہر روایت دوسری سے مختلف ہے پھر اس پر جو حاشیے چڑھائے گئے اور اس کی توجیہیں ذکر کی گئیں ہیں وہ بھی ایک دوسرے سے متعارض و متناقض ہیں مثلاً۔

(۱) (معاذ اللہ) دوران وحی یہ الفاظ شیطان نے آپ پر القا کر دئے تھے اور آپ نے سمجھا یہ بھی حضرت جبرئیل لائے ہیں۔

(۲) آپ کو اونگھ آ گئی تھی اور اس حالت میں یہ الفاظ نکل گئے۔

(۳) آپ نے یہ الفاظ قصداً استفہام انکاری کے طور پر کہے تھے۔

(۴) شیطان نے یہ الفاظ کفار کو آپ کے لہجہ میں سنا دیا اور سمجھا گیا کہ یہ الفاظ آپ ﷺ نے ادا کئے ہیں۔

(۵) اس سلسلے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ الفاظ کہنے والا مشرکین میں سے کوئی شخص تھا۔

(۶) حضور ﷺ کی تمنا تھی کہ قرآن کریم میں کوئی ایسی بات نازل ہو جائے کہ جس سے اسلام کے خلاف کفار کی نفرت ختم ہو جائے تو یہ الفاظ (معاذ اللہ) اسی خواہش کے زیر اثر سہواً آپ کی زبان سے ادا ہو گئے ہم نے اوپر مذکورہ واقعہ کے متعلق چھ روایتیں نقل کیں جو سب کی سب ایک دوسرے کے متعارض ہیں جو اس واقعہ کے لغو و باطل ہونے پر بین ثبوت ہیں۔

حضور ﷺ کے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ اپنی خواہش کے مطابق قرآن کریم میں کچھ ملا دیں یا یہ خواہش فرمائیں کہ وحی الٰہی میں کوئی ایسی بات نازل ہو جائے جس سے کفار راضی و خوش ہو جائیں کیونکہ خود رب تبارک و تعالیٰ آپ کی صفائی بیان فرما رہا ہے!
﴿وَ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى ۝﴾ (سورۂ نجم، پارہ ۲۷، آیت ۳-۴) اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر جو انہیں وحی کی جاتی ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ وہی بیان فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے امام اہلسنّت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو سہو ہو جائے اور آپ کی زبان مبارک سے تلاوت وحی کے وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف الفاظ جاری ہو جائیں یا وحی ایسے غیر محفوظ

اور مشتبہ طریقے سے آئے کہ حضرت جبرئیل امین کے ساتھ شیطان بھی آپ پر کوئی لفظ القاء کر جائے یا آپ کو وحی کے وقت اونگھ آ جائے یہ سب کے سب صرف مذکورہ آیت ہی نہیں بلکہ بیسیوں آیتوں کے خلاف ہیں اور یہ سب باتیں آیات قرآنیہ کی کھلی مخالفت کر رہی ہیں لہٰذا واقعہ مذکورہ کے باطل و لغو ہونے میں کوئی شبہ بھی نہ رہا اور جب یہ قصہ ہی باطل ہے تو اس میں توجیہات کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اسی وجہ سے محققین علماء و مفسرین نے اس قصہ کے باطل ہونے پر بے شمار دلائل عقلیہ و نقلیہ قائم فرما کر اس کی تردید فرمائی چنانچہ امام رازی قاضی ابوبکر اور علامہ آلوسی جیسے بلند پایہ مفسرین نے بھی اس پر مفصل بحث کر کے اس واقعہ کی تردید فرمائی۔

علامہ ابن کثیر نے فرمایا یہ قصہ جتنی سندوں سے مروی ہے سب مرسل و منقطع ہیں مجھے یہ قصہ کسی صحیح متصل سند سے نہیں ملا۔

علامہ بیہقی نے فر[illegible] نقل یہ قصہ ثابت ہی نہیں۔

ابن اسحاق کا قول [illegible] ماتے ہیں کہ [illegible] زنادقہ (ملحدوں، بددینوں) کا گڑھا ہوا ہے۔

علامہ قاضی عیا[illegible] ے ہیں یہ قصہ کسی صحیح متصل بے عیب سند کے ساتھ ثقہ راویوں سے منقول نہیں۔

علامہ بیضاوی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ قصہ محققین کے نزدیک مردود ہے۔
(تفسیر مظہری سورۂ حج)

علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے القاء کی روایت باطل محض ہے بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ خیال کرنا کہ شیطان نے حضور ﷺ کے

لہجہ میں یہ الفاظ پڑھ دیئے تھے یہ بھی باطل ہے کیونکہ جب شیطان کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ وہ خواب میں حضور ﷺ کی صورت اختیار کر کے کسی کو دکھائے کہ سرکار کائنات ﷺ کا ارشاد ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا جب خواب کی حالت میں یہ ناممکن ہے جبکہ آدمی نیند کی حالت میں مکلف نہیں رہتا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ شیطان کسی کو عالم بیداری میں نبی ﷺ کی آواز کے مثل آواز میں کچھ سنا دے علامہ عینی فرماتے ہیں **ھذا من المحال الذی لایقبلہ** یعنی قلب مؤمن میں یہ بات محال ہے جسے کسی مؤمن کا دل قبول نہیں کرسکتا۔ (عینی، ص ۵۱۰، ج ۳) غرض اس واقعہ کی نقل میں ضعف اور روایات میں اضطراب سندوں میں انقطاع (درمیان سند سے کچھ راوی حذف ہیں) اور الفاظ واقعہ میں شدید اختلاف ہے پھر ان سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ یہ واقعہ قرآن کریم کی آیات واضحہ کے خلاف ہے اب رہا یہ سوال کہ جب مشرکین نے بتوں کی تعریف میں نہیں کرتے گئے سنے تو پھر وہ سجدے میں کیوں گر گئے؟ تو اس کا جواب صحاح کی حدیث ﷺ وہی بیان ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جس نے سجدہ نہ کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کافر ہی رہا اور کفر ہی پر مارا گیا۔ (بخاری)

معلوم ہوا کفار کا یہ سجدہ ان کے لئے باعث برکت ہوا اور جس نے سجدہ نہیں کیا تو عذاب میں مبتلاء ہوا اور کفر ہی کی حالت میں قتل کیا گیا جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کفار کا یہ سجدہ بتوں کی تعظیم کے لئے نہ تھا بلکہ حضور ﷺ کی اتباع میں تھا پھر اس موقعہ پر کفار کا سجدے میں گر جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ قرآن کریم کا انداز

بیان اور اس کی تاثیر اور وحی کی عظمت و ہیبت پھر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اس کا ادا ہونا یہ سب امور ایسے تھے کہ مجمع پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہوگئی ہوگی جیسا کہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو مشرکین کے بچے، عورتیں قرآن سن کر متاثر ہوجاتے تھے تو یہی کیفیت حضور ﷺ کے تلاوت فرمانے اور سجدہ فرمانے میں طاری ہوجائے تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

شیطان سے وحی کی حفاظت کے لئے فرشتوں کا پہرا:۔

(۶۰۲) عبد بن حمید اور ابن جریر اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ م بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا۝﴾ (پ ۲۹، سورۂ جن، آیت ۲۷) یعنی اللہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی طرف جب فرشتہ وحی کے ساتھ بھیجا جاتا تو اس فرشتہ کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی ہوتی جوان کے آگے پیچھے پہرا دیتی کیونکہ شیطان فرشتہ کی صورت میں ان کو اشتباہ دے سکتا ہے۔

ابلیس کی دین میں شک ڈالنے کی ناکام کوشش:۔

(۶۰۳) امام بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک انتہائی بدصورت آدمی آیا جس کے کپڑے بھی بہت ہی گندے تھے اور حد درجہ بدبودار

تھا اور اتنا اجڈ (گنوار) تھا کہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے پھلانگتے نبی کریم ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور سوال کیا آپ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے پھر پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے، کہا زمین کو کس نے پیدا کیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے، اس نے پھر پوچھا اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات (اس سے) پاک ہے اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا پھر آپ نے اپنی پیشانی پکڑ لی اور اپنا سر جھکا لیا تو وہ شخص اٹھ کر چلا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ ہم نے اس کو تلاش کیا لیکن وہ تو ہوا ہو چکا تھا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ابلیس تمہارے پاس تمہارے دین کے بارے میں شک میں مبتلا کرنے آیا تھا۔

شیطان حضرت عمرؓ سے کانپتا ہے:۔

(۶۰۴) امام بخاری وامام مسلم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا **إیه یا إبن الخطاب و الذی نفسی بیده مالقیک الشیطان سالکا فجا إلا سلک فجا غیر فجک** یعنی اے خطاب کے بیٹے! چھوڑو کوئی اور بات کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تم کسی راستہ پر چلتے ہو تو شیطان وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

(۶۰۵) امام ترمذی وامام نسائی حضرت بریدہؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **إن الشیطان لیخاف منک یا عمر!**

اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔

(۶۰۶) امام ترمذی وامام نسائی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **إنی لأنظر إلی شیاطین الإنس و الجن قد فروا من عمر** یعنی میں جن وانس کے شیطانوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں۔

(۶۰۷) ابن عساکر ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **مالقی الشیطان عمر منذ أسلم إلا خرّ لوجهه** یعنی عمر کے مسلمان ہونے کے بعد جب بھی شیطان عمر سے ملا تو منہ کے بل گر گیا ہے۔

حضرت عمارؓ نے شیطان کو پچھاڑ دیا:

(۶۰۸) ابن سعد اور ابن راہویہ اپنی "مسند" میں اور ابن ابی الدنیا "مکائد الشیطان" میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنوں اور انسانوں سے قتال کیا ہے پوچھا گیا (جن سے) کس طرح جنگ کی تھی؟ حضرت عمارؓ نے فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم ایک منزل پر اترے اور میں نے اپنا مشکیزہ اور ڈول پانی لینے کے لئے اٹھایا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا عمار! سنو تمہارے سامنے پانی کے پاس کوئی شخص آئے گا جو تمہیں پانی لینے سے روک دے گا چنانچہ جب میں کنوئیں کے سرے پر پہنچا تو ایک کالا

شخص نظر آیا گویا کہ وہ گھوڑا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم آپ اس کنوئیں سے ایک ڈول بھی پانی کا نہیں لے سکتے تو میں نے اسے پکڑ لیا اور اس نے مجھے پکڑ لیا (ہم آپس میں گتھم گتھا ہو گئے) میں نے اسے چت کر دیا پھر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس سے اس کی ناک اور منہ توڑ دیئے پھر اپنا مشکیزہ بھرا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا حضور ﷺ نے پوچھا کیا پانی پر تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں پھر میں نے آپ کو سارا واقعہ سنا دیا پھر حضور ﷺ نے پوچھا تم جانتے ہو وہ کون تھا۔؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

(۶۰۹) ابوالشیخ ''کتاب العظمۃ'' میں اور ابو نعیم ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ عمار بن یاسر ؓ نے حضور ﷺ کے زمانہ میں جنوں اور انسانوں سے قتال کیا حضرت علی ؓ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے جن سے کس طرح جنگ کی؟ حضرت علی ؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو حضور ﷺ نے حضرت عمار ؓ سے فرمایا جاؤ اور ہمارے لئے پینے کا پانی لاؤ چنانچہ وہ چل پڑے اور شیطان ایک کالے آدمی کی صورت میں سامنے آیا اور عمار اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا چنانچہ وہ دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور حضرت عمار ؓ نے اس کو چت کر دیا شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہارے اور پانی کے درمیان رکاوٹ نہ بنوں گا چنانچہ حضرت عمار ؓ نے اسے چھوڑ دیا لیکن

شیطان نے پھر انکار کر دیا تو حضرت عمار ؓ نے پھر اسے چت کر دیا تو شیطان نے پھر اسی طرح منت سماجت کی تو حضرت عمار ؓ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا پھر شیطان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے عمار اور پانی کے درمیان کالے غلام کی شکل میں حائل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے عمار کو اس پر غلبہ عطا فرما دیا حضرت علی ؓ فرماتے ہیں پھر ہم عمار سے ملے اور ان سے پوچھا اے ابوالیقظان! تم تو (شیطان پر) غالب آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے (اس کے متعلق) ایسا ایسا ارشاد فرمایا حضرت عمار ؓ نے کہا سنو! اللہ کی قسم اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اس کو قتل کر دیتا البتہ میں نے اس کی ناک کو دانت سے کاٹ کر غمگین کر دیا اگرچہ اس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر شیطان کا بس نہ چلا:۔

(۶۱۰) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ثابت بنانی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو ابلیس نے اپنے شیاطین کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے پاس بھیجا لیکن وہ اپنے نامے خالی لیکر آئے تو ابلیس نے اپنے چیلوں سے پوچھا کیا ہوا تم لوگوں نے ان میں سے کسی کو گمراہ نہ کیا یعنی کسی کو ٹس سے مس نہ کر سکے؟ شیاطین نے جواب دیا ایسی کسی قوم سے آج تک ہمارا سابقہ (واسطہ) نہیں پڑا تو ابلیس نے کہا کچھ عرصہ انہیں مہلت دے دو عنقریب

جب ان کے سامنے دنیا فتح ہوگی اس وقت تم اپنی حاجت (گمراہ کرنے) میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ (☆۴۶)

ابلیس کا تخت لگا کر چیلوں کو کام سونپنا:۔

(۶۱۱) امام احمد و امام مسلم حضرت جابر ؓ سے راوی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا إن عرش إبليس على البحر فيبعث سراياه فيفتنون الناس فأعظمهم عنده منزلة أعظمهم فتنة يجئ أحدهم فيقول: فعلت كذا و كذا فيقول ما صنعت شيئا ثم يجئ أحدهم فيقول ما تركته حتىٰ فرقت بينه و بين إمرأته فيدنيه منه و يقول نعم أنت یعنی ابلیس سمندر پر اپنا تخت بچھاتا ہے اور اس پر بیٹھ کر اپنی فوجوں کو لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لئے بھیجتا ہے شیطان کے اس گروہ میں قدر و منزلت کے اعتبار سے ابلیس کے سب سے زیادہ قریب وہ شیطان ہوتا ہے جو انتہا درجہ کا (بڑا) فتنہ پرداز (فتنہ برپا کرنے والا) ہو ان میں سے ایک شیطان آ کر اپنے سردار سے کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا فتنہ پھیلایا سردار (ابلیس) کہتا ہے تو نے کچھ بھی نہیں کیا پھر ان میں

(☆۴۶) فائدہ:۔ صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صالحین امت کے بعد بہتوں کو شیاطین نے دینِ اسلام سے گمراہ کر دیا کچھ لوگ کافر و مرتد ہو گئے جو آج بھی شیعوں، قادیانوں، وہابیوں، دیوبندیوں اور نیچریوں کی صورت میں نظر آ رہے ہیں بلکہ اب ان لوگوں نے خود شیاطین کی جگہ سنبھالی ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو دینِ اسلام سے ہٹا کر انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کا باغی بنا رہے ہیں۔
۱۲ اعظمی

سے ایک دوسرا شیطان آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کا اس وقت تک پیچھا نہ چھوڑا جب تک میں نے اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دی (حضور ﷺ فرماتے ہیں) ابلیس اس کو اپنے قریب کر کے کہتا ہے ہاں تو نے بہت ہی اچھا کام کیا (اعمش فرماتے ہیں مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت جابر نے فرمایا شیطان اسے گلے سے لگا لیتا ہے)۔

ابلیس کے تخت کے گرد سانپ ہی سانپ:۔

(۶۱۲) امام احمد حضرت ابوسعید ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صائد سے پوچھا تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا میں پانی پر ایک تخت دیکھ رہا ہوں یا اس نے یہ کہا کہ سمندر پر ایک تخت دیکھ رہا ہوں جس کے ارد گرد سانپ ہی سانپ ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ذاک عرش إبليس یعنی یہ ابلیس کا تخت ہے۔

فائدہ:۔ لفظ صیاد کے متعلق کئی لغتیں ہیں اکمل کہتے ہیں ابن الصائد ہے جس کا نام عبد اللہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ابن صائد ہے جو مدینہ کے یہود میں سے ایک یہودی کا بیٹا تھا جو بچپن میں بڑے شعبدے اور دغا بازیاں دکھاتا تھا جس کی کنیت ابن صیاد اور نام عبداللہ تھا جوان ہو کر مسلمان ہو گیا عبادات اسلامی ادا کرتا تھا اس کے متعلق علماء کے تین اقوال ہیں (۱) پہلا قول یہ ہے کہ وہ دجال نہیں تھا بلکہ مسلمان ہو گیا تھا (۲) دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دجال تو تھا مگر وہ مشہور دجال نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بہت سے دجال ہوں گے یہ بھی انہیں دجالوں میں سے ایک دجال تھا (۳) تیسرا قول یہ ہے کہ وہ دجال مشہور ہی تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ مدینہ میں ہی

مرا اور وہیں دفن ہوا مگر یہ صحیح نہیں بلکہ وہ جنگ حرہ تک دیکھا جاتا رہا حرہ کے دن غائب ہو گیا۔

ابن صیاد کا دعویٰ تھا کہ وہ آگے پیچھے اندھیرے اجالے سب میں یکساں دیکھتا تھا مگر اسے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا مطلق علم نہ ہوا حضور ﷺ اس کے اس دعوے کو جھوٹا کرنے کے لئے اس کے پیچھے سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور یہ بات حدیث میں مذکور ہے لہٰذا اس کا یہ دعویٰ بالکل باطل و مردود ہے مزید تفصیل حدیث میں مذکور ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ صحابۂ کرام کی جماعت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن صیاد کو یہودی قبیلہ بنو مغالہ کے محل میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا اور اس دن ابن صیاد قریب البلوغ تھا تو ابن صیاد کو ہمارا آنا معلوم نہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قریب پہنچ کر اس کی پیٹھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو ابن صیاد نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور کہا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ آپ ناخواندہ (بے علم) لوگوں کے رسول ہیں پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے اس کو پکڑ لیا اور خوب زور سے دبوچا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا پھر ابن صیاد سے فرمایا کہ تو امور غیب سے کیا دیکھتا ہے؟۔ اس نے کہا کبھی سچی خبریں کبھی جھوٹی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر امور کو مشتبہ و خلط ملط کر دیا گیا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میں نے اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے (تو اس کو ظاہر کر) اور حضور ﷺ نے اس آیت کریمہ کو اپنے دل میں سوچ رکھی تھی یوم تاتی السماء بدخان مبین ابن صیاد نے کہا وہ دخ (مروج) ہے حضور ﷺ نے فرمایا نامراد! دفع ہو تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھے گا حضرت عمر ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن اڑا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے جس کی میں نے خبر دی ہے تو تم اس پر قابو نہ پا سکو گے اور اگر یہ وہ نہیں تو اس کے قتل کرنے میں تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعب انصاری ؓ ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں ابن صیاد تھا تو رسول اللہ ﷺ کھجوروں کی شاخوں میں چھپ کر ابن صیاد سے اس کی باتیں سننا چاہتے تھے اس سے پہلے کہ وہ حضور ﷺ کو دیکھے اور آزادی کے ساتھ باتیں کرے اور ابن صیاد اپنے بستر پر چادر لپٹا پڑا تھا اور اس کی چادر میں ایسی آواز آتی تھی جو سمجھ میں نہ آتی تھی ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو کھجوروں کی شاخوں میں چھپا ہوا دیکھ لیا اور کہا اے صاف (یہ ابن صیاد کا نام ہے) یہ دیکھو محمد (ﷺ) کھڑے ہیں تو ابن صیاد خاموش ہو گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس کی ماں اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتی تو اس کا کچھ حال معلوم ہو جاتا (کہ وہ اپنا حال خود بیان کر رہا تھا) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثنا بیان کی جس کے وہ لائق و مستحق ہے اور پھر دجال کا ذکر فرمایا اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو دجال سے ڈراتا

ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے اپنے قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا لیکن میں دجال کے بارے میں وہ بات بیان کرتا ہوں جو کسی نبی نے آج تک اپنی قوم سے نہیں بیان کی تم خبردار ہو جاؤ کہ دجال کانا ہے اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ (بخاری، مسلم از مترجم)

ابلیس ناکام شیاطین کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیتا ہے:۔

(۶۱۳) سُنید اپنی ''تفسیر'' میں حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا إن إبليس اتخذ عرشا على الماء و وكل بكل رجل شيطانين و أجلهما سنة فإن فتناه و إلا قطع أيديهما و أرجلهما و صلبهما ثم بعث له شيطانين آخرين یعنی ابلیس نے پانی پر اپنا تخت بچھا رکھا ہے اور ہر آدمی کے ساتھ ایک سال کی مدت کے لئے دو شیطان مقرر کر دیتا ہے اگر وہ دونوں اس آدمی کو فتنہ میں مبتلاء کر دیں تو ٹھیک ورنہ ان دونوں کے ہاتھ، پاؤں اور ریڑھ کی ہڈی کاٹ دیتا ہے پھر اس شخص کے پاس دو دوسرے شیاطین بھیج دیتا ہے۔ علامہ ذھبی نے اس روایت کو غریب اور منکر کہا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شیطان سے ملاقات:۔

(۶۱۴) طرطوسی ''کتاب تحریم الفواحش'' میں شجاع بن ابی نصر کی سند سے شامیوں کے شرفاء میں سے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک عفریت (سرکش) جن سے فرمایا تجھے خرابی و تباہی ہو، ابلیس کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو اس کے متعلق کوئی حکم ملا

ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا حکم تو نہیں ملا لیکن وہ ابھی ہے کہاں؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ تشریف لے چلیں (میں آپ کو اس کے پاس لے چلتا ہوں) چنانچہ وہ عفریت آپ کے آگے آگے دوڑ رہا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے ساتھ تھے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اچانک سمندر پر پہنچ گئے اور ابلیس پانی کی سطح پر بیٹھا ہوا تھا جب ابلیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا تو ڈر کے مارے کانپنے لگا پھر کھڑا ہوا اور آپ سے ملاقات کی اور کہا اے اللہ کے نبی! کیا آپ کو میرے متعلق کوئی حکم ملا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا نہیں میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم سے یہ پوچھوں کہ تمہارا سب سے زیادہ پسندیدہ کام کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ برا ہے؟ ابلیس نے کہا اللہ کی قسم اگر آپ میرے پاس چل کر نہ آئے ہوتے تو میں کبھی بھی آپ کو وہ کام نہ بتاتا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا کام یہ ہے کہ مرد مرد سے منہ کالا کرے اور عورت عورت سے۔

ابلیس کا اپنے چیلوں کی کارکردگی کا حساب لینا:۔

(۶۱۵) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو ابلیس اپنی شیطانی فوج زمین میں پھیلا دیتا ہے اور کہتا ہے جو مسلمان کو گمراہ کر کے آئے گا میں اس کو تاج پہناؤں گا (جب شیطانوں کا یہ لشکر اپنے اپنے فتنے پھیلا کر شام کے وقت واپس آئے) تو ان میں سے ایک شیطان اپنا کارنامہ سناتے ہوئے کہتا ہے میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو ابلیس کہتا ہے عنقریب

وہ دوبارہ شادی کرلے گا (لہٰذا تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) ایک اور شیطان کہتا ہے میں فلاں آدمی کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی تو شیطان اس کے جواب میں کہتا ہے عنقریب وہ ان کے ساتھ نیکی و اچھا سلوک بھی کرلے گا (تم نے بھی کوئی بڑا کام نہیں کیا) ایک اور شیطان کہتا ہے میں فلاں کے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ اس نے شراب پی لی تو شیطان کہتا ہے تو نے اچھا کام کیا۔ ایک اور شیطان کہتا ہے میں فلاں آدمی کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس نے زنا کرلیا تو شیطان کہتا ہے تو نے بھی اچھا کام کیا پھر ایک اور شیطان آتا ہے اور کہتا ہے میں فلاں شخص کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس نے ایک شخص کو ناحق قتل کرڈالا تو شیطان کہتا ہے ہاں تو نے ہی تو کام کیا ہے (تو نے سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے)۔

عورت چھپانے کی چیز ہے:۔

(۶۱۶) امام ترمذی حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشیطان یعنی عورت چھپانے کی چیز ہے جب نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔

عورت شیطان کا آدھا لشکر ہے:۔

(۶۱۷) ابن ابی الدنیا حضرت حسن بن صالح ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ شیطان نے عورت کو مخاطب کرکے کہا تو میرا آدھا لشکر ہے تو ہی میرا وہ تیر ہے جس سے میں مارتا ہوں تو ٹھیک نشانہ پر لگتا ہے خطاء نہیں کرتا اور تو

ہی میرے بھید کی جگہ ہے اور تو ہی میری مشکل اور حاجت میں میری قاصد ہے۔

شیطان کے پھندے:۔

(۶۱۸) ابن الدنیا حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور عورتیں شیطان کے پھندے ہیں اور فرمایا شیطان کے نفس میں عورتوں سے زیادہ مضبوط اور کوئی جال نہیں ہے۔

(۶۱۹) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت سعید بن المسیب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو بھی مبعوث نہیں فرمایا مگر شیطان عورتوں کے ذریعہ ان کو ہلاک کرنے سے مایوس نہیں ہوا یعنی ہلاک کرنے کی پوری کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انبیائے کرام علیہم السلام عورتوں کے ذریعہ شیطانی فتنوں سے محفوظ رہے۔

شیطان انسان میں کہاں کہاں ہوتا ہے:۔

(۶۲۰) ابوبکر محمد بن احمد بن شیبہ ''کتاب القلائد'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مرد کا شیطان تین جگہ پر رہتا ہے۔

(۱) اس کی آنکھوں میں۔

(۲) اس کے دل میں۔

(۳) اور اس کے آلہ تناسل میں۔

اور عورت کا شیطان بھی تین مقام پر رہتا ہے۔

(۱) اس کی آنکھوں میں۔

(۲) اس کے دل میں۔

(۳) اس کی سرین میں۔

گمراہ کرنے کے ابلیسی حربے:۔

(۶۲۱) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت قتادہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں جب ابلیس کو آسمان سے بھگا دیا گیا تو اس نے کہا اے رب! تو نے مجھے ملعون کر دیا ہے تو میرا علم کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمایا جادو، ابلیس نے کہا میرا پڑھنا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شعر و شاعری، ابلیس نے پھر پوچھا میری کتاب کون سی ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لوگوں کے جسموں پر گودنے کے نشانات، ابلیس نے پوچھا میرا کھانا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر مردار اور تمام وہ جانور جس کو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو، ابلیس نے پوچھا میرا پینا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نشہ آور چیز، ابلیس نے پوچھا میرا مکان کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غسل خانہ، ابلیس نے پوچھا میری نشست گاہ کہاں ہوگی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بازار، ابلیس نے پھر پوچھا میرا مؤذن کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا موسیقی، ابلیس نے کہا میرا جال و پھندا کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتیں۔

شیطان کا سرمہ اور چٹنی:۔

(۶۲۲) ابن ابی الدنیا، ابن عدی، طبرانی اور امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن للشيطان كحلا و لعوقا فإذا كحل الإنسان من كحله

نامت عيناه عن الذكر و إذا ألعقه من لعوقه ذرب لسانه بالشر یعنی شیطان کا سرمہ بھی ہے اور چٹنی بھی، جب انسان اس کا سرمہ لگا لیتا ہے تو اللہ کا ذکر کرنے سے اس کی آنکھیں سو جاتی ہیں اور جب اس کی چٹنی چاٹ لیتا ہے تو اس کی زبان برائی میں تیز ہو جاتی ہے یعنی بری باتیں بکنے لگتی ہے۔

شیطان کا سرمہ، چٹنی اور نسوار:۔

(۶۲۳) میں (امام سیوطی) فرماتے ہیں:۔ ابن عدی اور امام بیہقی حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن للشيطان كحلا و لعوقا و نشوقا أما لعوقه فالكذب و أما نشوقه فالغضب و أما كحله فالنوم یعنی شیطان کے لئے سرمہ، چٹنی اور نسوار بھی ہیں اس کی چٹنی تو جھوٹ بولنا ہے اور اس کی نسوار غصہ کرنا ہے اور اس کا سرمہ نیند کرنا ہے۔

(۶۲۴) ابن ابی الدنیا، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب ابلیس کو آسمان سے زمین پر اتار دیا گیا تو ابلیس نے کہا اے میرے رب! تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور تو نے مجھے مردود قرار دیدیا ہے لہٰذا تو میرے لئے ایک عدد گھر بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیرا گھر) غسل خانہ ہے، ابلیس نے کہا تو میرے لئے مجلس بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیری مجلس) بازار اور چوراہے ہیں، ابلیس نے کہا میرے لئے کھانا مقرر فرما دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیرا کھانا) وہ چیز ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، ابلیس نے کہا میرے لئے پینے کی چیز مقرر فرما دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تمہارا پینا) ہر نشہ آور چیز

ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے مؤذن مقرر کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مزامیر و موسیقی ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے پڑھنا متعین کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیرا پڑھنا) شعر و شاعری (شعر و نظم اور گیت کہنا) ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے کتاب مقرر کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیری کتاب) گودنا (بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا) ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے حدیث (کلام) معین کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تیری گفتگو) جھوٹ بولنا ہے، ابلیس نے کہا میرا رسول و قاصد بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہانت (فال بتانا) تیرا قصد ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے جال و پھندے مقرر کردے اللہ تعالیٰ نے فرمایا عورتیں تیرا پھندا ہیں۔

شیطان انسان کو قابو میں کیسے کرتا ہے:۔

(۶۲۵) ابن ابی الدنیا حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں سیاحوں میں سے ایک عبادت گذار شخص کو شیطان نے گمراہ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اس کا کچھ بگاڑ نہ سکا آخر کار شیطان نے اس کو کہا کیا تم مجھ سے اس کام کے متعلق سوال نہیں کرتے جس کے ذریعہ میں انسانوں کو گمراہ کرتا ہوں اس عابد نے کہا کیوں نہیں بتاؤ (تاکہ میں بھی ان کاموں سے بچتا رہوں) تم مجھے اس چیز سے آگاہ کرو جو تمہارے نفس میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی سب سے مضبوط چیز ہے ابلیس نے کہا حرص، غصہ اور نشہ، کیوں کہ آدمی جب حریص (لالچی) ہوتا ہے تو ہم اس کی نظر میں اس کے مال کو کم کردیتے ہیں اور اسے لوگوں کے مالوں میں رغبت دلاتے ہیں اور جب انسان غصہ ور ہوتا ہے تو ہم اسے اپنے درمیان بچوں کے گیند گھومانے کی طرح

گھماتے ہیں پس اگر اس کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اپنی دعا سے مردوں کو بھی زندہ کردیتا ہے تب بھی ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے اور جب وہ نشہ میں ہوتا ہے تو ہم اسے ہر قسم کی شہوت کی طرف کھینچتے ہیں جس طرح بکری کو کان پکڑ کر کھینچتے ہیں۔

(۶۲۶) ابن ابی الدنیا عبید اللہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک نبی نے ابلیس سے فرمایا تو ابلیس ان کے سامنے ظاہر ہوا انہوں نے اس سے پوچھا کہ تو انسانوں پر کس چیز سے غالب آتا ہے؟ ابلیس نے کہا میں اس کو غصہ اور شہوت کے وقت قابو کرلیتا ہوں۔

شیطان انسان کے کتنا پیچھے پڑا رہتا ہے:۔

(۶۲۷) ابن ابی الدنیا حضرت ابوخیثمہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں لوگ کہتے تھے کہ شیطان کہتا ہے:۔ انسان بھلا مجھ پر کیسے غالب آسکتا ہے اور جب وہ خوش ہوتا ہے تو میں آتا ہوں اور اس کے دل پر مسلط ہوجاتا ہوں اور جب وہ غصہ کرتا ہے تو میں اڑ کر اس کے دماغ پر سوار ہوجاتا ہوں۔ (☆۴۷)

(☆۴۷) فائدہ:۔ غصہ نفس کے اس جوش کو کہتے ہیں جو دوسرے سے بدلہ لینے یا اسے دفع کرنے پر ابھارے غصہ برا و حرام بھی ہے اور اچھا بھی اگر اللہ کی رضا کے لئے ہو تو اچھا ہے مثلاً مجاہد فی سبیل اللہ کو کفار پر یا کسی عالم ناصح کو فساق و فجار پر یا ماں باپ کو نافرمان اولاد پر غصہ کرنا اچھا ہے لیکن وہ غصہ جو نفسانیت پر کسی کو آتا ہے وہ برا ہے غصہ ایسی بری چیز ہے کہ ایمان کو اس طرح خراب کردیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے غصہ شیطان مردود کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اسی لئے غصہ آگ کی طرح بھڑکتا ہے اس لئے فقہاء نے غصہ کے وقت وضوء کرنے کو مستحب کہا ہے تاکہ آگ پانی سے بجھ جائے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب کسی شخص کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اس سے بھی نہ جائے تو لیٹ جائے لہٰذا انسان کو کبھی غصہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ شیطان کی مرضی پر چلنا چاہئے۔ ۱۲ اعظمی

ذاکرین پر شیطان کا آخری حربہ:۔

(۶۲۸) امام احمد ''الزھد'' میں حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیطان ذکر کی مجلس کرنے والوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کے لئے چکر دیتا ہے جب ان میں تفریق کرنے میں کامیاب نہیں ہوتا تو اس مجلس میں جاتا ہے جو لوگ دنیا کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں اور ان کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا ہے یہاں تک کہ وہ آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرنے والے ان کے درمیان میں آ کر لڑنے سے روکتے ہیں اس طرح شیطان ذکر کرنے والوں کو منتشر کر دیتا ہے۔

ماہواری کی زیادتی شیطان کی حرکت سے ہے:۔

(۶۲۹) امام احمد، امام ابوداؤد اور امام ترمذی حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں میں بہت سخت اور بہت زیادہ استحاضہ میں مبتلاء رہتی ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا إنما هذه ركضة من ركضات الشيطان یعنی یہ بیماری شیطان کے اثرات میں سے ایک اثر ہے (یعنی تیرے رحم کی رگ میں شیطان نے انگلی ماری جس سے یہ بیماری ہوگئی)۔

(۶۳۰) مؤلف (قاضی بدر الدین شبلی) فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ کا مذکورہ فرمان اس حدیث صحیح کے منافی نہیں ہے جس میں فرمایا گیا إن ذلک عرق یعنی استحاضہ کا خون رگ کا خون ہے۔ اس لئے کہ شیطان انسان میں خون کی طرح

گردش کرتا ہے جب شیطان اس رگ کو حرکت دیتا ہے تو اس سے خون جاری ہو جاتا ہے اور شیطان کا اس خاص رگ میں تصرف ہے اور ایک ایسا خاص تصرف ہے جو بدن کی دوسری رگوں میں نہیں ہے اسی وجہ سے جادوگر لوگ عورت کے اس رگ کے خون کو عورتوں کے بہت سے سفلی عملوں میں استعمال کرتے ہیں اور شیطان کی اس حرکت سے جادوگر فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

مسلمان کی جماعت سے الگ ہونے والے کو شیطان اچک لیتا ہے:۔

(۶۳۱) امام احمد و امام ترمذی حضرت عمر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا من أراد منكم بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فإن الشيطان مع الواحد و هو من الاثنين أبعد یعنی تم میں سے جو شخص جنت کا عیش چاہتا ہے وہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ چمٹا رہے اس لئے کہ ایک (اکیلے) آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے۔

(۶۳۲) ابن صاعد حضرت عروہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے يد الله على الجماعة و الشيطان مع من يخالف الجماعة یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید اور حمایت و نصرت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اور جو جماعت کی مخالفت کرتا ہے اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

(۶۳۳) دار قطنی حضرت اسامہ بن شریک ؓ سے راوی فرماتے ہیں میں

نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ید اللّٰہ علی الجماعۃ فإذا شذ الشاذ منهم اختطفته الشياطين كما يخطف الذئب الشاة من الغنم یعنی اللہ کی تائید وحمایت جماعت والوں پر ہے جب کوئی جماعت سے الگ ہونے والا جدا ہوتا ہے تو شیاطین اس کو اس طرح اچک لیتے ہیں جس طرح سے بھیڑیا بکری کو ریوڑ سے اچک لیتا ہے۔

(۶۳۴) امام احمد حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک لکیر کھینچی پھر فرمایا ھذا سبیل اللہ مستقیما فاتبعوہ و لاتتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ یعنی یہ اللہ کا سیدھا راستہ ہے تو تم اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو ورنہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گا۔

(۶۳۵) امام احمد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا إن الشيطان ذئب الإنسان كذئب الغنم يأخذ الشاة القاصية و الناصية فإياكم و الشعاب و عليكم بالجماعة و العامة و المسجد یعنی شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہوتا ہے جو الگ اور دور اور کنارے والی بکری کو پکڑ لیتا ہے لہٰذا تم گمراہی سے بچو اور بڑی جماعت کو اور مسجد کو لازم پکڑو۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے:۔

(۶۳۶) امام ترمذی و ابن ماجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فقیہ واحد أشد علی الشیطان من ألف عابد یعنی ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے۔

عالم اور عابد کا شیطان کے ساتھ عبرتناک واقعہ:

(۶۳۷) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں علی بن عاصم کی سند سے ایک بصری سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک عالم اور ایک عابد آپس میں اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتے تھے تو شیاطین نے ابلیس سے کہا ہم بہت کوشش کے باوجود ان کو جدا کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو ابلیس ملعون نے کہا ان کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں پھر ابلیس عبادت گذار (غیر عالم دین) کے راستہ میں بیٹھ گیا جب عابد شیطان کے سامنے آیا یہاں تک کہ عابد ابلیس کے قریب ہوا تو ابلیس اس کے سامنے بوڑھے سن رسیدہ کی صورت میں کھڑا ہو گیا اپنے ماتھے پر سجدے کا نشان بھی ظاہر کیے ہوئے تھا چنانچہ ابلیس نے عابد سے پوچھا میرے دل میں ایک سوال ابھر رہا ہے تو میں نے سوچا کہ اس کے متعلق آپ سے پوچھ لوں۔ عابد نے کہا پوچھو اگر میرے علم میں ہوگا تو اس کا جواب دے دوں گا شیطان نے کہا کیا اللہ عز وجل اس کی طاقت رکھتا ہے کہ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، درختوں، اور پانی کو ایک انڈے میں بغیر انڈے کو بڑا کیے سمادے اور بغیر ان مخلوقات کو چھوٹا کیے؟ عابد حیران ہو کر پوچھا بغیر انڈے کو بڑھائے اور بغیر ان چیزوں کے کم کیے۔ عابد سوچ میں پڑ گیا تو ابلیس نے عابد سے کہا اب آپ چلے جائیں پھر شیطان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کے متعلق شک میں ڈال کر ہلاک کر دیا پھر ابلیس عالم کے راستہ میں بیٹھا جب عالم

شیطان کے سامنے ہوا یہاں تک کہ ابلیس کے قریب پہنچا تو ابلیس (احتراماً) کھڑا ہوگیا اور پوچھا اے حضرت! میرے دل میں ایک سوال کھٹک رہا ہے میں نے چاہا کہ اس کو آپ سے پوچھ لوں عالم نے فرمایا پوچھو اگر مجھے معلوم ہوگا تو تمہیں بتادوں گا ابلیس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اس کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ تمام آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، درختوں اور پانی کو ایک انڈے میں بغیر انڈے کو بڑا کئے اور بغیر ان مخلوقات کو چھوٹا کئے سمادے؟ عالم نے ابلیس کو جواب دیا بالکل سماسکتا ہے تو شیطان نے انکار کے لہجہ میں رد کر دیا اور کہا انڈے کو بڑھائے بغیر اور ان مخلوقات کو چھوٹا کئے بغیر کیسے سمادے گا؟ عالم نے ابلیس کو جھڑک کر کہا ہاں بالکل کرسکتا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی ﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ۝﴾ (پ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۸۲) اللہ تعالیٰ کا کام تو یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کو چاہے اس سے فرمائے ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتی ہے تو ابلیس نے اپنے شیاطین ساتھیوں سے کہا میں تمہیں یہی جواب سنوانے کے لئے یہاں لایا تھا۔ (☆۴۸)

شیطان سب سے زیادہ کب روتا ہے؟:۔

(۶۳۸) ابن ابی الدنیا ”مکائد الشیطان“ میں حضرت صفوان کی سند سے وہ ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ مؤمن جب وفات پاتا ہے تو شیطان اس مؤمن پر

(☆۴۸) فائدہ: اس واقعہ سے عالم اور عابد کا فرق واضح ہوتا ہے کہ عابد تو شیطان کے جال میں آسانی سے پھنس سکتا ہے لیکن عالم شیطان کے جال میں آسانی سے نہیں پھنستا اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے مکروفریب اور اس کی گمراہیوں سے محفوظ فرمائے آمین۔ ۱۲ اعظمی

اس کے گھر کے بعض افراد سے بھی زیادہ روتا ہے جب کہ شیطان اس کو دنیا میں گمراہ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا ہو۔

شیطان نے امام احمد علیہ الرحمہ کا خاتمہ خراب کرنے کی کوشش کی:۔

(۶۳۹) حضرت صالح بن امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (امام احمد بن حنبل) کو موت کے وقت بار بار یہی کہتے سنا، ابھی نہیں بعد میں ابھی نہیں بعد میں، تو میں نے عرض کیا اے ابا جان! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا شیطان میرے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے اے احمد! مجھے فلاں سوال کا جواب دو فلاں مسئلہ بتاؤ اور میں کہہ رہا ہوں ابھی نہیں بعد میں ابھی نہیں بعد میں۔

شیطان سے نجات پانے پر فرشتوں کی داد:۔

(۶۴۰) عبداللہ بن احمد ”زوائد الزھد“ میں حضرت عبدالعزیز بن رفیع سے راوی فرماتے ہیں کہ جب مؤمن کی روح آسمان کی طرف لے جائی جاتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں سبحان الذی نجی ھذا العبد من الشیطان الرجیم یا ویحہ کیف نجا یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندہ کو شیطان مردود سے نجات عطا فرمائی واہ کیا خوب کامیاب ہوا۔

موت کے وقت مسلمان کو شیطان سے بچانے کا طریقہ:۔

(۶۴۱) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابونعیم ”حلیہ“ میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا أحضروا موتاکم و لقنوھم لا إلہ إلا اللہ و بشروھم بالجنة فإن الحلیم من الرجال و

النساء يتحير عند ذالك المصرع و إن الشيطان أقرب ما يكون من ابن آدم عند ذالك المصرع یعنی اپنے مرنے والوں کے پاس جاؤ اور انہیں لا إله إلا الله کی تلقین کرواور انہیں جنت کی خوشخبری دواس لئے کہ بہت سے بردبار اور دانشور مرد اور عورتیں اس موت کے میدان میں حیران اور ششدر (پریشان) ہو جاتے ہیں اور اس وقت موت کے میدان میں شیطان انسان کے سب سے زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔

ملک الموت علیہ السلام نمازی سے شیطان کو بھگاتے ہیں:۔

(۶۴۲) ابن ابی حاتم حضرت جعفر بن محمد ؓ سے راوی کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) نمازوں کے اوقات میں لوگوں سے مصافحہ کرتے ہیں پھر جب وہ آدمی کو اس کی موت کے وقت دیکھتے ہیں تو اگر وہ نماز کی پابندی کرتا تھا تو اس کے قریب ہوجاتے ہیں اور اس سے شیطان کو دفع کر کے لا إله إلا الله کی تلقین کرتے ہیں۔

شیطان قبر میں بھی فتنہ ڈالتا ہے:۔

(۶۴۳) حکیم ترمذی ''نوادرالاصول'' میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب (قبر میں) میت سے سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو شیطان اس کے پاس اپنی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں (اگر میت کافر ہوتو اس کو رب کہہ دیتا ہے ورنہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے)۔

حکیم ترمذی فرماتے ہیں اس بات کی تائید حضور ﷺ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے میت کے دفن کرنے کے وقت فرمایا تھا اللهم أجره من الشيطان یعنی اے اللہ! اس کو شیطان سے محفوظ رکھ۔ لہٰذا اگر شیطان وہاں ایسی خباثت نہیں کرتا تو حضور نبی کریم ﷺ یہ دعا نہ فرماتے۔

وہ کام جو سب سے پہلے شیطان نے کیئے:۔

(۶۴۴) ابن ابی شیبہ اور ابو عروبہ ''الاوائل'' میں حضرت شیخ التابعین امام محمد بن سیرین ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ (۱) قیاس سب سے پہلے ابلیس نے کیا تھا۔

(۶۴۵) ابن جریر حضرت حسن بصری ؓ سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔

(۶۴۶) ابن ابی شیبہ حضرت میمون بن مہران ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ (۲) سب سے پہلے عشاء کا نام عتمہ کس نے رکھا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا شیطان نے اور امام بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (۳) نوحہ و ماتم سب سے پہلے شیطان نے کیا۔ اور حضرت جابر ؓ حضور اکرم ﷺ سے مرفوعاً نقل فرماتے ہیں کہ (۴) گانا سب سے پہلے ابلیس نے گایا۔

(۶۴۷) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں (۵) کہ اللہ تعالیٰ عز وجل نے جب

ابلیس کو پیدا کیا تو سب سے پہلے ابلیس ہی نے خراٹا لیا۔

خلاصہ کلام:۔

پانچ کام ایسے ہیں جن کو سب سے پہلے ابلیس نے انجام دیئے وہ یہ ہیں (۱) قیاس (۲) عشاء کا نام عتمہ رکھنا (۳) نوحہ و ماتم (۴) گانا گانا (۵) خراٹا مار کر سونا۔

بازار شیطان کا مرکز ہے:۔

(۶۴۸) طبرانی حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **لاتكن أول من يدخل السوق و لا آخر من يخرج منها فإنها معركة الشيطان و بها نصب رأيته و فى لفظ ففيها باض الشيطان و فرخ** یعنی تم سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والے نہ بنو اور نہ اس سے آخر میں نکلنے والے کیوں کہ یہ شیطان کے معرکہ کی جگہ ہے یہیں پر اس نے لوگوں کو گمراہ کرنے کا اپنا جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ شیطان نے یہیں انڈے دیئے اور یہیں بچے دیئے۔

شیطان کی اولاد:۔

(۶۴۹) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں سید المفسرین حضرت مجاہدؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ابلیس کے پانچ بیٹے ہیں اور ہر ایک کو اس نے علیحدہ علیحدہ کام کے لئے مقرر کر رکھا ہے ان کے نام یہ ہیں (۱) ثبر (۲) اعور (۳) مسوط (۴) داسم (۵) زلینور۔

ثبر:۔ ثبر مصیبتوں کا مالک ہے جو بے صبری کرنے اور گریبان پھاڑنے اور منہ پر طمانچہ مارنے پیٹنے اور خلاف اسلام جہالت کی باتیں کہنے کا حکم دیتا ہے۔

اعور:۔ اعور زنا کاری کا مالک ہے جو زنا کا حکم دیتا ہے اور اس کو خوبصورت دکھاتا ہے۔

مسوط:۔ مسوط جھوٹ کا مالک ہے جو آدمی کو جھوٹ القا کرتا ہے تو وہ دوسرے شخص کو خبر دیتا ہے پھر وہ شخص اپنی قوم میں جا کر کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو میں شکل سے پہچانتا ہوں لیکن اس کا نام نہیں جانتا اسی نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔

داسم:۔ داسم آدمی کے ساتھ اس کے گھر والوں کے پاس آتا ہے اور اس کے گھر والوں کے عیب بتا کر ان کے اوپر غصہ دلاتا ہے۔

زلینور:۔ بازاروں کا نگراں ہے جس نے اپنی گمراہیوں کا جھنڈا بازار میں گاڑ رکھا ہے۔

بچہ کی پیدائش کے وقت شیطان کی شرارت:۔

(۶۵۰) امام بخاری و امام مسلم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **ما من بنى آدم مولود إلا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم و إبنها** کوئی انسان ایسا نہیں پیدا کیا گیا جسے پیدائش کے وقت شیطان نے نہ چھوا ہو (پیدائش کے وقت ہر بچہ کو شیطان ٹچ کرتا ہے) وہ بچہ شیطان کے چھونے ہی کی وجہ

سے چیختا ہے مگر حضرت مریم اوران کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو شیطان نے نہیں چھوا اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھ لو ﴿وَ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O﴾ (پ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۳۶) اور میں (حضرت مریم کی والدہ) اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری (اللہ تعالیٰ) پناہ میں دیتی ہوں۔

(۶۵۱) امام بخاری حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیه باصبعه حین یولد غیر عیسی بن مریم ذهب یطعن فطعن فی الحجاب یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم کے سوا ہر انسان کے پہلو (کوکھ) میں جب وہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اپنی انگلی چبھوتا ہے ان کو بھی چبھونے گیا تو پردہ میں چبھودیا (ان کو نہ چبھوسکا)۔

(۶۵۲) امام مسلم حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صیاح المولود حین یقع نزغة من الشیطان یعنی بچہ کا پیدائش کے وقت چیخنا اور چلانا بچہ کی کوکھ میں شیطان کے انگلی مارنے کی وجہ سے ہے۔

(۶۵۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام نووی علیہ الرحمہ "شرح مسلم" میں فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اشارہ فرمایا کہ اس خصوصیت میں تمام انبیاء علیہم السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شریک ہیں (شیطان انبیاء علیہم

السلام میں سے کسی نبی کو بھی پیدائش کے وقت اپنی انگلی نہیں چبھوسکا)۔

شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے:۔

(۶۵۴) امام بخاری وامام مسلم ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حُیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم یعنی شیطان انسان کی رگوں میں اس طرح سے جاری وساری ہے جس طرح خون جاری وساری ہے (لیکن صاحب مشکوٰۃ نے اس حدیث کو حضرت انس ؓ سے روایت کی ہے۔ مترجم)

(۶۵۵) ابن ابی الدنیا "مکائد الشیطان" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی فرماتے ہیں کہ ہم شیطان سے کیسے نجات پاسکتے ہیں جب کہ وہ ہم میں خون کی طرح جاری وساری ہے۔

شیطان کی خبیث حرکتیں:۔

(۶۵۶) عبدالرزاق "المصنف" میں ابن ابی شیبہ اور ابن ابی داؤد "کتاب الوسوسہ" میں حضرت ابراہیم نخعی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان آدمی کے آلہ تناسل (ذکر، عضو تناسل) کے سوراخ میں داخل ہوجاتا ہے اور پاخانہ کے راستہ میں انڈے دیتا ہے اس کی وجہ سے انسان سمجھتا ہے کہ شاید اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی مسلمان جب تک ریح خارج ہونے کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ پائے یا تری نہ دیکھے تو نماز ہرگز نہ توڑے۔

بچوں کوشیاطین سے بچانے کی تدبیر:۔

(٦٥٧) امام بخاری وامام مسلم اورامام نسائی وامام ابن ماجہ حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایاإذا کان جنح اللیل أو أمسیتم فکفوا صبیانکم فإن الشیاطین تنتشر حینئذ فإذا ذهب ساعة من اللیل فحلوهم و أغلقوا أبوابکم و اذکروا إسم الله فإن الشیطان لایفتح بابا مغلقا و خمروا آنیتکم و اذکروا إسم الله تعالیٰ و لو أن تعرضوا علیها شیئا و أطفئوا مصابیحکم یعنی جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے یا یہ فرمایا کہ جب شام ہوجائے تو اپنے بچوں کو سمیٹ لو کہ اس وقت شیاطین (فتنہ ڈالنے کے لئے) منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی (۲/۵ حصہ) رات گذر جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور بسم اللہ شریف پڑھ کر اپنے دروازے بند کرلو کہ اس طرح جب دروازہ بند کیا جائے تو شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا اور بسم اللہ شریف کہہ کر اپنے برتنوں کو بھی ڈھانک دو اوران کو ڈھانک نہ سکو تو اس پر کوئی چیز آڑی کرکے رکھ دو اور اپنے چراغوں کو بجھادو۔اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ کبھی چوہا بتی گھسیٹ لے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے۔

کبوتر شیطان کے شر سے بچوں کو بچاتا ہے:۔

(٦٥٨) حرب الکرمانی اپنے ''مسائل'' میں حضرت حسن بصری ؒ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایااتخذوا الحمامات المقصوصات فی البیوت فإنها تلهی الشیطان عن صبیانکم یعنی تم کٹے ہوئے پروں والے کبوتر گھروں میں رکھا کرو کہ یہ شیطان کو

تمہارے بچوں کی بجائے اپنے ساتھ مشغول رکھیں گے۔

(٦٥٩) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں شیرازی ''الالقاب'' میں اور خطیب ''تاریخ خطیب'' میں اور دیلمی ''مسند الفردوس'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ نے ارشادفرمایااتخذوا هذه الحمام المقاصیص فی بیوتکم فإنها تلهی الجن عن صبیانکم یعنی پر کٹے کبوتر گھروں میں رکھو کہ یہ تمہارے بچوں کے بجائے جنوں کو کھیل میں مشغول کیے رہتے ہیں۔

خالی بستر پر شیطان سوتا ہے:۔

(٦٦٠) ابن ابی الدنیا ''مکائد الشیطان'' میں حضرت قیس بن ابی حازم علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جس گھر میں بچھے ہوئے بستر پر کوئی نہ سویا ہو تو اس پر شیطان سو جاتا ہے۔

(٦٦١) امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام نسائی حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایافراش للرجل و فراش لامرأته و الثالث للضیف و الرابع للشیطان یعنی بستر چند قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک بستر تو آدمی کا ہوتا، ایک اس کی بیوی کا ہوتا ہے، تیسرا مہمان کے لئے ہوتا ہے اور چوتھا شیطان کا ہوتا ہے۔

شیطان دوپہر کو نہیں سوتا:۔

(٦٦٢) امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں تم دوپہر میں

قیلولہ کرو اس لئے کہ شیطان دو پہر کو قیلولہ نہیں کرتا (قیلولہ دو پہر میں کچھ دیر سونے کو کہتے ہیں)۔

(۶۶۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں اس حدیث کو امام طبرانی نے "اوسط" میں اور امام ابونعیم نے "الطب" میں حضرت انس ؓ سے انہیں الفاظ میں مرفوعاً (جس حدیث کی سند حضور ﷺ تک پہنچے) روایت کیا ہے۔

شیطان کی گرہیں:۔

(۶۶۴) امام بخاری و امام مسلم حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **يعقد الشيطان على قافية رأس أحدكم إذا هو نام ثلاث عقد يضرب على كل عقدة مكانها عليك ليل طويل فارقد فإن استيقظ فذكر الله انحلت عقدة فإن توضأ انحلت عقدة فإن صلى انحلت عقدة كلها فأصبح نشيطا طيب النفس و إلا أصبح خبيث النفس كسلان** یعنی جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر کی گدی میں تین گرہ لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت بڑی ہے سو جا پھر اگر وہ سونے والا بندہ جاگ جاتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے پھر جب نماز پڑھتا ہے تو ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ بندہ خوش دل اور بشاش و پاک ہو جاتا ہے ورنہ وہ صبح کو سست و کاہل اور پلید طبیعت اٹھتا ہے۔

شیطان کا انسان کے کان میں پیشاب کرنا:۔

(۶۶۵) امام بخاری و امام مسلم حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہتا ہے نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتا تو آپ نے ارشاد فرمایا **ذاك رجل بال الشيطان في أذنه** یعنی وہ ایسا شخص ہے جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

شیطانی خواب سے نجات کا طریقہ:۔

(۶۶۶) امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام ترمذی حضرت ابوقتادہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا **الرؤيا الصالحة من الله عز و جل و الحلم من الشيطان فإذا رأى أحدكم شيئا يكرهه فلينفث حين يستيقظ عن يساره ثلاثا و ليتعوذ بالله من شرها فإنها لا تضره** یعنی اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص برا و ناپسندیدہ خواب دیکھے تو جب بیدار ہو اپنے بائیں جانب تین بار تھتکار دے اور اس خواب کے شر اور اس کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس لئے کہ وہ خواب اسے ہرگز نقصان و ضرر نہ پہنچائے گا۔

خواب کی تین اقسام:۔

(۶۶۷) امام ابن ماجہ حضرت عوف بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الرؤيا ثلاث منها أهاويل من الشيطان و ليحزن بها إبن آدم و منها مايعم به الرجل فی يقظته فيراه فی منامه و منها جزء من ستة و أربعين جزاء من النبوة** یعنی خواب تین قسم کے ہیں (۱) ان میں سے ایک تو شیطانی ہوتے ہیں جن کے ذریعہ وہ انسان کو ڈراتا ہے (۲) دوسرے ان میں سے وہ ہوتے ہیں جو آدمی کے جاگتے میں خیالات ہوتے ہیں وہ رات کو سامنے آجاتے ہیں (۳) تیسرا وہ خواب ہے جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے (اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جو مسلمان کی خیر خواہی کے طور پر اسے دکھایا جاتا ہے)۔

فائدہ:۔ حضرت محمد بن سیرین (تابعی ماہر تعبیر رؤیا) نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) نفسانی خیالات (۲) دوسرا شیطان کی دھمکی (۳) اور تیسرا اللہ تعالیٰ کی بشارت۔ لہٰذا جو شخص کوئی برا خواب دیکھے تو وہ اسے کسی سے بیان نہ کرے بلکہ نیند سے اٹھ کر حتی المقدور نماز پڑھے۔ علامہ ابن سیرین کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ خواب میں طوق دیکھنا ناپسند فرماتے تھے اور (پاؤں میں) بیڑیاں دیکھنا پسند فرماتے تھے کہا جاتا ہے کہ قید (پاؤں میں بیڑیاں) دیکھنا دین میں ثابت قدمی ہے۔ (مترجم)

شیطان حضور ﷺ کی شکل میں نہیں آسکتا:۔

(۶۶۸) امام بخاری و امام مسلم حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **من رآنی فقد رأى الحق فإن**

الشيطان لايترايا بی جس نے (خواب میں) مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا (یعنی اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا) اس لئے کہ شیطان میری صورت اپنا کر نہیں دکھا سکتا۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے **من رآنی فی المنام فقد رآنی فإن الشيطان لايتمثل بی** جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

فائدہ:۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ (بخاری، مسلم از مترجم)

شیطان، حضور ﷺ اور کعبہ معظمہ شریف کی شکل اختیار نہیں کرسکتا:۔

(۶۶۹) طبرانی ''صغیر'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **من رآنی فی منامه فقد رآنی فإن الشيطان لايتمثل بی و لا بالكعبة** یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان نہ تو میری صورت اختیار کرسکتا ہے نہ کعبہ شریف کی۔

شیطان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی شکل نہیں اختیار کرسکتا:۔

(۶۷۰) خطیب ''تاریخ خطیب'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **من آنی فی المنام فقد رآنی فإن الشيطان لايتمثل بی و من رآی أبا بكر الصديق فی المنام فقد رآه فإن الشيطان لايتمثل به** یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس

نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور جس نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو دیکھا واقعی اس نے انہی کو دیکھا کیوں کہ شیطان ان کی شکل بھی اختیار نہیں کرسکتا۔

شیطان کا سینگ:۔

(۶۷۱) امام مالک، امام احمد اور امام ابن ماجہ و بیہقی ''سنن'' میں حضرت عبداللہ صنابحی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **إن الشمس تطلع و معها قرن الشیطان فإذا ارتفعت فارقها ثم إذا استوت قارنها فإذا زالت فارقها فإذا تدلت للغروب قارنها فإذا غربت فارقها فلاتصلوا فی هذه الأوقات الثلاث** یعنی بے شک جب سورج نکلتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کے سینگ ہوتے ہیں پھر جب وہ بلند ہوجاتا ہے تو سینگ اس سے الگ ہوجاتا ہے اور جب دوپہر ہوتی ہے تو وہ سینگ پھر سورج کے ساتھ لگ جاتا ہے جب سورج ڈھل جاتا ہے تو الگ ہوجاتا ہے پھر جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوتا ہے تو پھر سورج کے قریب ہوجاتا ہے اور جب ڈوب جاتا ہے تو جدا ہوجاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۶۷۲) امام ابوداؤد اور امام نسائی حضرت عمرو بن عبسہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **إن الشمس تطلع و بین قرنی الشیطان و تغرب بین قرنی شیطان** یعنی بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور دو سینگوں کے درمیان غروب بھی ہوتا ہے۔

(۶۷۳) قرطبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ سورج اس وقت تک کبھی طلوع نہ ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اس کے پاس نہ آجائے پھر اسے طلوع ہونے کا حکم دیتا ہے تو شیطان سورج کے پاس آ کر اسے طلوع ہونے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا ہے مگر سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شیطان کا نچلا حصہ جلادیتا ہے اور جب کبھی سورج غروب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے اس وقت بھی شیطان سورج کے پاس آ کر سجدہ کرنے میں رکاوٹ ڈالنا چاہتا ہے لیکن سورج اس کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شیطان کا نچلا حصہ اس وقت بھی جلادیتا ہے اور یہی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے چنانچہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہی سے طلوع ہوتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگ کے درمیان غروب بھی ہوتا ہے۔

شیطان کی بیٹھک:۔

(۶۷۴) امام احمد ایک صحابی ؓ سے روایت کرتے ہیں **أن النبی ﷺ نهی أن یجلس ألرجل بین الضح و الظل و قال: مجلس الشیطان** یعنی نبی کریم ﷺ نے آدمی کو سائے اور دھوپ کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا اور فرمایا یہ شیطان کی بیٹھک (بیٹھنے کی جگہ) ہے۔

(۶۷۵) ابن ابی شیبہ اور ابوبکر خلال ''کتاب الادب'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں قعود

الرجل بعضه فی الشمس و بعضه فی الظل مقعد الشیطان یعنی آدمی کا اس طرح بیٹھنا کہ اس کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ حصہ سائے میں ہو شیطان کی جگہ بیٹھنا ہے (ایسی جگہ بیٹھنا کہ اس کا کچھ حصہ میں دھوپ ہو اور کچھ سایہ میں ہو تو یہ جگہ شیطان کی بیٹھک ہے)۔

(۶۷۶) ابن ابی شیبہ اور ابوبکر خلال ''کتاب الادب'' میں حضرت سعید بن مسیب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی کے مثل روایت کرتے ہیں اور ابن ابی شیبہ اور ابوبکر خلال ''کتاب الادب'' میں حضرت سعید بن مسیب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں مقیل الشیطان بین الظل و الشمس یعنی شیطان کی بیٹھک سایہ اور دھوپ کے درمیان ہے۔

(۶۷۷) ابوبکر خلال ''کتاب الادب'' میں حضرت قتادہ ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ دھوپ اور سائے کے درمیان شیطان کی بیٹھک ہے۔

حضرت سعید بن مسیب ؓ فرماتے ہیں کہ شیطان دھوپ اور سائے کے درمیان نیند کرتا ہے۔ (مترجم)

ظالم جج شیطان کے گرفت میں:

(۶۷۸) امام ترمذی حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ مع القاضی ما لم یجر فإذا جار تخلی عنه و لزمه الشیطان یعنی جب تک قاضی اور فیصلہ کرنے والا جج ظلم نہ کرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ (کی مدد) اس کے ساتھ ہوتی ہے اور جب وہ ظلم و

زیادتی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہٹ جاتی ہے اور شیطان اس کو قابو کر لیتا ہے۔

شیطان اذان سن کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے:

(۶۷۹) امام بخاری و امام مسلم اور امام ابوداؤد و امام نسائی حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا نودی للصلاة أدبر الشیطان و له ضراط حتیٰ لا یسمع التأذین فإذا قضی النداء أقبل حتیٰ إذا ثوب بالصلوٰة أدبر حتیٰ إذا قضی التثویب أقبل حتیٰ إذا یخطر بین المرء و نفسه یقول: اذکر کذا و اذکر کذا لما لم یکن یذکر من قبل حتیٰ یظل الرجل لا یدری کم صلی یعنی جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا (آواز سے ریح خارج کرتا) ہوا بھاگتا ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز اس کے کان میں نہ پہنچے پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے پھر جب تثویب (تکبیر) کہی جاتی ہے تو بھاگ جاتا ہے اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے تاکہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالے اور کہتا ہے فلاں چیز یاد کرو فلاں چیز یاد کرو (اس کو وہ چیزیں یاد دلاتا ہے) جو اس کو یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعت نماز پڑھی۔

شیطان ایک جوتے میں چلتا ہے:۔

(۶۸۰) حرب الکرمانی اپنے ''مسائل'' میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لا یمشی أحدکم فی نعل واحدة فإن الشیطان یمشی فی نعل واحدة یعنی تم میں سے کوئی شخص ایک

جوتا پہن کر نہ چلے کیوں کہ شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔

انسان کے سجدہ پر شیطان کا واویلا:۔

(۶۸۱) امام احمد وامام مسلم وامام ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا قرأ إبن آدم السجدة فسجد اعتزل الشيطان يبكى يقول يا ويله أمر إبن آدم بالسجود فسجد فله الجنة و أمرت بالسجود فعصيت فلى النار یعنی جب انسان آیتِ سجدہ تلاوت کرتا ہے اور اس پر سجدۂ تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہٹ کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اس کو جنت مل گئی اور مجھے بھی سجدہ کا حکم دیا گیا تو میں نے نافرمانی کی اور مجھے دوزخ ملی۔

(۶۸۲) ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید اللہ بن مقسم سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا لعنت الشيطان قال: لعنت ملعنا و إذا استعذت منه يقول قطعت ظهرى و إذا سجدت يقول يا ويله أمر إبن آدم بالسجود فأطاع و أمر الشيطان فعصى فلإبن آدم الجنة و للشيطان النار یعنی جب تو شیطان پر لعنت کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو نے ملعون پر لعنت کی اور جب تو اس سے پناہ مانگتا ہے تو شیطان کہتا ہے تو نے میری کمر توڑ دی اور جب تو سجدہ کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے ہائے افسوس انسان کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو اس نے فرمانبرداری کی اور شیطان کو حکم دیا گیا تو اس نے نافرمانی کی اسی وجہ سے انسان

کے لئے جنت ہوگئی اور شیطان کے لیے دوزخ۔

شیطان کو گالیاں مت دو:۔

(۶۸۳) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں مخلص حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لاتسبوا الشيطان و تعوذوا بالله من شره یعنی تم شیطان کو گالیاں مت دو بلکہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

نماز میں شیطان کی شرارتیں:۔

(۶۸۴) عبد الرزاق ''المصنف'' میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیطان نماز میں تمہارے ارد گرد گھومتا ہے تا کہ تمہاری نماز باطل کر دے جب نماز باطل کرنے سے مایوس ہو جاتا ہے تو نمازی کی دبر میں پھونک مارتا ہے تا کہ نمازی یہ سمجھے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے لیکن تم میں سے کوئی بھی اپنی نماز نہ توڑے جب تک کہ بدبو نہ پائے یا آواز نہ سنے۔

(۶۸۵) عبد الرزاق ہی ''المصنف'' میں حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح جاری و ساری ہے یہاں تک کہ وہ تمہارے پاس نماز کی حالت میں بھی آ جاتا ہے اور نمازی کی دبر میں پھونکنے لگتا ہے اور اس کے ذکر کے سوراخ کو تر کر دیتا ہے پھر (نمازی سے) کہتا ہے تمہارا وضو ٹوٹ گیا ہے لیکن سنو! تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز ہرگز نہ توڑے جب تک کہ بدبو نہ پائے یا آواز نہ سنے یا تری نہ پائے۔

نماز میں اونگھنا شیطان کی طرف سے ہے:۔

(۶۸۶) طبرانی حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جنگ کے وقت اونگھنا اللہ کی طرف سے امان (رحمت و مدد) ہوتا ہے اور نماز میں اونگھنا شیطان (کی شرارت) سے ہوتا ہے۔

نماز میں چھینک اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے:۔

(۶۸۷) ابن ابی شیبہ اور طبرانی حضرت ابن مسعود ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہ نماز میں جمائی اور چھینک آنا شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

فائدہ جلیلہ:۔ حدیث شریف میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آنا شاہد عدل ہے جیسا کہ طبرانی اور حکیم کی روایت میں ہے کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آجائے تو وہ حق ہے اور دعا کے وقت چھینک آجانا سچا گواہ ہے لیکن نماز میں چھینک آئے تو اسے حتی المقدور دفع کرے۔ اور جماہی نماز میں آنا بہت برا ہے اور شیطان کی طرف سے ہے جس کی کئی حدیثوں میں مذمت آئی ہے اس کے روکنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں فوراً خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ ہیں تو اسی وقت رک جائے گی۔ (از مترجم)

کون سی چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں:۔

(۶۸۸) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں امام ترمذی حضرت دینار ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا **العطاس و النعاس و التثائوب فی الصلوٰۃ و الحیض و القیٔ و الرعاف من الشیطان** یعنی

نماز کے دوران چھینک، اونگھ اور جمائی اور ماہواری، قے اور نکسیر (ناک سے خون گرنا) کا ہونا شیطان کی طرف سے ہے۔

(۶۸۹) ابن ابی شیبہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ نماز میں جمائی اور وعظ و نصیحت کے وقت شدت سے چھینک اور اونگھ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔

شیطان کا قارورہ:۔

(۶۹۰) ابن ابی شیبہ حضرت عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی اطلاع دی گئی کہ شیطان کا قارورہ (پیشاب) بھی ہوتا ہے شیطان قوم کو نماز میں سنگھاتا ہے تاکہ وہ جمائیاں لیں۔ (اور نماز کا خشوع و خضوع باطل ہوجائے)۔

(۶۹۱) عبد الرزاق "المصنف" میں روایت کرتے ہیں کہ شیطان کا ایک قارورہ ہے اس میں کچھ چھڑکنے کی چیز ہے جب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو شیطان ان کو سنگھاتا ہے اور وہ جمائیاں لینے لگتے ہیں لہٰذا جس شخص میں یہ بات پا جائے تو اس شخص کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ہونٹ اور نتھے بند رکھے۔

جلد بازی شیطانی کام ہے:

(۶۹۲) امام ترمذی حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت کرتے ہیں ک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الأناۃ من اللہ عز و جل و العجلۃ من الشیط** یعنی اطمینان اور غور و فکر کے بعد کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی

شیطان کی طرف سے ہے۔

گدھا شیطان کو دیکھتا ہے:۔

(۶۹۳) امام بخاری وامام مسلم حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا سمعتم صراخ الديكة فاسئلوا الله من فضله فإنها رأت ملكا و إذا سمعتم نهيق الحمار فتعوذوا بالله من الشيطان فإنها رأت شيطانا یعنی جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیوں کہ وہ اس وقت فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیوں کہ وہ اس وقت شیطان کو دیکھتا ہے۔

مسجد والوں سے شیطان کی چال:۔

(۶۹۴) امام احمد حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن أحدكم إذا كان في المسجد جاءه الشيطان فأبس به كما يبس الرجل بدابته فإذا سكن له زقه أو ألجمه یعنی تم میں سے جب کوئی مسجد میں ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر پہلے اس کے ساتھ انس ومحبت کرتا ہے جس طرح آدمی اپنے جانور کے ساتھ انس ومحبت کرتا ہے اور جب اس سے مطمئن ہوجاتا ہے تو اس کی گردن میں پھندا ڈال دیتا ہے یا اسے لگام ڈال دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ تم اس کی اس شرارت کا مشاہدہ کرتے ہو اور پھندے والے کو تم اس طرح دیکھتے ہو کہ وہ جھکا ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا اور لگام والے کو اس طرح دیکھتے ہو کہ اس نے اپنا منہ کھولا ہوا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا

ذکر نہیں کرتا۔

شیطان کا نماز کی صف میں گھسنا:۔

(۶۹۵) امام احمد حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا راصوا صفوفكم و قاربوا بينها و حاذوا بالأعناق فو الذى نفسي بيده إني لأرى الشياطين تدخل من خلل الصف كأنه الحذف یعنی اپنی صفیں سیدھی کرو اور مل کر کھڑے ہو (دو آدمیوں کے درمیان فرجہ وخلا نہ ہو) اور اسی طرح دو صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ رکھو (کہ کار گذر جائے بلکہ صرف سجدہ کرنے بھر جگہ رکھو) اور اپنی گردنیں برابر رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میں صفوں کے درمیان خلا میں شیطان کو بکری کے بچے کی طرح گھستا دیکھ رہا ہوں۔

مسجد سے نکلتے وقت شیطان سے حفاظت کا وظیفہ:۔

(۶۹۶) ابن السنی "عمل اليوم و الليلة" میں حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا إن أحدكم إذا أراد أن يخرج من المسجد تداعت جنود إبليس و أجلبت و اجتمعت كما يجتمع النحل على يعسوبها فإذا قام أحدكم على باب المسجد فليقل اللهم إني أعوذ بك من إبليس و جنوده فإنه إذا قالها لم يضره یعنی جب تم میں کا کوئی مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو ابلیس کے لشکر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں تو وہ دوڑ کے اس طرح جمع ہوجاتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے چھتے پر لہٰذا تم میں کا جب کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ یہ دعا پڑھ لے أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ

أَعُوْذُبِکَ مِنْ اِبْلِیْسَ وَ جُنُوْدِہٖ یعنی اے اللہ! میں ابلیس اور اس کی فوج سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اس لئے کہ جب یہ دعا پڑھ لے گا تو یہ ابلیس کی فوج اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

شیطان سے ابن حنظلہ کی ملاقات کا واقعہ:۔

(۶۹۷) ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر حضرت صفوان بن سلیم ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت عبداللہ بن غسیل الملائکہ حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن عامر کی مسجد سے باہر شیطان سے ملاقات ہوگئی تو شیطان نے کہا اے حنظلہ کے بیٹے! مجھے پہچانتے ہو؟ حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے فرمایا ہاں میں تجھے پہچانتا ہوں شیطان نے کہا بتاؤ میں کون ہوں؟ حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے فرمایا تو شیطان ہے، شیطان نے پوچھا تم نے مجھے کیسے پہچانا؟ حضرت عبداللہ بن حنظلہ نے فرمایا جب میں مسجد سے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے باہر نکلا تو جب میں نے تجھے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کے بجائے میری نظر تجھے دیکھنے میں مشغول ہوگئی اس سے میں جان گیا کہ تو شیطان ہی ہے شیطان نے کہا اے حنظلہ کے بیٹے! تم نے بالکل درست کہا میں ایک بات تمہیں سکھاتا ہوں اسے تم میری طرف سے یاد کرلو حضرت عبداللہ نے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے شیطان نے کہا دیکھ لیں اگر بہتر ہو تو قبول فرمائیں اگر غلط ہو تو ٹھکرا دیں اے ابن حنظلہ! اپنی پسند کی چیز اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مت مانگنا اور اس کا خاص خیال رکھنا کہ غصہ کے وقت آپ کی حالت کیا ہوتی ہے۔

قارون کو شیطان کے گمراہ کرنے کا عبرتناک واقعہ:۔

(۶۹۸) ابن ابی الدنیا حضرت ابی الحواری سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان اور دوسرے حضرات سے سنا ہے کہ ابلیس ملعون قارون کے سامنے اسے گمراہ کرنے کے لئے ظاہر ہوا جب کہ قارون چالیس سال تک پہاڑ میں رہ کر عبادت کر چکا تھا اور بنی اسرائیل کی قوم سے عبادت کرنے میں فوقیت رکھتا تھا ابلیس نے اس کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سے شیاطین بھیجے لیکن کوئی بھی اس کو گمراہ نہ کر سکا تو ابلیس خود اس کے سامنے آیا اور اس کے ساتھ ہی پہاڑ میں عبادت کرنے لگا قارون روزہ افطار کر لیتا لیکن ابلیس روزہ افطار نہ کرتا اور شیطان قارون کو اپنی عبادت ایسی دکھانے لگا کہ اس کی عبادت جیسی عبادت کرنے سے عاجز ہو جاتا (قارون کی ہمت جواب دے جاتی) چنانچہ قارون نے اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تو ابلیس نے کہا اے قارون! بس تو اسی پر راضی وقناعت کر کے بیٹھ گیا ہے تو بنی اسرائیل کے جنازوں میں بھی نہیں جاتا اور ان کے ساتھ جماعت میں بھی شریک نہیں ہوتا اس طرح ابلیس نے قارون کو پہاڑ سے چکر دیکر گرجا گھر میں داخل کر دیا اور بنی اسرائیل ابلیس اور قارون کے پاس کھانا لانے لگے تو ابلیس نے کہا اے قارون! ہم اسی پر راضی ہوگئے اور بنی اسرائیل پر بوجھ بن گئے ہیں تو قارون نے کہا پھر کیا رائے ہے؟ ابلیس نے کہا ہم ایک دن محنت کریں اور ہفتہ کے باقی ایام عبادت میں گذاریں قارون نے کہا بالکل درست ہے چند دن کے بعد پھر ابلیس نے کہا ہم تو اسی پر خوش ہو کر بیٹھ گئے ہیں نہ ہم صدقہ کرتے ہیں اور نہ خیرات، تو قارون نے کہا پھر کیا رائے ہے ہمیں کیا

کرنا چاہئے؟ ابلیس نے کہا ہم کو ایک دن تجارت کرنا چاہئے اور ایک دن عبادت جب اس نے یہ کام شروع کردیا تو ابلیس اس سے علیحدہ ہوگیا اور اسے چھوڑ دیا اور قارون کے سامنے دنیا کے خزانے جمع ہوگئے (اس طرح وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آ گیا اور زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔)

آدمی کو قتل کرنا شیطان نے سکھایا:۔

(۶۹۹) میں (امام سیوطی) کہتا ہوں ابن جریر حضرت ابن جریج سے راوی کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے جس بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا حالانکہ وہ قتل کرنا نہیں جانتا تھا کہ اس کو کیسے قتل کرے تو ابلیس اس کے سامنے ایک پرندے کی شکل میں ظاہر ہوا اس نے ایک پرندے کو پکڑا اور اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھ کر توڑ دیا اس طرح ابلیس نے اس کو قتل کرنا سکھا دیا۔

قتل ہابیل پر حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان میں مکالمہ:

(۷۰۰) خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

(۱)

تغیرت البلاد و من علیها

فوجه الأرض مغبر قبیح

تمام شہر اور ان کے باشندے متغیر و پریشان ہوگئے اور زمین کی سطح غبار آلود و بدصورت ہوگئی۔

(۲)

تغیر کل ذی لون و طعم

و قل بشاشة الوجه الملیح

ہر رنگ دار و مزہ دار چیز بدل گئی اور حسین و جمیل چہرہ کی تروتازگی ماند پڑ گئی۔

(۳)

قتل قابیل هابیلا أخاه

فواحزنا مضی الوجه الملیح

قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا ہائے افسوس اس نے ہمیں پریشان و غمگین کردیا آہ خوبصورت چہرے رخصت ہوگئے۔

ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے جواب میں کہا:

(۱)

تنح عن البلاد و ساکنیها

فبی فی الخلد ضاق بک الفسیح

تو شہروں سے اور اس کے باشندوں سے الگ ہوگیا میری وجہ سے تجھ پر ا وسیع و عریض جنت تنگ ہوگئی۔

(۲)

و کنت بها و زوجک فی رخاء
و قلبک من أذی الدنیا مریح

جبکہ جنت میں تو اور تیری بیوی خوش وخرم تھے اور تمہارے دل دنیا کی تکالیف سے محفوظ تھے۔

(۳)

مهما انفکت مکایدتی و مکری
إلی أن فاتک الثمر الدبیح

میں نے بھی اپنے مکر اور چالبازیاں ہمیشہ جاری رکھیں یہاں تک کہ تم سے تر وتازہ کھجور بھی چھن گئی۔

شیطان نے حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام کو کیسے قتل کرایا:

(۱۰۷) اسحاق بن بشر "المبتدا" میں اور ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات حضرت زکریا علیہ السلام کو آسمان پر دیکھا تو حضور ﷺ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا اے ابو یحییٰ! مجھے اپنے قتل کے متعلق بتائیے کہ آپ کا قتل کیسے ہوا تھا اور آپ کو بنی اسرائیل نے کیوں قتل کیا؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد! ﷺ یحییٰ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ نیک تھے اور سب سے زیادہ خوبصورت اور حسین چہرے والے تھے اور وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ﴿سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا﴾ (پ۳ سورۃ

آل عمران آیت ۳۹) اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بیوی اس کی خواہش کر بیٹھی یہ عورت زنا کار تھی اس نے یحییٰ کی طرف پیغام بھیجا لیکن اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو بچایا اور یحییٰ رک گئے اور اس کے پاس جانے سے منع کر دیا تو اس نے یحییٰ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا یہ لوگ ہر سال ایک عید منایا کرتے تھے اور بادشاہ کے پاس جمع ہوتے تھے اور بادشاہ کی یہ عادت تھی کہ وہ جب وعدہ کرتا تھا تو نہ تو اس کے خلاف کرتا تھا اور نہ جھوٹ بولتا تھا چنانچہ یہ بادشاہ عید کے لئے گھر سے نکلا تو اس کی ملکہ نے بھی کھڑے ہو کر اسے رخصت کیا تو بادشاہ حیران ہو گیا کیوں کہ ملکہ نے ایسا کبھی نہیں کیا تھا جب وہ اس کو رخصت کر چکی تو بادشاہ نے کہا مجھ سے مانگو آج جو بھی مانگو گی دوں گا ملکہ نے کہا میں تو یحییٰ بن زکریا کا خون مانگتی ہوں بادشاہ نے کہا اس کے سوا کچھ اور مانگو ملکہ نے کہا مجھے وہی چاہئے بادشاہ نے کہا اچھا اس کا خون تجھے بخشا پھر اس نے یحییٰ کے پاس کچھ جنگجو بہادر بھیجے یحییٰ اس وقت اپنی محراب میں نماز پڑھ رہے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ ایک پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا چنانچہ ان کو ایک تشتری میں ذبح کر دیا گیا اور ان کا سر اور خون ملکہ کو بھیج دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ نے پوچھا اس وقت آپ کے صبر کی کیا حالت تھی؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا میں نے اپنی نماز نہیں توڑی جب یحییٰ کا سر مبارک اس کے پاس بھیجا گیا اور اس کے سامنے رکھا گیا تو وہ بہت خوش ہوئی لیکن جب شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو شاہی خاندان اور اس کی جاہ وحشمت سمیت زمین میں دھنسا دیا جب صبح ہوئی تو بنی اسرائیل نے کہا زکریا کا معبود زکریا کی وجہ سے غضب ناک

ہو گیا ہے آؤ ہم اپنے باشاہ کی خاطر غصہ میں آ کر زکریا کو بھی قتل کر دیں چنانچہ وہ مجھے قتل کرنے کی غرض سے میری تلاش میں نکل پڑے اور میرے پاس ایک ڈرانے والا آیا تو میں اس سے بھاگ نکلا اور ابلیس ان کے آگے آگے تھا وہ ان کی میری طرف رہنمائی کر رہا تھا جب میں ان سے ڈر گیا کہ اب میں ان کو عاجز نہیں کر سکتا تو میرے لئے درخت پیش کیا گیا تو درخت نے کہا میری طرف آ جائیں اور وہ میرے لئے پھٹ گیا تو میں اس میں داخل ہو گیا ابلیس بھی وہاں پہنچ گیا اور میری چادر کا ایک کنارہ پکڑ لیا اور اسی دوران درخت نے مجھے اپنے اندر چھپا کر مل گیا اور میری چادر کا ایک کنارہ درخت سے باہر رہ گیا جب بنی اسرائیل پہنچے تو ابلیس نے کہا تم نے زکریا کو دیکھا نہیں وہ اس درخت میں گھس گیا ہے یہ اس کی چادر کا کنارہ ہے اور وہ اس میں اپنے جادو کے زور سے داخل ہو گیا ہے بنو اسرائیل نے کہا ہم اس درخت کو جلا دیتے ہیں ابلیس نے کہا بلکہ تم اس کو آرہ سے دو ٹکڑے کر دو چنانچہ مجھے درخت سمیت آرہ کے ساتھ دو ٹکڑا کر دیا گیا۔

جمائی اور شیطان:۔

(۷۰۲) امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں إن اللہ یحب العطاس و یکرہ التثاؤب فإذا عطس أحدکم فحمد اللہ فحق علی کل مسلم سمعه أن یشمته و یقول یرحمک اللہ و أما التثاوب فإنما هو من الشیطان فإذا تثاؤب أحدکم فلیردہ ما استطاع فإذا قال ها

ضحک منه الشیطان یعنی اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے تم میں سے جو کوئی چھینک مارے اور اس پر الحمد للہ کہے تو ہر مسلمان پر حق ہے جو اس کو سنے تو یوں کہے یرحمک اللہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو حتی المقدور اس کو روکے کیوں کہ تم میں جو کوئی جمائی کے وقت منہ کھول کر کہتا ہے "ہا" تو اس سے شیطان خوش ہوتا ہے۔

شیطان جمائی لینے والے کے پیٹ میں ہنستا ہے:۔

(۷۰۳) امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا العطاس من اللہ و التثاؤب من الشیطان فإذا تثائب أحدکم فلیضع یدہ علی فیه و إذا قال آہ آہ فإن الشیطان یضحک من جوفه و إن اللہ عز و جل یحب العطاس و یکرہ التثاؤب فإذا قال الرجل آہ آہ إذا تثائب فإن الشیطان یضحک فی جوفه یعنی چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا کرے کیوں کہ جب آدمی جمائی لیتے وقت کہتا ہے آہ آہ تو شیطان اس کے اندر سے ہنستا ہے اور اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے جب آدمی جمائی کے وقت آہ آہ کرتا ہے تو شیطان اس کے پیٹ میں ہنستا ہے۔

جمائی کے وقت شیطان بندے کے پیٹ میں گھس جاتا ہے:۔

(۷۰۴) امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا تثائب أحدكم فليضع يده على فيه فإن الشيطان يدخل مع التثاؤب یعنی جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کیوں کہ شیطان جمائی کے ساتھ اندر گھس جاتا ہے۔

چھینک اور جمائی شیطان کے اثر سے ہے:۔

(۷۰۵) ابن السنی "عمل اليوم و الليلة" میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا شدید قسم کی چھینک اور سخت قسم کی جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

چھینک اور ڈکار میں بلند آواز شیطان کو پسند ہے:۔

(۷۰۶) امام ابوداؤد نے اپنی "مراسیل" میں حضرت یزید بن مرثد سے اور امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت شداد بن اوس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا تجشأ أحدكم أو عطس فلا يرفع بهما الصوت فإن الشيطان يحب أن يرفع بهما الصوت یعنی جب تم میں سے کوئی ڈکار لے یا کوئی چھینکے تو ان دونوں میں آواز بلند نہ کرے کیوں کہ شیطان ان دونوں میں آواز بلند کرنے کو پسند کرتا ہے۔

شیطان کا رنگ:۔

(۷۰۷) ابو احمد حاکم "الکنی" میں اور ابن عدی، ابن قانع، ابن السکن، ابن

مندہ اور ابونعیم "المعرفہ" میں اور امام بیہقی "شعب الایمان" میں حضرت رافع بن یزید ثقفی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن الشيطـان يحب الحمرة فإياكم و الحمرة و كل ثوب ذی شهرة یعنی شیطان سرخی کو پسند کرتا ہے تم اپنے کو سرخی سے بچاؤ اور ہر قسم کے تکبر پیدا کرنے والے لباس سے بھی بچاؤ۔

شیطان کا لباس اور کپڑے لٹکانے کا حکم:۔

(۷۰۸) طبرانی "اوسط" میں حضرت جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں ک
رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اطووا ثيابكم ترجع إليها أرواحها فإن الشيطان إذا وجد ثوبا مطويا لم يلبسه و إذا وجد منشورا لبسه یعنی اپنے لباس (پہننے کے کپڑے) لپیٹ کر رکھا کرو تو ان کی طاقت باقی وقائم رہے گی اس لئے کہ شیطان جب کوئی کپڑا لپٹا ہوا پاتا ہے تو اس کو نہیں پہنتا لیکن جب وہ کھلا (لٹکا ہوا) پاتا ہے تو شیطان اس کو پہن لیتا ہے۔

بغیر شملہ کا عمامہ شیطان کی پگڑی ہے:۔

(۷۰۹) امام بیہقی حضرت طاؤس ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہ
جو شخص اپنے سر پر عمامہ لپیٹتا ہے اور عمامہ اپنی ٹھوڑی کے نیچے نہیں کرتا ہے (عما
شملہ ایک بالشت کا ہو) تو وہ شیطان کی پگڑی ہے۔

ایک سانس میں پانی پینا شیطانی طریقہ ہے:۔

(۷۱۰) امام بیہقی حضرت ابوبکر محمد بن شہاب زہری ؓ سے روایت کر

ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی نوش فرماتے تو تین سانس میں نوش فرماتے حضور ﷺ نے ایک سانس میں غٹ غٹ پینے سے منع فرمایا اور فرمایا (ایک سانس میں پینا) شیطان کا پینا ہے۔

(۷۱۱) امام بیہقی حضرت عکرمہ ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہ ایک سانس میں پانی مت پیو کیونکہ یہ شیطان کے پینے کا طریقہ ہے۔

کھلے برتن میں شیطان تھوکتا ہے:۔

(۷۱۲) عبدالرزاق ''المصنف'' میں اور ابن ابی شیبہ حضرت ابوجعفر محمد بن عبدالرحمان بن یزید وہ حضرت زادان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب برتن رات بھر کھلا رہتا ہے اس پر کوئی چیز نہ رکھی ہو تو شیطان اس میں تھوک دیتا ہے۔ حضرت ابوجعفر فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی تو انہوں نے اتنے اضافے کے ساتھ فرمایا کہ یا اس میں سے پی لیتا ہے۔

تلّی شیطان کا لقمہ ہے:۔

(۷۱۳) ابن ابی شیبہ حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ تلّی شیطان کا لقمہ ہے۔

گھنٹی والے جانور پر شیطان سوار ہوتا ہے:۔

(۷۱۴) ابن ابی شیبہ حضرت خالد بن معدان ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایسی اونٹنی پر گزرے جس کی گردن میں گھنٹی بندھی ہوئی تھی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ھذہ مطیة الشیطان

یعنی یہ شیطان کی سواری ہے (جس سواری کی گردن میں گھنٹی بندھی ہوتی ہے اس پر شیطان سوار رہتا ہے یا کم از کم اس کا اثر ہوتا ہے)۔

ہر گھنٹی کے پیچھے شیطان:۔

(۷۱۵) ابن ابی شیبہ حضرت علی بن ابی لیلیٰ علیہ الرحمہ سے راوی فرماتے ہیں ہر گھنٹی کے پیچھے شیطان ہوتا ہے۔

مؤمن کے سامنے شیطان کی بزدلی اور جراتمندی:

(۷۱۶) ابونعیم حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لایزال الشیطان ذعرا من المؤمن ما حافظ علی الصلوات الخمس فإذا ضیعهن تجرأ علیه و أوقعه فی العظائم وطمع فیه یعنی جب تک مؤمن نماز پنجگانہ کی پابندی وحفاظت کرتا ہے تو شیطان اس سے خوفزدہ رہتا ہے اور جب ان نمازوں کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر دلیر ہوجاتا ہے اور اس کو بڑے گناہوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس کی (گناہ) لالچ میں پڑ جاتا ہے۔

شیطان کو گالیاں مت دو:۔

(۷۱۷) دیلمی حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لاتسبوا الشیطان و تعوذوا باللہ من شره یعنی تم شیطان کو گالیاں مت دو بلکہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ بعینہ یہی روایت (۶۸۳) پر بھی گزر چکی ہے۔

شیطان کے ہتھکنڈے:۔

(۷۱۸) ابن لال ’’مکارم الاخلاق‘‘ میں اور ابن عساکر حضرت نعمان بن بشیر ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن للشیطان مصالی و فخوخا و إن من مصالیه و فخوخه البطر بنعم اللّٰه و الفخر بعطاء اللّٰه و الکبر علی عباد اللّٰه و اتباع الهوای فی غیر ذات اللّٰه تعالیٰ یعنی شیطان کے بہت سے پھندے اور جال ہیں شیطان کے پھندوں اور جالوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی زیادتی نعمت پر اترانا اور ناشکری کرنا ہے اور (دوسرے) اللہ تعالیٰ کی عنایات و بخشش پر فخر کرنا ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ کے بندوں پر تکبر کرنا ہے اور (چوتھے) اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا میں خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔

انسان شراب نوشی سے شیطان کے قبضہ میں ہوجاتا ہے:۔

(۷۱۹) طبرانی ’’کبیر‘‘ میں حضرت قتادہ بن عیاش الجرشی ؓ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لایزال العبد فی فسحة من دینه ما لم یشرب الخمر فإذا شربها صرف اللّٰه عنه غیره و کان الشیطان ولیه و سمعه و بصره و رجله یسوقه إلی کل شر و یصرفه عن کل خیر یعنی بندہ جب تک شراب نہیں پیتا تب تک ہمیشہ اپنے دین میں ترقی کرتا رہتا ہے اور جب شراب پی لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری دوسرے کی طرف پھیر دیتا ہے اور شیطان اس کا دوست بن جاتا ہے اور اس کے کان، آنکھ اور

پاؤں بن جاتا ہے جس سے شیطان اسے ہر برائی کی طرف ہانک لے جاتا ہے اور اسے ہر قسم کی خیر و بھلائی سے پھیر دیتا ہے۔

شیطان ٹوٹے برتن سے پیتا ہے:۔

(۷۲۰) ابونعیم حضرت عمرو بن ابی سفیان سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا لاتشربوا من الثلمة التی تکون فی القدح فإن الشیطان یشرب منها یعنی تم پیالے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے نہ پیو کیوں کہ اس جگہ سے شیطان پیتا ہے۔

ایک انگلی سے شیطان کھاتا ہے:۔

(۷۲۱) دیلمی اور ابن النجار حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا الأکل بأصبع واحدة أکل الشیطان و باثنتین أکل الجبابرة و بالثلاثه أکل الأنبیاء یعنی ایک انگلی سے شیطان کھاتا ہے دو سے ظالم و جابر کھاتے ہیں اور تین سے انبیائے کرام علیہم السلام کھاتے ہیں (یعنی تین انگلیوں سے کھانا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے)۔

شیطان کا ایک نبی سے مکالمہ:۔

(۷۲۲) ابن جریر حضرت یزید بن قسیط ؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرات انبیائے کرام کی مسجدیں ان کی سکونت کی جگہوں سے باہر ہوتی تھیں جب کوئی نبی اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتے تو اپنی مسجد چلے جاتے اور جو (عبادت) اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں اسے ادا فرماتے پھر

جوان پر ظاہر ہوتا اس کا سوال کرتے چنانچہ اسی طرح ایک نبی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ابلیس آیا اور ان کے اور قبلہ کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ O پڑھا ابلیس نے کہا آپ مجھے یہ بتائیے کہ آپ مجھ سے کیسے محفوظ ہو جاتے ہیں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تو مجھے بتا کہ تو انسانوں پر کیسے غالب ہو جاتا ہے؟ تو دونوں آپس میں ایک دوسرے سے مکالمہ کرنے لگے تو اس نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ O﴾ (پ۱۴، سورۂ حجر، آیت ۴۲) یعنی (اے شیطان!) بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ ابلیس نے جواب میں کہا میں نے یہ بات آپ کے پیدا ہونے سے پہلے سن لی تھی تو اس نبی علیہ السلام نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے ﴿وَ إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ O﴾ (پ۹، سورۂ اعراف، آیت ۲۰۰، پ۲۴ سورۂ حم سجدہ، آیت ۳۶) یعنی اور اے سننے والے! اگر شیطان تجھے وسوسہ دے تو اللہ کی پناہ مانگ۔

اللہ کی قسم میں نے جب کبھی بھی تجھے محسوس کیا ہے تجھ سے اللہ کی پناہ مانگی ہے ابلیس نے کہا بالکل آپ نے سچ فرمایا اسی سے آپ مجھ سے نجات پا جاتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو مجھے بتا کہ تو انسان پر کس چیز سے غلبہ حاصل کرتا ہے؟ ابلیس نے کہا میں انسان پر اس کے غصہ اور اس کی خواہشات کے وقت غلبہ حاصل کر لیتا ہوں۔

شیطان کو عابد بن کر دھوکہ بازی کی عجیب حکایت:۔

(۷۲۳) ابو عبداللہ محمد بن باکویہ شیرازی اپنی کتاب "حکایات صوفیہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست تھا جو رات میں اپنے گھر میں نوافل پڑھتا تھا جب وہ نماز شروع کرتا اور تکبیر تحریمہ کہتا تو ایک شخص سفید لباس پہنے اس کے پاس آتا اور اس کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز شروع کر دیتا اس کا رکوع و سجود ہمارے دوست کے رکوع اور سجود سے زیادہ اچھا ہوتا اس کے اس رکوع و سجود نے اسے حیرت میں ڈال دیا چنانچہ اس نے اپنے کسی دوست سے اس بات کا تذکرہ کیا تو وہ شخص میرے پاس آیا اور اس کے متعلق مجھ سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ میں (ابن عباس) نے کہا تم اس نمازی سے کہو کہ وہ سورۂ بقرہ پڑھے اگر وہ اس کے باوجود اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے تو وہ فرشتہ ہے اور اس کو مبارک ہو اور اگر وہ بھاگ جائے تو وہ شیطان ہے چنانچہ اس نے اس نمازی سے یہی بات کہی پھر جب اس نمازی نے نماز شروع کی تو وہ شخص آ گیا اور اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا جب اس نے سورۂ بقرہ پڑھی تو وہ شیطان گوز مارتا بھاگ گیا۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کی شیطان سے ملاقات اور اس کے آلات گمراہی:۔

(۷۲۴) ابن نجار "تاریخ نجار" میں حضرت ابو القاسم جنید بغدادی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میں پندرہ سال تک اپنی نماز میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا رہا کہ مجھے ابلیس کو دکھا دے چنانچہ جب میں ایک دن گرمیوں میں

دوپہر کے وقت دونوں دروازوں کے درمیان میں بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہا تھا کہ اچانک رونے کی آواز بلند ہوئی (شیطان آ گیا) میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ہوں میں نے پھر دوبارہ کہا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میں ہوں میں نے تیسری مرتبہ پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ہوں میں نے کہا پھر تم ابلیس ہی ہو اس نے کہا ہاں ابلیس ہی ہوں تو میں چلا اور اس کے لئے دروازہ کھول دیا تو ایک بوڑھا شخص داخل ہوا اس پر بالوں کی (اونی) رنگ برنگی ٹوپی اور اون کا کرتا تھا اور اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا جس کے نیچے پھل لگا ہوا تھا پھر میں واپس آ کر دونوں دروازوں کے درمیان اپنی جگہ پر بیٹھ گیا ابلیس نے مجھ سے کہا تم میری جگہ سے اٹھ جاؤ کیوں کہ دونوں دروازوں کے درمیان میرے بیٹھنے کی جگہ ہے چنانچہ میں وہاں سے اٹھ گیا اور وہ وہاں بیٹھ گیا میں نے اس سے کہا تو لوگوں کو کیسے گمراہ کرتا ہے؟ تو اس نے اپنی آستین سے ایک روٹی نکالی اور کہا اس کے ذریعہ۔ میں نے پوچھا تو لوگوں کے بُرے اعمال ان کے سامنے اچھا و خوبصورت کس طرح کرتا ہے؟ تو اس نے ایک آئینہ نکالا اور کہا میں ان کے برے اعمال اس کے ذریعہ سے خوبصورت دکھاتا ہوں پھر اس نے کہا بتاؤ تم کیا چاہتے ہو اور اپنی گفتگو کو مختصر کرو۔ میں نے کہا جب تمہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ ابلیس نے کہا مجھے اس پر غیرت آئی تھی کہ میں کسی غیر کو سجدہ کروں پھر وہ میرے سامنے سے چھپ گیا اور میں نے اسے نہیں دیکھا۔

شیطان کے استاد:۔

(۷۲۵) ابن عساکر عبدالغفار بن شعیب سے راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری شیطان سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا پہلے تو میں لوگوں کو شیطانی تعلیم دیتا تھا لیکن اب یہ حال ہوگیا ہے کہ میں ان لوگوں سے ملاقات کر کے ان سے شیطانی تعلیم حاصل کرتا ہوں (یعنی لوگ شیطانی کاموں میں مجھ سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں)۔

بغیر بسم اللہ سواری کرنے سے شیطان سفر کا ساتھی ہوجاتا ہے:۔

(۷۲۶) دیلمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إذا ركب العبد الدابة فلم يذكر اسم اللّٰه تعالىٰ ردفه الشيطان و قال تغن فإذا كان لايحسن الغناء قال له تمن فلايزال في أمنيته حتىٰ ينزل یعنی جب کوئی بندہ سواری پر سوار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے یعنی اس کا رفیق سفر ہوجاتا ہے اور اس کو کہتا ہے کچھ گاؤ جب وہ اچھی طرح نہیں گا پاتا تو اس سے کہتا ہے کوئی آرزو کرو چنانچہ وہ آرزو میں ہی لگا رہتا ہے حتیٰ کہ سواری سے اتر جاتا ہے۔

راستہ بھلانے والے شیاطین:۔

(۷۲۷) طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا إن لإبليس مردة من الشياطين يقول لهم عليكم بالحجاج و المجاهدين فأضلوهم عن السبيل یعنی

ابلیس کے کچھ سرکش شیاطین ہیں ابلیس ان سے کہتا ہے تم حاجیوں اور مجاہدوں کے پاس جاؤ اوران کوراستہ سے بھٹکادو۔

شیاطین سے حفاظت کاایک طریقہ:۔

(۷۲۸) ابن عدی حضرت ابوامامہؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں أجيفوا أبوابكم و أكفئوا آنيتكم و أو كئوا أسقيتكم و أطفئوا سرجكم فإنهم لم يؤذن لهم بالتسور عليكم یعنی اللہ کا نام لے کراپنے دروازے بند کرواوراپنے برتنوں کوڈھانکواوراپنے مشکیزوں کے منہ باندھواوراپنے چراغوں کو بجھادواس لئے کہ ایسا کرنے سے ان (شیطانوں) کودیوار پھاندنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

ابلیس لعین کے احوال کی حدیثیں:۔

(۷۲۹) عبد بن حمید حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ تم میں کا جب کوئی اپنے حجرے کے دروازے پرآئے تو وہ سلام کرے تو ہمزاد شیطان داخل نہ ہوسکے گا اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہوتو اس گھر کے رہنے والے شیاطین نکل جائیں گے اور جب تم سوار ہوتو پہلے سے بیٹھنے والے کوسلام کروتو وہ تمہاری سواریوں اور مالوں میں شریک نہ ہوسکے گا اوراگر تم نے ایسا نہ کیا تو وہ تمہارا شریک ہوجائے گا اور جب تم کھانا کھاؤ تو بسم اللہ پڑھ لوتا کہ تم اپنے کھانے میں اسے شریک نہ کرواس لئے کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو وہ تمہارے کھانے میں شریک ہوجائے گا اورتم لوگ اپنے گھروں میں کوڑا کرکٹ نہ رکھوکہ یہ

شیطان کی جگہ ہےاوراپنے گھروں میں رات کے وقت رومال نہ پھیلا رکھوکہ یہ اس کا ٹھکانہ ہےاور چوپایوں کی پیٹھوں پر بچھنے والے بستر نہ بچھاؤ اور نہ اپنے گھروں کوکھلا رکھواور نہ کھلی چھت جس پر پردے کی دیوار نہ ہواس پررات بسر کرو (بغیر پردے والی چھت پر نہ سوؤ) اور جب تم کتے یا گدھے کی آواز سنوتو اللہ کی پناہ مانگواس لئے کہ گدھا نہیں چیختا اور کتا نہیں بھونکتا جب تک کہ یہ شیطان کونہ دیکھ لیں۔

شیطان کے دوست کے عجائب:۔

(۷۳۰) ابو عبد الرحمان محمد بن المنذر رالھروی المعروف بشکر ''کتاب العجائب'' میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن ادریس نے بیان کیا کہ میں نے صاحب حدیث محمد بن عصمہ سے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے بغداد میں ایک شیخ کوفرماتے سنا جوواقعہ عبداللہ بن ہلال (کوفی جادوگر) کے واقعہ میں سے ہے کہ یہ ایک دن کوفہ کی کسی گلی سے گذراوہاں کسی آدمی کا شہد بہہ گیا تھااور بچے جمع ہوکر شہد چاٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اللہ ابلیس کورسوا کرے اللہ ابلیس کورسوا کرے تو عبداللہ بن ہلال نے بچوں سے کہااے بچو!تم ''اللہ ابلیس کورسوا کرے'' مت کہو بلکہ ''اللہ ہماری طرف سے ابلیس کوجزائے خیر دے'' کہواس لئے کہ اس نے ہمارے ساتھ بھلائی کی کہ اس نے شہد گرایااورہمیں اس کا چاٹنا نصیب ہوا۔ کہتے ہیں کہ ابلیس عبداللہ بن ہلال کے پاس آیااوراس سے کہا تمہارا مجھ پر احسان ہے کیوں کہ تو نے بچوں کو مجھے گالیاں دینے سے منع کیا ہے میں تمہیں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں پھراس نے اپنی انگوٹھی دے کرکہا تجھے جو حاجت بھی پیش آئے تو اس سے پوری کر لینا میں اور میرالشکر تمہاری تما

پسندیدہ باتیں سنیں گے اور اس میں تمہاری اطاعت کریں گے چنانچہ عبداللہ بن ہلال کو جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ اسی وقت پوری ہو جاتی۔

دوسرا واقعہ:۔

حجاج بن یوسف (ظالم و جابر گورنر) کی ایک لونڈی تھی جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا ایک دن ایک شخص نے حجاج کے محل میں مزدوری کی تو اس نے اس لونڈی کو دیکھ لیا اور اسے پسند آ گئی اس (مزدور) اور عبداللہ بن ہلال میں دوستی تھی چنانچہ وہ عبداللہ بن ہلال کے پاس آیا اور اسے اس بات سے باخبر کیا تو عبداللہ بن ہلال نے اس سے کہا آج گھر میں تیار رہنا میں آج رات اسے تیرے پاس لے آؤں گا چنانچہ جب رات تاریک ہو گئی تو عبداللہ بن ہلال اس کے پاس اس لونڈی کو لے آیا تو لونڈی صبح تک اس شخص کے پاس رہی پھر وہ اس لونڈی کو ایک عرصہ تک ہر رات اس شخص کے پاس پیش کرتا رہا تو اس خوف اور جاگنے کی وجہ سے لونڈی کا رنگ پیلا پڑ گیا چنانچہ حجاج نے اس سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تم دن میں زیادہ سوتی ہو اور تمہارا رنگ زرد پڑ گیا ہے؟ باندی نے کہا کہ جب لوگ سو جاتے ہیں تو میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھے ایک نوجوان کے گھر میں لے جاتا ہے اور میں صبح تک اس کے ساتھ رہتی ہوں جب صبح ہوتی ہے تو میں اپنے آپ کو محل میں دیکھتی ہوں حجاج نے پوچھا کیا تو محل میں کسی کو پسند کرتی ہے؟ باندی نے کہا نہیں حجاج نے خلوق خوشبو کا ایک تھال لانے کا حکم کر کے منگایا (خلوق ایک قسم کی خوشبو ہے جو زعفران سے بنائی جاتی ہے یہ مردوں پر حرام ہے) اور باندی سے کہا جب وہ شخص تجھے لے جائے تو تو اپنا ہاتھ اس خلوق خوشبو

میں رنگ لینا اور تو اس شخص کے گھر پہنچ جائے تو یہ اس کے دروازے کو لگا دینا (چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا) ادھر حجاج نے صبح ہوتے ہی محافظ بھیج دیئے محافظ نے اس شخص کا گھر پہچان لیا چنانچہ وہ اس جوان کو پکڑ کر حجاج کے پاس لے آئے تو حجاج نے اس سے کہا میں تجھے امان دیتا ہوں تم مجھے اپنے قصے سے آگاہ کرو چنانچہ اس نے سارا واقعہ سنا دیا تو حجاج نے عبداللہ بن ہلال کو طلب کیا لوگ اسے لے آئے حجاج نے اس سے پوچھا اے اللہ کے دشمن! تو نے ساری دنیا کو چھوڑ دیا اور تو نے میرے ساتھ یہ شرارت کی۔ پھر حجاج نے غلام سے تلوار اور چمڑے کا فرش (جو مجرم کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جاتا ہے) منگایا کہتے ہیں عبداللہ بن ہلال نے دھاگہ کا گولہ نکالا اور اس کا ایک کنارہ حجاج کو پکڑا دیا اور کہا تم اس کو مضبوطی سے پکڑو میں تمہیں اپنے قتل کرنے سے پہلے عجیب و غریب تماشا دکھاتا ہوں پھر عبداللہ نے گولہ فضا میں پھینکا اور خود اس دھاگہ سے لٹک گیا اور اوپر چڑھنے لگا جب وہ محل کے اوپر والی منزل میں پہنچ گیا تو کہا اے حجاج! تو میرا کیا بگاڑ سکتا ہے اور فرار ہو گیا اور نظر نہ آیا۔

تیسرا واقعہ:۔

ایک مرتبہ اتفاق ہوا کہ حجاج بن یوسف نے اس سے پہلے بھی عبداللہ بن ہلال کو گرفتار کر کے اسے قید خانہ میں بند کر دیا عبداللہ بن ہلال نے زمین پر ایک کشتی کی شکل کا نقشہ بنایا اور قیدیوں سے کہا کہ جو بصرہ جانا چاہے وہ میرے ساتھ سوار ہو جائے کہتے ہیں چند لوگوں نے اس کا مذاق اڑایا اور دوسرے چند لوگ سوار ہو گئے ت اس کے بعد قید خانہ میں ان (سوار ہونے والوں) میں سے کوئی نظر نہیں آیا۔

چوتھا واقعہ:۔

(۷۳۱) اس قصہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے ''لسان المیزان'' میں عبداللہ بن ہلال کوفی المعروف بصدیق ابلیس (ابلیس کا دوست کے نام سے مشہور ہے) کے عنوان میں بیان کیا پھر فرمایا کہ ابوعبدالرحمٰن محمد المعروف بشکر ''العجائب'' میں بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یحیٰ بن علی بن حسن بن حمدان بن یزید بن معاویہ السعدی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے احمد بن عبدالملک نے بیان کیا کہتے ہیں ایک شخص عبداللہ بن ہلال کے پاس آیا اور عبداللہ بن ہلال شیطان کا دوست تھا اور وہ شیطان کی خاطر عصر کی نماز چھوڑ دیتا تھا اس کے کام اور اس کی ضرورتیں اسی وقت پورے ہو جاتے تھے چنانچہ اس کے پاس آنے والے شخص نے کہا میرا ایک دولت مند پڑوسی ہے وہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرتا ہے اور بڑا کام آتا ہے اس کی ایک خوبصورت اور بہت حسین و جمیل بیٹی ہے جس سے میں بہت محبت کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم ابلیس کے پاس میرے لئے سفارش لکھ دو تا کہ وہ میرے پاس کوئی شیطان بھیج دے جو اس لڑکی کو اچک لائے اور ایک نسخہ میں نکاح کا پیغام دے آئے کہتے ہیں کہ اس (عبداللہ بن ہلال) نے ابلیس کو خط لکھ دیا کہ اگر تو یہ پسند کرے کہ مجھ سے اور اپنے سے زیادہ خبیث اور شریر آدمی دیکھے تو میرے اس حامل رقعہ کو دیکھ لے اور اس کا کام کر دے پھر اس نے کہا اس جگہ کو دیکھو اور اپنے ارد گرد ایک حلقہ کھینچ لو اور کہا جب کوئی آدمی نظر آئے تو اس کو یہ خط دکھا دینا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پھر اس کے سامنے سے ایک جماعت گزری یہاں تک کہ ایک بوڑھا تخت پر بیٹھا ہوا سامنے آیا اس تخت کو چار

شیطانوں نے اٹھا رکھا تھا جب اس نے شیطان کو دور سے دیکھا تو خط اٹھا کر دکھایا تو اس نے منشیوں سے کہا اور اس سے خط لے لیا گیا جب شیطان نے اس کا مضمون دیکھا تو اس کو بوسہ دیا اور اسے اپنے سر پر رکھا پھر اس کو پڑھا اور ایک چیخ ماری تو جانے والے بھی اس کے پاس واپس آ گئے اور جو پیچھے رہ گئے وہ بھی جمع ہو گئے ان سب نے پوچھا یہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا یہ میرے دوست کا خط ہے وہ اس میں کہتا ہے کہ اگر تمہیں پسند ہو کہ مجھ سے اور اپنے سے بدترین شخص دیکھنا ہو تو میرے اس حامل رقعہ کو دیکھ لو اور اس کا کام کر دو لہٰذا تم سب میرے پاس گونگا' بہرہ اور اندھا شیطان لے آ ؤ اور اس کو اس (دولت مند) شخص کے گھر روانہ کر دو تا کہ وہ اس کے لئے اس کی بیٹی کو اچک لائے ایک نسخہ کے مطابق اس کے نکاح کا پیغام دے آئے۔

ابلیس نجس العین ہے:۔

(۷۳۲) ابن عماد (حنبلی) نے اپنی کتاب ''شرح ارجوزۃ الجان'' میں حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی أعوذ باللّٰہ من الرجل النجس الخبیث المخبث الشیطان الرجیم یعنی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ناپاک' پلید' پلید کرنے والے شیطان مردود آدمی سے۔ اس فرمان کا ظاہر یہی دلالت کرتا ہے کہ ابلیس نجس العین ہے۔

لیکن امام بغوی ''شرح السنۃ'' میں ذکر کرتے ہیں کہ ابلیس مشرک کی طرح طاہر العین ہے اور انہوں نے حضور اقدس ﷺ کے اس عمل سے استدلال کیا کہ حضور ﷺ نے شیطان کو نماز میں پکڑا اور نماز نہیں توڑی لہٰذا اگر ابلیس نجس العین ہوتا تو حضور

ؓ ابلیس کو نماز میں نہ پکڑتے البتہ ابلیس نجس الفعل اور خبیث الطبع ضرور ہے۔

فرشتے آسمانوں میں شیخین سے محبت کرنے والوں کے لئے استغفار کرتے ہیں:۔

(۷۳۳) حافظ محب الطبری "الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ" میں امام اعمش علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں مسجد کے ارادے سے نکلا تو اچانک کوئی چیز میرے سامنے آ گئی جس سے میرا جسم کانپنے لگا میں نے پوچھا تو جنوں میں سے ہے یا انسانوں میں سے؟ تو اس نے جواب دیا جنوں میں سے ہوں پھر میں نے پوچھا تو مسلمان ہے یا کافر؟ اس نے کہا میں مسلمان ہوں پھر میں نے اس سے پوچھا کیا تم میں کچھ گمراہ و بدعتی ہیں؟ اس نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا تمہارے اور میرے درمیان ایک سرکش جن حائل ہو گیا جس نے امیر المؤمنین خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق اختلاف کیا ہے تو سرکش جن نے کہا بے شک ان دونوں حضرات نے حضرت علی مرتضی ؓ پر ظلم کیا میں (حضرت اعمش علیہ الرحمہ) نے پوچھا ہم حکم (ثالث) کس کو مقرر کریں؟ اس سرکش جن نے کہا ابلیس کو۔ چنانچہ ہم ابلیس کے پاس آئے اور ہم نے اس سے یہ قصہ بیان کیا تو وہ ہنسنے لگا پھر کہا یہ لوگ مجھ سے محبت کرنے اور میری مدد کرنے اور مجھ سے دوستی کرنے والوں میں سے ہیں پھر اس نے کہا کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں ابلیس نے کہا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے ایک ہزار سال تک پہلے

آسمان میں اللہ کی عبادت کی تو وہاں میرا نام "عابد" رکھا گیا اور میں نے دوسرے آسمان میں بھی ایک ہزار سال اللہ کی عبادت کی تو وہاں میرا نام "راغب" رکھا گیا پھر میں چوتھے آسمان میں گیا تو وہاں میں نے فرشتوں کی ایک ہزار صفیں دیکھیں جو حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرنے والوں کے لئے مغفرت طلب کر رہے تھے پھر میں پانچویں آسمان پر گیا تو وہاں فرشتوں کی ستر ہزار صفیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض رکھنے والوں پر لعنت بھیج رہے تھے۔

اسی طرح اس واقعہ کو حضرت عمر فاروق ؓ کے فضائل کے بیان میں طبری نے بھی بیان کیا اور اس کتاب کے مصنف کا نام نہ وہاں بیان کیا نہ خطبہ میں۔

(۷۳۴) "الطیوریات" میں حضرت عمرو بن قیس ملائی علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہتے ہیں ابلیس نے کہا جس کے اندر تین باتیں ہوں گی میں اس پر کامیاب ہو جاؤں گا۔

۱- جو اپنے عمل کو بہت زیادہ سمجھے۔

۲- جو اپنے گناہوں کو چھوٹا سمجھے۔

۳- جو اپنے مشورہ کو اچھا جانے۔

(۷۳۵) ابن عساکر نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت کیا فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمرہ سے فارغ ہو کر کسی قریشی کی سواری کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ لوگ مقام کدید پہنچ گئے راوی کہتے

ہیں حضرت عبد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نکلے یہاں تک کہ مقام کدید پہنچ گئے راوی کہتے ہیں میں نے انہیں سلام کیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سلام کا جواب دیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے درخت کے نیچے ایک آدمی دیکھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان لوگوں سے فرمایا کیا میں آپ لوگوں کے لئے دودھ پیش کروں؟ تو ان لوگوں نے کہا ہاں کیوں نہیں تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آدمی کے پاس تشریف لے گئے (جس کو انہوں نے درخت کے نیچے دیکھا تھا) اور اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں قسم اللہ کی میں نے کسی کو آتے بھی نہیں دیکھا اور میں نے اس کی شکل کے سوا دوسری شکل دیکھی جب میں اس کے قریب ہوا تو وہ ایک سایہ تھا جو چلنے لگا مگر کوئی حرکت بھی نہیں تھی پھر میں نے اپنے پاؤں میں مارا اور کہا ٹھہر جا تو کوئی سایہ دار شکل ہے تو وہ کراہت سے متوجہ ہوا تو میں بیٹھ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں زمین کے جنوں میں کا ایک آدمی ہوں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں قسم اللہ کی اس کا یہ کہنا تھا کہ میرے سارے بال (رونگٹے) کھڑے ہو گئے پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچا تو اس کے دانت بھی نہ تھے میں (عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا تو کیوں نہیں ظاہر ہوتا جبکہ تو اہلِ زمین سے ہے؟ پس وہ مجھ سے رسوا ہو کر چلا گیا پھر میرے (عبداللہ بن زبیر کے) ساتھی میرے پاس آ گئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کا ساتھی (جنات کے بارے میں) کہاں گیا؟ میں (عبداللہ بن زبیر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا خدا کی قسم وہ جنوں میں سے ایک شخص تھا وہ چلا گیا فرماتے ہیں اس جن کو دیکھنے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہا مگر زمین پر گر پڑا (یعنی اس جن کو جس نے بھی دیکھا وہ گر پڑا) تو میں نے ہر ایک کی اس کے اونٹ کے کجاوے میں بیٹھانے میں مدد کی یہاں تک کہ میں ان کے ساتھ حج کے لئے آیا اور انہیں کچھ بھی علم نہ تھا۔

(۷۳۶) ابن عساکر نے حضرت ابراہیم بن سعد زھری سے روایت کی فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے جب وہ ایک راستہ میں پہنچے تو ایک درخت کے نیچے اترے اور وہاں قیام فرمایا پھر سو گئے جب اٹھے تو انہوں نے اپنے کجاوے (اونٹ کی کاٹھی جس پر دو شخص آمنے سامنے بیٹھے ہیں) میں بالشت برابر یا اس سے بڑی کوئی چیز دیکھی راوی کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے کجاوہ سے جھاڑ دیا تو وہ لمبا ہونے لگا یا وہ آدمی کی طرح چلنے لگا یہاں تک کہ وہ لکڑی پر چڑھ گیا سب کو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جھاڑ دیا پھر حضرت ابن زبیر نے اس سے ملاقات کی اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا أنا أزب الشجرة میں درخت کی لمبائی ہوں حضرت ابن زبیر نے فرمایا تو اپنا منہ کھول تا کہ میں تیرے دانت دیکھوں راوی کہتے ہیں اس نے اپنا منہ کھولا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کے منہ میں اپنی انگلی داخل کی اور اس کے منہ میں گھمانے لگے تو اس کے سارے دانت کچلی (دودھ) کے دانت تھے پھر حضرت ابن زبیر اپنی سواری میں آ گئے اور اپنی سواری لے کر چل پڑے راوی کہتے ہیں کہ وہ بھی ان کے ساتھ بڑھنے (لمبا ہونے) لگا یہاں تک کہ ان

کی سواری کے برابر ہوگیا راوی کہتے ہیں پھر حضرت ابن زبیر اس سے غافل ہو گئے جب وہ غائب ہوگیا تو میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا اللہ کی قسم اے ابن زبیر! تجھے اللہ کی رحمت لاحق ہوگئی حضرت ابن زبیر نے پوچھا تو کون شخص ہے؟ مجھے تیری وحشت اس وقت تک نہیں لاحق ہوئی جب تک تو مجھ سے غائب نہ ہوا بے شک میں نے تیرے غائب ہونے پر کپکپی پائی یا جب تو نے اپنے آپ کو مجھ سے چھپایا۔

(۷۳۷) ابن عساکر حضرت سلیمان دارانی سے راوی کہتے ہیں حضرت ابن زبیر ایک چاندنی رات میں سواری پر نکلے پھر اتر کر پیشاب کرنے لگے پھر جب سواری کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ سواری پر ایک سفید بال وسفید ریش بوڑھا شخص بیٹھا ہوا ہے حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس پر حملہ کر دیا تو وہ چھوڑ کر ہٹ گیا چنانچہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور چل پڑے تو اس بوڑھے (ابلیس) نے آواز دی اللہ کی قسم اے ابن زبیر! اگر تیرے دل میں ایک بال بھی داخل ہوجاتا تو میں یقیناً تجھے پاگل کر دیتا حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے لعین! تیری طرف سے میرے دل میں کچھ داخل ہوجائے سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۷۳۸) رویانی اور ابن عساکر محمد بن علی وایلی کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دادا سے کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص خواب میں آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامر ؓ کے پاس چلا جا اور ان سے عرض کر کہ آپ جہنمی ہیں تو اس نے ان سے یہ بات کہنا ناپسند کیا اس نے اس کو یہی بات تین یا چار بار کہی پھر آخر میں یہ کہا کہ اگر تو یہ کام نہیں کریگا جو میں کہتا ہوں۔ تو میں تیرے

ساتھ بہت برا کروں گا چنانچہ وہ حضرت عقبہ بن عامر ؓ کے پاس آیا اور انہیں اس بات سے مطلع کیا تو حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے اس سے فرمایا تم مجھے بتاؤ اس نے تم سے کیا کہا؟ اس شخص نے کہا اس نے مجھ سے کہا کہ تم حضرت عقبہ بن عامر سے کہو کہ آپ جہنمی ہیں تو حضرت عقبہ بن عامر ؓ نے اپنی ہتھیلی زمین پر رکھی اور ایک مٹھی مٹی لی پھر اس مٹی سے اس کی گردن پر اس کی پیٹھ کے پیچھے سے مارا اور کہا شیطان نے جھوٹ بولا پھر دوبارہ ایک مٹھی مٹی لی اور اس کی پیٹھ کے پیچھے سے اس کی گردن پر دوبارہ مٹی سے مارا اور فرمایا شیطان نے جھوٹ بولا پھر تیسری بار ایک مٹھی مٹی لی اور اس کی پیٹھ کے پیچھے سے اس کی گردن پر پھر تیسری بار مٹی سے مارا اور فرمایا شیطان نے جھوٹ بولا جب وہ شخص سو گیا تو اس کے پاس وہی شخص آیا جو ہر رات اس کے خواب میں آتا تھا اس نے اس سے پوچھا کیا تم نے عقبہ سے وہ بات کہی جو میں نے تم سے کہی تھی؟ تو اس شخص نے کہا ہاں پھر اس نے اس سے پوچھا تو انہوں نے تم سے کیا کہا؟ اس نے اسے حضرت عقبہ ؓ کے فرمان سے مطلع کیا تو خواب میں آنے والے نے کہا انہوں نے سچ فرمایا اور جو انہوں نے مٹی ماری تھی وہ میرے چہرے اور آنکھ میں لگی۔

(۷۳۹) تاریخ ابن عساکر میں علی بن جارود سے مروی ہے کہتے ہیں ہم علم حاصل کرنے کی غرض سے نکلے تو میں اور میرا دوست ہم دونوں عرفہ کی شام کو قوم لوط کے شہر سے گذرے میں نے اپنے دوست سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا داخل ہوجا اور اس کنواں کا چکر لگا اور ہم اپنے رب کی حمد وشکر بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہم کو مصیبت سے نجات عطا فرمائی کہتے ہیں کہ ہم اس کنواں کے گرد غروب آفتاب تک

چکر لگا رہے تھے کہ اچانک ہمیں ایک تیز رفتار پراگندہ وغبار آلود آدمی سرخ اونٹ پر سوار نظر آیا جو ہمارے پاس آ کر ٹھہر گیا اور اس نے ہم سے پوچھا تم کون ہو؟ اور تم کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے اسے بتایا پھر جب اس نے ہمارے پاس سے جانے کا ارادہ کیا تو ہم نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ وہ غافل بنا تو ہم نے دوبارہ پوچھا پھر بھی وہ غافل بنا تو ہم نے اس سے کہا شاید تو ابلیس ہے اس نے جواب دیا ہاں میں ابلیس ہوں ہم نے کہا اے ملعون! تو کہاں سے آ گیا؟ ابلیس نے کہا میں موقف (عرفہ میں وقوف کی جگہ) سے آ رہا ہوں میں نے لوگوں کو دیکھا جو شخص پچاس سال گناہ کیے یہاں تک کہ میرا سینہ اس سے خوش ہو گیا اور آج ان پر رحمت نازل ہوئی تو میں اس پر صبر نہ کر سکا یہاں تک کہ میں نے اپنے چہرہ پر مٹی ڈال لی اور اسی حالت میں یہاں آ گیا میں یہاں ان (قوم لوط) کو دیکھتا ہوں تا کہ میرا دل کچھ ٹھنڈا ہو۔

خاتمہ هذا كتاب (لقط المرجان فى أخبار الجان) و الحمد لله العظيم الشأن و الصلوٰة و السلام على محمد سيد ولد عدنان و على آله و أصحابه و خصوصا أبى بكر و عمر و عثمان و على (قاتل الإنس و الجان) و على بقية الأصحاب السادة الأعيان و على التابعين لهم بإحسان○

عطاء المصطفیٰ اعظمی

دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی

۱۸، شعبان المعظم، ۱۴۱۹ھ ۸، دسمبر، ۱۹۹۸ء

روحوں کے متعلق لوگوں کے غلط نظریات

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم (دنیا) ہے۔ جس کو عالم برزخ کہتے ہیں تمام جنات اور انسان مرنے کے بعد قیامت سے پہلے اپنے مرتبہ کے اعتبار سے اسی عالم برزخ میں رہتے ہیں اور عالم برزخ اس دنیا سے بھی بہت بڑا ہے۔ عالم برزخ میں کسی کو آرام وراحت ہے اور کوئی تکلیف میں ہے۔ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح اس سے ضرور آگاہ و متاثر ہو گی جس طرح دنیاوی زندگی میں ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زائد دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں اور تکلیف واذیت بھی پائی جاتی ہے اور روح کے لئے خاص اپنی راحت والم کے الگ اسباب ہیں جن سے خوشی یا غم ہوتا ہے بعینہ یہی سب حالتیں عالم برزخ میں بھی ہوتی ہیں۔ البتہ انسان کی روحیں اپنے مرتبہ کے اعتبار سے مختلف مقام پر ہوتی ہیں مثلاً مسلمانوں کی روحیں چاہ زمزم، آسمان وزمین کے درمیان، پہلے، دوسرے اور ساتویں آسمان تک، آسمانوں سے بھی بلند اور اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں مگر کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق بدستور باقی رہتا ہے قبر پر آنے والوں کو پہچانتے ہیں سنتے، دیکھتے ہیں۔ اور اسی طرح کافروں کی روحیں ان کے مرگھٹ، قبر پر، چاہ برہوت (یمن میں ایک نالا ہے) پہلی، دوسری ساتویں زمین تک، اس کے بھی نیچے سجین میں ان کی روحیں بھی کہیں ہوں اپنے جسم سے ان کا تعلق برقرار رہتا ہے اور سب آنے والوں کو جانتے پہچانتے اور ان کی باتیں سنتے سمجھتے ہیں۔ اگر جسم گل جائے جل جائے خاک ہو جائے مگر اس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے ان پر عذاب وثواب وارد ہوں گے اور انہیں پر قیامت کے دن دوبارہ جسم ڈالا جائے گا وہ دو باریک اجزاء ہیں جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتے ہیں جسے عجب الذنب کہتے ہیں یہ خردبین وغیرہ سے بھی نظر نہیں آ سکتے نہ آگ جلا سکتی ہے نہ انہیں گلا سکتی ہے۔ مسلمانوں اور کافروں کی روحوں میں ایک فرق تو یہ ہوا اور دوسرا فرق

یہ ہے کہ مسلمانوں کی روحیں مقید نہیں ہوتی جہاں چاہتی ہیں جب چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں حدیث شریف میں آیا اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ یَخْلٰی سَرْبُهٗ یَسْرَحُ حَیْثُ شَآءَ یعنی جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے۔ اس طرح کی بے شمار روایتیں ہیں جسے امام اہل سنت مجدد دین وملت مائۂ حاضرہ، نے "اتیان الارواح لدیارھم بعد الرواح" میں جمع فرمادی ہیں جسے تفصیل درکار ہو اس کتاب کا مطالعہ کرے غرض مسلمانوں کی روحیں ہر روز شب جمعہ اپنے گھر دروازے پر آتی ہیں لیکن کافروں کی روحیں مقید ہوتی ہیں ان کے جسم سے تو ان کا تعلق برقرار رہتا ہے مگر کہیں آ جا نہیں سکتیں۔ مؤمنوں کی روحیں آزاد تو ہوتی ہیں جہاں کہیں چاہیں جا آ سکتی ہیں لیکن کسی کے جسم میں داخل نہیں ہوتی جیسا کہ اس زمانہ میں بہت سے جہلا کہتے ہیں ہم پر فلاں بزرگ کی سواری آتی ہے یہ محض جھوٹ فریب اور مذہب اہلسنت کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش ہے اور ایسا خیال وعقیدہ رکھنا کہ کسی کی روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں محض باطل ومردود اور اس کو ماننا کفر ہے لہٰذا آج کل جو یہ تماشا نکالا ہے کہ فلاں شخص پر غوث پاک یا خواجہ صاحب وغیرہما کی سواری آتی ہے یہ سب جھوٹ فراڈ اور بکواس ہے البتہ چند روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ شیاطین اجنان آدمی کے اندر آ جاتے ہیں اور بولتے ہیں جو لقط المرجان فی احکام الجان کے اس ترجمہ کے نمبر شمار ۴۲۶، ۴۲۹، ۴۳۰ میں روایات سے ثابت ہیں جنوں کی مختلف قسم ہیں اور ان میں کافر اور مسلم بھی ہیں بلکہ ہر قسم کے فرقے بھی ہیں لیکن مسلم جن بلاوجہ کسی کو تنگ نہیں کرتے جب انہیں تنگ کیا جائے گا تو وہ بدلہ لیتے ہیں اس کے متعلق بھی کئی روایات مذکورہ کتاب میں ہیں اور کافر جن وجہ و بلاوجہ بھی تنگ کرتے ہیں ان سے نجات کا علاج کتاب میں مختلف طریقوں سے بیان ہے۔ رہا عاملین کے قابو میں جن کا آنا یا نہ آنا اور کافروں کے قابو میں آ جانا یہ کوئی حقانیت کی دلیل نہیں کیوں کہ بسا اوقات خلاف عادت کام کافروں سے بھی ہوتا جسے استدارح کہتے ہیں۔

عطاء المصطفیٰ اعظمی

تعارف دار العلوم صادق الاسلام

10/483 لیاقت آباد، کراچی۔

یہ ادارہ نبیرۂ صدر الشریعہ جگر گوشۂ محدث کبیر حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے زیر اہتمام ہے۔ ادارے کو چلانے کے لیے باقاعدہ ٹرسٹ قائم کیا گیا ہے جس کے تحت تمام امور چلائے جاتے ہیں۔ یہ ادارہ قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ عوام الناس کے شرعی مسائل کے حل کے لیے امجدی دار الافتاء کا قیام بھی عمل میں لایا گیا ہے۔ حضرت علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ مدظلہ العالی بروز اتوار صبح 9 تا 12 دار الافتاء کے فرائض انجام دیتے ہیں جس کا افتتاح 24 ذی الحجہ 1424 ھ بمطابق 15 فروری 2004ء شب پیر نبیرۂ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دست اقدس سے کرایا گیا۔ حفظ وناظرہ اور درس نظامی کی کلاسوں میں اس وقت 200 سے زائد طلباء وطالبات علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ اس وقت درجہ اولیٰ، ثانیہ کی کلاسوں میں مفتی صاحب کے علاوہ دو مدرسین اور بھی اپنے علمی فیضان سے طلباء کی پیاس بجھا رہے ہیں۔ حفظ وناظرہ میں طلباء وطالبات کی علیحدہ علیحدہ کلاسیں قائم ہیں بچوں اور بچیوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بچیوں کے لیے علیحدہ عمارت کی سخت ضرورت ہے۔ مخیّر حضرات کی توجہ درکار ہے۔ حفظ وناظرہ (برائے طالبات) معلّمہ قاریہ اور (برائے طلبہ) تین حافظ، قاری حضرات تین شفٹوں (صبح 8:30 تا 11، دوپہر 2 تا 4:30 اور رات بعد نماز مغرب تا 10:30) میں قرآن کریم مع تجوید، اسلامی اخلاق وآداب، ہر قسم کی دعائیں اور سنتیں عمدہ انداز میں تعلیم دے رہے ہیں۔ طالبات کے لیے سلائی کڑھائی کے سکھانے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے تمام احباب خصوصاً اہل محلّہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو مدرسہ بھیج کر دینی و دنیاوی ثمرات سے مستفیض ہوں۔ دار العلوم میں رہائشی طلباء کے لیے قیام وطعام، علاج معالجہ اور جملہ ضروریات ادارہ مفت فراہم کر رہا ہے۔

تعاون کی اپیل

تقریباً تمام دینی ادارے مخیّر حضرات کی سرپرستی سے چل رہے ہیں اس لیے یہ ادارہ بھی آپ کی خصوصی توجہ اور تعاون چاہتا ہے طلباء کے جملہ مصارف کے لیے سالانہ ایک خطیر رقم درکار ہوتی ہے اس وقت ادارے کا ماہانہ خرچ تقریباً -/40,000 روپے ہے۔ آپ سے گذارش ہے کہ آپ زکوٰۃ، صدقہ، فطرہ، چرم قربانی اور دیگر عطیات وغیرہ سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ امید ہے کہ آپ اس صدقہ جاریہ میں اپنا حصہ ضرور شامل کریں گے تاکہ یہ ادارہ خوش اسلوبی سے چلتا رہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کی توفیق دے۔ آمین

تعاون کا طریقہ

☆ اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے دارالعلوم کی لائبریری میں کتابیں وقف کریں۔

☆ دارالافتاء کے لیے کمپیوٹر، پرنٹر اور کتابیں وغیرہ عطیہ کریں۔

☆ رہائشی طلبہ کے لیے بستر وغیرہ دے کر تعاون کریں۔

☆ ایک طالب علم پر ماہانہ خرچ -/1,000 سے کفالت کریں۔

☆ فی طالب علم کھانے کا یومیہ خرچ -/30 روپے ہے۔

☆ ایک مدرس کا وظیفہ -/1500 یا -/2000 روپے یا -/2500 یا -/3000 ہے۔

☆ طالبات کے لیے سلائی مشین وغیرہ وقف کریں۔

پیر طریقت رہبر شریعت نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب مدظلہ العالی کی دیگر تصنیفات

۱۔ ضیاء النحو
۲۔ ضیاء الصرف
۳۔ ضیائے فارسی
۴۔ فضائل شعبان واعمال
۵۔ ترجمہ مشکوٰۃ
۶۔ حسن قرأت
۷۔ پرائز بانڈ پر انعام جائز
۸۔ مسئلہ کف ثوب
۹۔ بہار نحو
۱۰۔ ترجمہ صرف میر
۱۱۔ ترجمہ منیۃ المصلی
۱۲۔ مسائل زکوٰۃ
۱۳۔ فضائل ومسائل رمضان المبارک
۱۴۔ سفینہ نجات
۱۵۔ نماز کا آسان طریقہ
۱۶۔ فضائل دعا ومسنون دعائیں
۱۷۔ ضیائے اصول حدیث
۱۸۔ حج وعمرہ ایک نظر میں مع طریقۂ نماز
۱۹۔ ترجمہ لقط المرجان فی احکام الجان
۲۰۔ تذکرہ رئیس التحریر
۲۱۔ سود کی مذمت اور اس کا خاتمہ
۲۲۔ برتھ کنٹرول کی شرعی حیثیت
۲۳۔ حرمت مصاہرت
۲۴۔ بہار اعتکاف
۲۵۔ عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت
۲۶۔ غیر مقلدوں کے کرتوت مع تبلیغی جماعت کا فریب
۲۷۔ سوانح حیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۸۔ ضیاء العارفین ترجمہ منہاج العابدین الی جنۃ رب العالمین
۲۹۔ تربیتی کورس (مدارس کا نصاب)